یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان
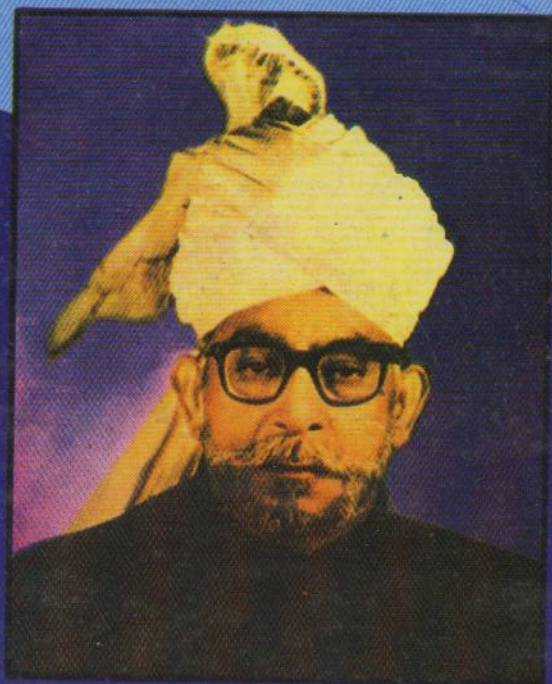
مؤلف: مولانا الحاج ناصر حسین نجفی

فہرست مضامین

انتساب

میں اس سعی ناچیز کو المرجع المعظم الزعیم المصلح سماحۃ آیۃ اللہ العظمیٰ
آقائی الحاج میرزا حسین الحائری الاحقاقی ادام اللہ ظلہ کویت
کے اسم گرامی سے منسوب کرتا ہوں جن کی ذات ذوالاصفات نشر فضائل محمد و آل محمد
علیہم السلام اور دفاع مقصرین میں ہماری مؤید و معاون ہے۔

نجفی

مُبلّغِ اعظمؒ

نے فرمایا

آلِ محمدؐ کے ماننے کے تین رُکن ہیں:۔
پہلا اہل بیتؑ کی امامت پر ایمان لانا۔
دُوسرا اہل بیتؑ کی محبت کو واجب سمجھنا۔
تیسرا اہل بیتؑ کے دشمنوں سے بیزار ہو جانا۔
جو آلِ محمدؐ کی امامت پر ایمان نہیں لایا، جس نے آلِ محمدؐ کی محبت کو واجب نہیں سمجھا، اور جو اہل بیتؑ کے دشمنوں سے بیزار نہ ہوا، وہ یا تو اہل بیتؑ کو مانتا نہیں یا پھر وہ ماننا جانتا نہیں۔

مبلغِ اعظمؒ کی

وصیّت

مَیں تمہاری قوم کا مشہور مبلّغ ہُوں۔ جب مَیں مرجاؤں تو میری کتابیں یاد نہ رکھنا، میرے مناظرے یاد نہ رکھنا لیکن میری دو وصیتیں نہ بھولنا:۔

و۔ ایک خونِ حسینؑ نہ بھولنا۔

و۔ دوسری چادرِ زینبؑ نہ بھولنا۔

پیش لفظ

حضرات مومنین! قبل ازیں آپ کی خدمت میں اُستاذی المکرّم حضرت مبلّغ اعظم اعلی اللہ مقامہٗ کے مناظروں کا مجموعہ "فتوحاتِ شیعہ" پیش کر چکا ہُوں۔ آپ نے جس طرح اسکی پذیرائی فرمائی ہے میں اس کیلئے آپکا ممنون و متشکّر ہُوں۔

مبلّغ اعظمؒ صرف مناظر ہی نہیں تھے بلکہ وہ ایک بلند پایہ خطیب و مبلّغ بھی تھے جن کی تقریروں نے ہزارہا لوگوں کو مذہب شیعہ اختیار کرنے پر مجبُور کر دیا۔

چونکہ ان کی تبلیغی تقاریر ایک بیش بہا علمی خزانہ ہے جن کو تا قیامِ قیامت محفوظ رہنا چاہیئے۔ اسی لئے "مبلّغ اعظم اکیڈمی" نے حتی الامکان ان کی علمی شان کے مطابق ان کی مخصوص و مکمل تقاریر کو من و عن شائع کرنے کا بیڑا اُٹھایا ہے تاکہ یہ علمی خزانہ تا زلیست محفُوظ رہے، مومنین اس سے مستفید ہوتے رہیں اور مبلّغ اعظمؒ کی یاد ان کے دِلوں میں بدستور باقی رہے۔

ہمیں فخر ہے کہ آپ نے ہماری اس کاوش کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے اسی لئے قلیل مدت میں اس کا پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا اور اب دوسرا ایڈیشن مع اضافہ آپ کے پیشِ نظر ہے۔ اگر اسی طرح آپ ہماری حوصلہ افزائی فرماتے رہے تو انشاءاللہ ہم ہمیشہ آپ کے مذہبی ذوق کی تسکین کے اسباب فراہم کرتے رہیں گے۔

ناصر حسین نجفی

خطبہ نمبر ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى خُصُوْصًا عَلٰى مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى وَاَهْلِ بَيْتِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ الشُّرَفَاءِ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كِتَابِهِ الْمَجِيْدِ وَخِطَابِهِ الْحَمِيْدِ وَهُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِيْنَ ٥

خطبہ نمبر ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَوَّرَ قُلُوْبَنَا بِوِلَاءِ الْحُسَیْنِ وَ اَخِیْہِ وَجَدِّہٖ وَاَبِیْہِ وَاُمِّہٖ وَبَنِیْہِ وَشِیْعَتِہٖ وَمَوَالِیْہِ وَاَجْلٰی عُیُوْنَنَا بِالْبُکَاءِ فِیْ عَزَائِہٖ وَ مُصِیْبَتِہٖ وَجَعَلَ ھَاتَیْنِ الْمَوْھِبَتَیْنِ وَسِیْلَۃً لَّنَا فِیْ نَیْلِ قُرْبَتِہٖ وَتَحْصِیْلِ رَحْمَتِہٖ مُحَمَّدٌ مَنْ تَمَّ عَلَیْہِ نِعْمَتُہٗ وَصَرَفَ عَنْہُ نِقْمَتَہٗ ثُمَّ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَاَھْلِ بَیْتِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ الْمَعْصُوْمِیْنَ وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی اَعْدَائِھِمْ اَجْمَعِیْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ :-

مجلس اوّل

ختمِ نبوّت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیءٍ علیماً ط

حضرات! میں نے کل وعدہ کیا تھا کہ آج ختم نبوت بیان کروں گا لہٰذا آج میں اپنا وعدہ پورا کر رہا ہوں۔ صلوٰۃ دی چھل آوے میں عرض کراں۔

بات یہ ہے کہ لوگ یا افراط کرتے ہیں یا تفریط، یا کمی کرتے ہیں یا زیادتی۔ اس اُمت میں نبی لانا زیادتی ہے اور امامت کا دروازہ بند کرنا کمی ہے۔ اسی واسطے ہم صراطِ مستقیم پر ہیں، نبی آ نہیں سکتا اور امام رُک نہیں سکتا۔ اُمت محمدیہ میں نبی نہیں آ سکتا۔ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور امام رُک نہیں سکتا لہٰذا ہم لوگ ہمیشہ امامت ہی پڑھتے رہتے ہیں کیونکہ امامت قیامت تک جاری ہے جو چیز جاری ہے اس کا ذکر کرتے ہیں۔ باقی چونکہ یہ ضرورت آ گئی تھی کہ ہمارے دور میں کچھ لوگوں نے نبوت کے دعوے کر دیئے لہٰذا ان کے دعوے کو پرکھنے کیلئے غور کرنا پڑے گا کہ نبوت ختم ہے یا نہیں۔ عزیزو! سچی بات ہے میں اگرچہ سیاسی آدمی نہیں ہوں۔ مجھے سیاست کا کوئی پتہ نہیں، اور نہ ہی مجھے تجارت کا کچھ پتہ ہے، نہ سیاست جانتا ہوں

نہ تجارت جانتا ہوں اگر کچھ جانتا ہوں تو آلِ محمدؐ کی امامت جانتا ہوں جو امامت
پر سوال ہوتے ہیں ان کا جواب دیتا ہوں اور اپنے اماموں کی امامت بیان
کرتا ہوں، لہٰذا نبی آ نہیں سکتا اور امام رُک نہیں سکتا۔ سیاست مَیں نہیں جانتا
لیکن اس موجودہ حکومت کے قربان جاؤں جس نے تیرا یہ بہت پرانا مسئلہ بھی
حل کر دیا ہے۔ صلوٰۃ دی چھل آدے میں عرض کراں۔

جب میں اسلام آباد گیا تھا تو ایک احمدی مولوی نے مجھ سے پوچھا
تھا کہ مولوی اسماعیل صاحب یہ فرمایئے کہ ہمارے متعلق فیصلہ کرنے کا
حکومت کو کیا حق ہے۔ عالم فیصلہ کریں یا فاضل فیصلہ کریں۔ میں نے کہا
حضور! آپ کی ہر کتاب یہ کہتی ہے کہ اگر انگریز کی حکومت نہ ہوتی تو
ہم دعویٰ نبوت نہ کر سکتے، پروان نہ چڑھ سکتے، تو وہ عیسائیوں کی حکومت
تھی۔ جب عیسائیوں کی حکومت تمہیں نبی بنا سکتی ہے تو ہماری مسلمانوں کی
حکومت تمہیں ہٹا کیوں نہیں سکتی۔

جتنی کتابیں چاہو مَیں دکھا سکتا ہوں۔ ہر کتاب میں انگریز کی حکومت
کا شکریہ ادا کیا گیا ہے۔

انہوں نے مجھ سے پوچھا تھا کہ آپ کیوں آئے ہیں؟ میں نے کہا کیوں
میں کیوں نہیں آ سکتا۔ کہا کہ آپ تو شیعہ ہیں، میں نے کہا تھا کہ آج میں شیعہ
کی حیثیت سے نہیں آیا۔ مَیں آج مسلمان کی حیثیت سے آیا ہوں، شیعہ سنّی
تو مسلمانوں کے فرقے ہیں یہاں شیعہ سنّی کا فیصلہ نہیں بلکہ یہاں تو کفر اور اسلام
کا فیصلہ ہے۔ کہنے لگا تم سُنیوں کو کیا سمجھتے ہو۔ میں نے کہا مَیں سُنیوں کو اپنا
بھائی سمجھتا ہوں وہ ہمارے بھائی ہیں۔ کہا ہمیں کیا سمجھتے ہو، میں نے کہا
تمہیں بھائی نہیں سمجھتا۔ اس نے کہا وجہ؟ میں نے کہا کہ بھائی بنتا ہے ماں

سے یا باپ سے، نبی اُمت کا رُوحانی باپ ہوتا ہے نہ اُنہوں نے کوئی نیا باپ
بنایا نہ ہم نے بنایا۔ جب تم نے باپ ہی نیا بنا لیا ہے تو بھائی بننے کا خواب کیوں
آ رہا ہے۔؟

کہنے لگے تم تو حضرتؑ کے دوستوں کو نہیں مانتے۔ میں نے کہا ہم
حضرت کے دوستوں کو بڑا مانتے ہیں، کہنے لگا وہ کیسے؟ میں نے کہا کہ
کہ باپ کے دو دوست ہوں تو پیارے معلوم ہوتے ہیں، دس ہوں تو بھی
پیارے معلوم ہوتے ہیں لیکن باپ کے مرنے کے بعد اگر والدہ معظمہ دوسرا
نکاح کر لے تو وہ بندہ اچھا نہیں لگتا۔

دوستوں کی کوئی بات نہیں وہ ہماری گھر کی بات ہے ہم خود فیصلہ
کر لیں گے لیکن اب یہاں نبوّت کی بات ہے۔ تو وہ کہنے لگا کہ اسلام کے تہتر
فرقے ہیں۔ ان میں ایک فرقہ ہمیں بھی سمجھ لیا جائے۔ میں نے کہا کہ ہم تمہیں
ان سب میں شامل نہیں کریں گے۔ کہا وجہ؟ میں نے کہا حضورؐ نے فرمایا ہے
ستفترق اُمتی کہ میری اُمت کے تہتر فرقے ہوں گے۔ فرمایا۔ اُمت تو نبی
سے بنتی ہے جب تم نے اپنا نبی بنا لیا ہے تو تم تو ان تہتروں میں بھی شامل
نہیں ہو۔ صلوٰۃ۔

جب بادشاہی مسجد لاہور میں ختم نبوّت کا جلسہ ہوا تو وہاں لاکھوں کی
تعداد تھی۔ وہاں بڑے بڑے علماء کرام موجود تھے، مجھے مولانا مفتی محمود صاحب
نے فرمایا کہ تیری تقریر مولانا مودودی کے بعد ہونی چاہیئے۔ میں نے کہا
مَیں حاضر ہوں لیکن ایک بات کا آپ بھی اس منبر پر اعلان کریں کہ شیعہ
مسلمان ہیں۔ کہنے لگے اس کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے کہا شاید کل یہ سوال
نہ پیدا ہو جائے آج یہ بات بھی ختم ہو جائے۔ تو اس وقت مولانا مفتی محمود صاحب

نے میرے سامنے یہ اعلان کیا تھا کہ شیعہ، سُنّی، دیوبندی، اہل حدیث یہ تمام فرقے مسلمان ہیں۔ میں نے کہا پھر لو بسم اللہ مَیں شروع کرتا ہوں۔ تو یہ بات میں نے وہاں منوالی ہوئی ہے۔ تو برادرانِ من! ہمارا مذہب یہ کہتا ہے کہ آقائے نامدارؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

احمدی صاحبان نے مجھ سے پوچھا تھا کہ کیا آپ یہ واضح کر سکتے ہیں کہ نبی اور امام میں کیا فرق ہے۔ نبی کیا ہے اور امام کیا ہے؟ تو میں نے کہا۔ ہاں بتا سکتا ہوں۔ میرے اللہ نے جو فرمایا ہے وہ بیان کرتا ہوں۔ میرا اللہ فرماتا ہے کہ والشّمس وضحٰھا والقمر اذا تلٰھا۔ کہ قسم ہے مجھے خورشیدِ نبوت کی، آفتابِ نبوت کی، نبوت کے سورج کی قسم ہے۔ پھر فرمایا والقمر اذا تلٰھا کہ مجھے امامت کے چاند کی قسم۔ میں نے کہا۔ دیکھیئے سُورج کا نور اپنا ہے۔ سُورج کی شعاعیں اپنی ہیں، سُورج کے اُوپر کسی غیر کا نُور نہیں ہے۔ سُورج کسی کا عکس لے کر نہیں دے رہا۔ مگر چاند کا ذاتی نُور نہیں ہے، چاند پر سُورج کا نُور پڑتا ہے۔ وہ سُورج سے نُور لے کر دے رہا ہے، تو بس اتنا ہی فرق ہے کہ جس کے سینے میں خود قرآن اُترے وہ نبی ہوتا ہے اور جو محمدؐ کے سامنے سینہ کر کے حاصل کرے وہ امام ہوتا ہے۔

لہٰذا سورج ایک ہی ہے۔ عزیزو فرماؤ! رات کا وقت ہے اس وقت تو بڑی بتیاں ہیں۔ بجلی کا بڑا انتظام ہے۔ لیکن اگر یہی انتظام اگر دن کو کیا جائے تو کیا جائز ہے؟ اب تو بڑے چراغ جل رہے ہیں لیکن اگر کوئی بندہ دن کو چراغ جلا کر ہاتھ میں لئے پھرے تو اُسے آپ کیا سمجھیں گے؟ بیوقوف؟ میں نے کہا جناب! دیکھئے رات کو بتیاں روشن ہو سکتی ہیں لیکن جو شخص دن کو بتیاں جلائے وہ بیوقوف ہوتا ہے

تو خدا فرماتا ہے والشّمس وضحٰھا کہ محمدؐ سُورج ہے، تو یہ فرماؤ کہ جب اللہ نے محمدؐ کو قرآن میں سُورج کہا ہے تو سُورج کے مقابلے میں یہ ربوے کی موم بتیاں کیسے جل رہی ہیں۔؟

مگر کیا کیا جائے آپ کو پتہ ہے کہ میں پنجابی ہوں۔ خُدا فرماتا ہے کہ نبی سُورج ہے۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ وَما ارسلنا من رسولٍ الا بلسان قومہٖ۔ میں نے احمدیوں سے پوچھا تھا۔ نبی جس قوم میں آیا۔ ان کی زبان لے کر آیا۔ میں نے کہا نبی اکرمؐ کس مُلک میں آئے، کہا عرب میں، قرآن کس زبان میں، کہا عربی میں، نماز عربی، اسلام عربی، اذان عربی، اللہ اکبر عربی مسلمان سے مسلمان ملے تو سلامٌ علیکم عربی۔ تو میں نے کہا کہ خدا کے بندے! غور کرو کہ جب قرآن عربی، اسلام عربی، محمدؐ کا نام عربی، اذان عربی، تیری ساری نماز عربی ہے تو مَیں یہ کیسے مان لوں کہ دین تو سارا عربی ہو اور نبی پنجابی آجائے۔

برادرانِ اسلام کو مَیں اس لئے اپنے بھائی سمجھتا ہوں کہ دن کے وقت نہ وہ کوئی چراغ جلاتے ہیں نہ ہم۔ جب حضورؐ دُنیا سے تشریف لے جاتے ہیں تو رات آتی ہے۔ اس سورۃ کا نام والشمس ہے اور اس سے اگلی سورۃ کا نام واللّیل ہے، لیل کے معنی رات کے ہیں، سورج ہوتا ہے دن کو، باقی رات کی کوئی بات نہیں۔ رات کو چاند بھی ہوتا ہے، ستارے بھی ہوتے ہیں، بتیاں بھی ہوتی ہیں۔ رات کی ساری بات ہے، ستارے شمار نہیں ہوتے، گِنے نہیں جاتے اور چاند سال میں کل بارہ چڑھتے ہیں۔ ستارے نہیں گِنے جاتے تو پھر وہ بے شمار ہوئے ناں۔

مگر ایمان سے کہو، رات کو ستارے منظور، چراغ منظور تو شیعہ سُنّی میں

کوئی جھگڑا نہیں ہے، رات کو چاند کا اپنا مقام ہے ستاروں کا اپنا مقام
بزرگوں کے مزاروں پر چراغوں کا اپنا مقام، چھوٹے سے چھوٹے بزرگ
کی قبر پر بھی چراغ جل رہا ہے، جتنا بڑا بزرگ ہے اتنا بڑا چراغ ہے۔
اس کی روشنی اتنی ہے۔ لیکن اس کا سورج سے مقابلہ نہیں کرنا چاہیئے لہٰذا
رات کو جتنی چھوٹی موٹی روشنیاں ہیں وہ تسلیم۔ رات کو آپ نے اکثر دیکھا
ہو گا کہ چھوٹا سا جگنو بھی اپنی کچھ روشنی دکھاتا ہے لیکن وہ تو رات ہے
دن کو تو چاند بھی نظر نہیں آتا جگنو کی کیا حقیقت ہے۔ رات کے وقت اگر
کوئی ٹھوکر کھا جائے خواہ اس کی آنکھیں ہوں تو ہم اس کو معذور سمجھیں گے
کہ رات تھی، اندھیرا تھا ٹھوکر کھا گیا، مگر جو دن کو ٹھوکر کھائے اس کو
اندھا سمجھیں گے۔ اس لئے کہ رسالتمآب کے بعد رات ہے۔ اگر کوئی
تھوڑی بہت ٹھوکر کھاتا ہے تو اسے ہم معذور سمجھیں گے مگر جو دن
کو ٹھوکر کھائے اس کو اندھا سمجھیں گے تو یاد رکھو! جو نبوتِ محمدیہ کا
کا منکر ہے اسے اندھا کیا اسے کافر سمجھیں گے۔ نعرۂ حیدری۔

شیعہ سنی آقائے نامدارؐ کی نبوت پر ایمان رکھتے ہیں وہ آقائے
نامدارؐ کے بعد کسی نبی، کسی سورج کے مدعی نہیں ہیں لہٰذا سارے آپس
میں بھائی ہیں، باقی رہی رات، رات کو چھوٹا سا چراغ بھی جلائیں تو
کوئی بات نہیں۔ ہمارے برادرانِ اسلام کہتے ہیں کہ اصحابی کالنجوم
نبی کریم نے فرمایا کہ اصحاب ستارے ہیں، چشم ما روشن دلِ ماشاد۔ میں
مان گیا، میں شیعوں کی طرف سے دستخط کر دیتا ہوں کہ وہ ستارے ہیں
لیکن سارے ستاروں کا نور مل کر بھی اتنا نور نہیں ہوتا کہ رات کو ان کا
نور زمین تک آجائے، مگر چاند ایک نکلتا ہے تو ساری زمین روشن

ہو جاتی ہے۔ تو تیری عقل میں نہ آیا کہ کروڑوں ستاروں کا نور مل کر بھی سورج
کا نائب نہ ہو سکا تو غلطی کیوں کرتا ہے چاند اکیلا نکلے تو زمین روشن ہو
جاتی ہے، کروڑوں اصحاب مل کر بھی محمدؐ کے نائب نہیں ہو سکتے، حیدر کرارؑ
اکیلا بھی نائب ہو سکتا ہے۔

انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ آپ امام کو چاند سمجھتے ہیں۔ میں نے
کہا امام ہے ہی چاند۔ میں نے کہا سال میں چاند کتنے چڑھتے ہیں، کہنے لگا
بارہ، اور ہمارے امام کتنے ہیں، وہ بھی بارہ، پڑھے لکھے بیٹھے ہو۔ جب
سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے، قرآن کہتا ہے ان عدۃ الشهور عند
الله اثنیٰ عشر۔ چاند بارہ ہی ہیں کیونکہ ذالك الدین القیم کہ
دینِ قیم اِن بارہ ہی سے ہے تو اگر میں اثنا عشری بن جاؤں تو کوئی زیادتی
تو نہیں کر رہا۔ فطرت بھی شہادت دے رہی ہے اور شریعت بھی
شہادت دے رہی ہے۔

میں نے کہا کہ چاند بارہ ہیں تو انہوں نے کہا تو پھر حضرت علیؑ کیا ہیں؟
میں نے کہا وہ پہلا ہے، علیؑ پہلی رات کا چاند ہے، پہلی رات کا چاند ساری
دنیا کو ایک دفعہ کبھی بھی نظر نہیں آیا۔ اب تو بڑے انتظامات ہیں ریڈیو
ہیں، ٹی وی ہیں، ٹیلی فون ہیں، کچھ نہ کچھ عید کا فیصلہ ہو جاتا ہے مگر پہلے
زمانے میں ہمیشہ دو عیدیں ہوتی رہیں۔ کسی نے آج عید کی، کسی نے کل
کی کہ چاند نظر نہیں آیا، ہم ہمیشہ دیکھتے رہے ہیں کہ رمضان شریف کا
چاند تو زبردستی نکل آتا ہے البتہ عید کے چاند میں گڑبڑ ہو جاتی ہے
اور اس کو دیکھنے کے لئے بڑا زور شور ہوتا ہے اگر چاند نظر آگیا تو سبحان اللہ
خوشیاں ہو گئیں، سامان خریدا جانے لگا، سویّاں آگئیں کہ چاند نکل آیا ہے

اور اگر نظر نہ آیا تو خاموش۔ مولوی صاحب سے پوچھا کہ کیا کریں، کہا کہ صبح روزہ رکھو، اللہ نے برکت کی ایک روزہ اور بڑھ گیا، روزہ رکھ لیا مگر ابھی دوپہر نہ ہوئی تھی کہ خبر آگئی کہ فلاں جگہ پر چاند نظر آگیا ہے تو کسی نے کہا کہ اوہ میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ کسی نہ کسی جگہ چاند نظر آگیا ہوگا لیکن ہم کو نظر نہیں آیا۔ تو وہ روزہ توڑنا پڑا۔ فرماؤ! صبح عید نہ ہو سکی اور شام تک روزہ نہ جا سکا وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ چاند نظر نہیں آیا تھا۔ شریعت طاہرہ کا فیصلہ ہے نا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو۔ روزہ بھی خراب ہوا اور عید بھی نہ ہو سکی تو تیری عقل میں نہ آیا کہ علیؑ ہے پہلا امام، پہلا چاند۔ تو جس کو پہلی کا چاند نظر نہ آئے اس کی عید نہیں ہوتی تو جس کو علیؑ نظر نہ آئے اس کی نماز کیسی ہے روزہ کیسا ہے؟

اس نے کہا کہ آپ بار بار امام کو چاند سے تشبیہ دے رہے ہیں میں نے کہا اللہ نے جو دی ہے میں کیوں نہ دوں۔ کہنے لگا چاند تو غائب بھی ہو جاتا ہے۔ پنجابی میں کہنے لگا کہ وہ تو "گوڈا" بھی لگ جاتا ہے، میں نے کہا حضور! چاند "گوڈا" لگاتا ہے، غائب ہوتا ہے، گھٹنا شروع ہوتا ہے۔ مگر نہ پہلی کو، نہ دوسری کو، نہ تیسری کو نہ چوتھی کو نہ پانچویں کو بلکہ چودھویں کو پورا چڑھ کے غائب ہوتا ہے۔ اگر چودہ سے پہلے ہمارا کوئی غائب ہو گیا ہو تو مجھ سے پوچھ لو اگر چودھویں کے بعد غائب ہوا ہے تو اعتراض کیسا۔؟

اگر بادل آجائیں اور سورج چھپ جائے تو پھر بھی سورج کا نور بادلوں سے چھن چھن کر زمین پر آتا ہے اور فصلوں اور پھلوں کو اثر

پہنچاتا ہے، بارھواں غائب ہے لیکن زمین پر کفر نہیں چھا رہا۔ اب بھی لوگ امام زمانہؑ کی معرفت میں آرہے ہیں۔ میرے متعلق ہی دیکھ لو کہ پڑھا کہاں اور آ کہاں گیا۔ اس کو امام زمانہ کا فیض سمجھوں یا کچھ اور سمجھوں۔ شیعہ صاحبان بیٹھے ہیں آپ کو شاید معلوم نہ ہو۔ میں اب بھی جو کام کرتا ہوں اور یہ دینی سرگرمیاں اور یہ میرے پروگرام سب امام زمانہؑ کے اشارے پر ہوتے ہیں یا استخارے پر ہوتے ہیں۔

لہٰذا میں نے عرض کیا تھا کہ نبی سورج ہے اور امام چاند ہے چاند بارہ ہیں اس لئے تیرھواں امام نہیں ہو سکتا۔ امام بارہ رہیں گے چاند بھی بارہ رہیں گے۔ اللہ فرماتا ہے ذالك الدين القيم۔ قیم دین یہی ہے قائم رہنے والا دین یہی بارھویں کے بعد تیرھواں امام نہیں ہے، تیرھواں چاند اس لئے نہیں کرتا کہ اگر تیرھواں چاند چڑھاؤں تو تیرھواں امام بنانا پڑے گا، نہ تیرھواں چاند ہو سکتا ہے نہ تیرھواں امام ہو سکتا ہے چاند بھی بارہ ہی رہیں گے اور امام بھی بارہ ہی رہیں گے۔

لہٰذا آقائے نامدارؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ میرے اللہ نے فرمایا: ما كان محمدٌ ابا احدٍ من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين وكان الله بكل شيءٍ عليما ط کہ محمدؐ تمہارا رشتہ دار نہیں بلکہ اللہ کا رسول ہے بلکہ نبیوں کا خاتم ہے۔

مرزائی کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کے معنی افضل النبیین کے ہیں، لیکن میرا دعویٰ ہے، سن لو، میں محمد اسماعیل ہوں تمام مرزائی سن لیں ان کے اگلے پچھلے سارے سن لیں۔ اگر دنیا کی تمام تفسیریں خواہ وہ سنی ہوں یا شیعہ، کسی نے بھی خاتم النبیین کا ترجمہ سید المرسلین یا افضل النبیین کیا ہو

تو میں مولوی ہی نہیں۔ کہتے ہیں، جی نہیں جب خاتم کا لفظ بسوئے جمع مضاف ہو تو اس وقت اس کے معنی افضل کے ہوتے ہیں جیسے خاتم الشعراء یا خاتم المحدثین۔ لیکن دیکھو یہ مرزا صاحب کی تریاق القلوب ہے اس میں مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میں خاتم الاولاد ہوں۔ اولاد ہے جمع ولد کی اور خاتم اس کی طرف مضاف ہے۔ اس لئے فرماتے ہیں کہ میرے بعد کوئی بیٹی بیٹا پیدا نہیں ہوا۔ کیونکہ میں اپنے باپ کا خاتم الاولاد ہوں۔ او خدا کے بندے! جب تو خاتم الاولاد ہو گیا تو تیرے بعد گھر میں کوئی بچی بچہ پیدا نہیں ہو سکتا تو محمدؐ خاتم النبیین ہے ان کے بعد کوئی نبی کیسے آسکتا ہے۔

یاد رکھو! نبی اس وقت آتے تھے جب ایک ہی کسی علاقے میں آیا اور دوسرا علاقہ محروم رہ گیا تو نبی کی ضرورت ہوئی۔ مگر جب آقائے نامدارؐ نبی ہو کر آئے تو خدا نے فرمایا کہ محمدؐ کسی ایک علاقے کا نبی ہو کر نہیں آیا بلکہ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا ط کہ محمدؐ عالمین کے لئے نبی ہو کر آیا ہے۔ وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین۔ آقائے نامدارؐ عالمین کے لئے رحمت ہو کر آئے کوئی کونہ باقی نہیں رہ گیا۔

سبحان اللہ! یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ نہ انگلینڈ میں، نہ عرب میں، پتہ نہیں پنجاب میں کیسی خشکی آگئی کہ یہاں نبی کی ضرورت پڑ گئی حالانکہ ہمارے پنجاب میں پانچ دریا بہتے ہیں۔

یا نبی اس وقت آتے تھے جب دین کے کچھ مسائل ہو گئے اور کچھ رہ گئے تو دوسرا نبی آیا اور اس نے مسائل پورے کئے مگر جب میرا آقا آیا آواز قدرت آئی۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت

علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا ط کہ دین مکمل ہو گیا نعمت پوری ہو گئی، کیوں حضور فرمایئے! اب تو آقائے نامدار پر دین مکمل ہو گیا ہے اب اگر کوئی نبی آئے گا تو کس چیز کے لئے آئے گا۔

یا نبی اس وقت آتے تھے جب پہلی کتاب میں کچھ تحریف ہو گئی تو دوسرے نبی نے آکر اس کو درست کیا۔ جیسے حضرت عزیر نے ہزاروں سینکڑوں سال کے بعد دنیا کو تورات دوبارہ لکھ کر دی۔ مگر آقائے نامدارؐ نے فرمایا کہ میرے بعد قرآن میں تحریف نہیں ہو سکتی۔ میرے بعد قرآن غلط نہیں ہو سکتا۔ میرے اللہ نے فرمایا جہاں میں نے نبوت کو ختم کر دیا ہے وہاں ہم نے قرآن کی حفاظت کا انتظام بھی کر دیا ہے فرمایا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کہ ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں تو جب اللہ خود محافظ ہے تو قرآن بدل کیسے سکتا ہے۔ جب قرآن بدل نہیں سکتا تو نئے نبی کی ضرورت کیا ہے؟

میرے عزیزو! جب نبی آتے تھے تو ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آتا تھا اور وہ اس کا نائب ہوتا تھا مگر جب آقائے نامدار آئے تو فرمایا وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم الخ کہ اب نبی نہیں آئیں گے بلکہ اب نبی کے نائب آئیں گے نبی کے خلیفے آئیں گے۔

کیوں دوستو! قرآن میں ہے نا کہ اب نبی نہیں بھیجوں گا بلکہ نبی کے نائب بناؤں گا۔ او خدا کے بندے! اگر حضورؐ کے بعد نبی آسکتا تو نائب کا وعدہ کیوں کیا جاتا۔

کل میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں آؤں گا اور ختم نبوت پڑھوں گا۔ آپ

لوگ آئیں۔ دیکھو میں ختم نبوت پڑھ رہا ہوں، تو عقل کی بات کر جب ایک مولوی بھی وعدے کے مطابق آجاتا ہے تو جس امام کا وعدہ ہے وہ کیوں نہیں آئے گا۔ اگر آج میں نہ آتا بیمار ہو جاتا تو کیا آپ مولوی اسماعیل بنا لیتے؟ شاید بنا تو لیتے لیکن میرے سینے میں جو علم ہے، جو میں قرآن پڑھ رہا ہوں، جو میں بیان کر رہا ہوں یہ اس سے نہ ہو سکے گا۔ اس لئے کہ آپ کا بنایا ہوا میرے جیسا نہیں ہو سکتا۔ تو تیری عقل میں نہ آیا کہ بنانا اور چیز ہے اور وعدے کے مطابق آنا اور چیز ہے۔

میں وعدے کے مطابق آگیا۔ اگر میرے پڑھنے کے بعد آپ ایک بچے کو کھڑا کر دیں یہ کوئی عقلمندی ہے۔ ویسے یہ میرے شاگرد ہیں، پڑھتے ہیں لیکن ان کو مجھ سے پہلے پڑھالو تو اچھی بات ہے لیکن ان کو اگر میرے بعد کھڑا کر دو تو عقلمندی نہیں ہے تو خدا کے بندے! جب بڑے عالم کے بعد چھوٹا عالم نہیں کھڑا ہو سکتا تو تو نے محمدؐ کے بعد یہ چھوٹے چھوٹے نبی کیسے کھڑے کر دیئے

لہٰذا آقائے نامدارؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ ہماری کتابیں صاف کہہ رہی ہیں۔ ہمارے مذہب میں علیؑ جیسی ہستیاں ہیں۔ امام حسنؑ اور امام حسینؑ جیسی ہستیاں ہیں اور امام جعفر صادق علیہ السلام جیسی ہستیاں ہیں لیکن ہم نے ان کو نبی کہنے کی جرأت نہ کی بلکہ لکھا ہے کہ ہمارے اماموں کو نبی کہنا حرام ہے بلکہ کفر ہے، حضرت علیؑ سے کسی یہودی عالم نے بڑے سوال کئے اور پوچھا کہ یا علیؑ! اللہ کب سے ہے تو علیؑ نے فرمایا بیوقوف وہ کب نہیں تھا کہ کب سے ہے۔ تیرا

سوال ہی غلط ہے۔ جب حضرت علیؑ نے ایسے جوابات دیئے تو اس نے کہا۔ أانت نبیٌّ کیا آپ نبی ہیں تو آپ نے فرمایا نہیں نہیں مجھے نبی نہ کہنا أنا عبدٌ من عبیدِ محمّد۔ میں تو محمدؐ کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔

اور یہ اصول کافی میرے سامنے ہے اس میں ہمارے آئمہ طاہرینؑ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ ہمیں نبی نہ کہا جائے۔

نہج البلاغہ مطبوعہ بیروت میرے ہاتھ میں ہے اس کے صفحہ ۳۵۵ پر لکھا ہے۔ حضرت علیؑ نے رسول اکرمؐ کو غسل دیتے وقت فرمایا۔ بابی انت وامی یارسول اللہ لقد انقطع بموتك غیرك من النبوۃ والانباء واخبار السماء۔ کہ یارسول اللہ! میں آپ کو غسل دیتا ہوں اور روتا ہوں کیونکہ آپ کی موت سے وہ چیز کٹ گئی جو کسی کی موت سے کٹ نہیں سکتی تھی۔ ہزار دنیا مرے نبوت ختم نہیں ہو سکتی، مگر تیری ہستی کے تشریف لے جانے کے بعد نبوت ختم ہو گئی، آسمان سے کوئی وحی نہیں آسکتی اور آسمان کی خبریں بھی بند ہو گئی ہیں۔

اصول کافی مطبوعہ تہران میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ لقد ختم اللہ بکتابکم الکتب وختم بنبیکم الانبیاء کہ اللہ نے تمہارے نبی کے ساتھ تمام نبیوں کو ختم کر دیا اور تمہاری کتابوں کے ساتھ تمام کتابوں کو ختم کر دیا۔ قرآن کے بعد کتاب نہیں آسکتی اور آقا کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ فلاں روایت کے متعلق کیا خیال ہے تو فرمایا۔ اذا کانت الروایات مخالفۃ للقرآن

فنکذبھا کہ جو روایت قرآن کے مخالف ہو۔ ہم اس کی تکذیب کرتے ہیں، روایت وہ صحیح ہے۔ جو قرآن کے موافق ہو۔

اصول کافی میں ہے کہ دو انار حضورؐ کے سامنے آئے فرمایا۔ یہ انار نبوت کا ہے اور یہ انار علم کا ہے۔ حضرت علیؑ سے فرمایا کہ علم میں تو تُو میرا شریک ہے لیکن نبوت میں شریک نہیں کیونکہ مجھ پر نبوت ختم ہوگئی ہے۔

تو میرے عزیزو! ہماری کتابیں تو بار بار یہی فرما رہی ہیں کہ حضورؐ کے بعد کوئی نبی نہیں لیکن اب میں برادرانِ اسلام کی کتابوں سے بھی پڑھتا ہوں نبی کریمؐ نے فرمایا۔ بخاری شریف پہلی جلد باب خاتم النبیین۔ مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنٰی بیتاً فاحسنہ واجملہ الاموضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ و یتعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔ کہ میری مثال اور سابقہ انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک محل بن رہا تھا۔ سارا محل بن گیا۔ ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی میں آگیا اینٹ لگ گئی محل مکمل ہوگیا۔ کیوں میرے عزیزو! حضورؐ تو فرماتے ہیں کہ نبوت کا محل مکمل ہوگیا ایک اینٹ کی گنجائش تھی وہ میں تھا میں آگیا اینٹ لگ گئی نبوت کا محل مکمل ہوگیا۔ فرماؤ! جب نبوت کا محل ہی مکمل ہوگیا ہے تو اب اگر کوئی نیا نبی آجائے تو اس کو لگایا کہاں جائے؟ تیرے خیال میں یہ نبوت کا محل ہے یا مسجد بن رہی ہے۔

یہ محل جو بنا ہے انبیاء سے بنا ہے، انبیاء اس کی اینٹیں بنی ہیں۔ پہلی آدم صفی اللہ کی اینٹ، دوسری نوح نجی اللہ کی اینٹ،

کوئی ابراہیم خلیل اللہ کی اینٹ اور اس کی آخری اینٹ محمد رسول اللہ۔ ایمان قرآن سے کہو کیا اتنے بڑے نبوت کے محل کا دروازہ معمولی ہو سکتا ہے؟ دو کروڑ روپیہ محل پر لگا کر باہر کھڑکی لگا دینا یہ کوئی عقلمندی ہے۔ اسی لئے نبی کریمؐ فرماتے ہیں کہ وہ نبوت کا محل ہے انا مدینۃ العلم وعلیٌ بابھا کہ میں علم کا شہر ہوں اور حیدر کرارؑ اس کا دروازہ ہے غیر دروازہ نہیں ہو سکتا۔

یہ دروازے کا لفظ سمجھانے کے لئے فرمایا گیا ہے تاکہ تیری سمجھ میں آجائے۔ جب محل کے اندر ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی نبوتیں ہیں۔ ان کے علوم ہیں تو اس کا دروازہ وہ ہو سکتا ہے جس کی زبان سے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے علوم ادا ہو سکتے ہوں۔ لو میں پیش کرتا ہوں حضور نے فرمایا۔

من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ والی نوح فی فھمہ والی ابراھیم فی خلتہ والی عیسٰی فی زھدہ فلینظر الی وجہ علی ابن ابی طالب۔

کہ جس نے آدم کا علم دیکھنا ہو، نوح کا فہم دیکھتا ہو ابراہیم کی خلّت دیکھنی ہو، موسیٰ کی ہیبت دیکھنی ہو۔ عیسیٰ کا دم درود دیکھتا ہو۔ اگر ایک مرتبہ علیؑ کا چہرہ دیکھ لے تو سارے نبی نظر آجائیں گے۔

حضرت علیؑ اس محل کا دروازہ ہیں، دروازے میں کچھ نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہوتا ہے شہر کے اندر ہوتا ہے۔ مگر دروازہ ایک وسیلہ

ہے کہ شہر میں آنا ہو تو دروازہ، اگر شہر سے کچھ لے جانا ہو تو دروازہ دروازے کا کام ہے کہ باہر والا اندر آجائے اور اندر کی جنس باہر چلی جائے اور دیواروں کا کام ہے کہ نہ تو کوئی آئے اور نہ کچھ لے آئے۔

لہٰذا آپ سمجھ گئے کہ ہم شیعہ ختمِ نبوّت کے قائل ہیں اور ختمِ نبوّت کے مُنکر کو کافر سمجھتے ہیں۔ نعرۂ حیدری۔

مجلسِ دوم

سفینۂ نوح

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ۝

میرے عزیزو، میرے بھائیو اور میرے دوستو! یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے سُورۂ یٰسین کی آیت ہے۔ سُورۂ یٰسین قرآن مجید کا دل ہے باقی کوئی سُورۃ مسلمان سُنے یا نہ سُنے لیکن سُورۃ یٰسین آخر کار ضرور سُننی پڑتی ہے۔ اگر ساری عمر نہ بھی سُنے تو آخر وقت میں جان نہیں نکلتی، کہ مولوی صاحب کو بلاؤ سُورۃ یٰسین پڑھے۔ اگر غلطی سے مولوی سُورۃ الرحمٰن شروع کر دے تو لوگ نہیں کہتے کہ مولوی صاحب! کوئی وقت تو دیکھا کرو، یہ وقت کون سی سُورۃ کا ہے اور آپ کون سی سُورۃ پڑھ رہے ہیں۔ پڑھی سُورۃ یٰسین، جان نکلی، مگر فرما! کہ تمام سُورتوں سے سُورۃ یٰسین کا سُننا کیوں ضروری ہے۔ بچوں کے ساتھ آباد رہو شاد رہو! یہ کیوں سُننی پڑتی ہے، یاد رکھ! کہ اس کی سات مبینیں ہیں۔ پہلی مبین ہے وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ کہ ہم نے ہر شئے کو امام مبین میں گھیر رکھا ہے۔ او! جب تک تو امامت والی آیت نہ سُنے، جان نہیں نکلتی۔

باقی تم رقعے لکھتے ہو، مسئلے پوچھتے ہو کہ مولوی جی! تسلی نہیں ہوتی۔ یہ سوال ہے کہ شہید زندہ ہیں، زندوں کا ماتم ناجائز ہے۔ ایک مولوی کہنے لگا، رسول اللہ زندہ ہیں، میں نے کہا بے شک زندہ ہیں، تو وہ کہنے لگا کبھی زندوں کی جائیدادیں تقسیم ہوتیں، میں نے کہا نہیں۔ تو اس نے کہا پھر باغ فدک کا جھگڑا کیوں کرتے ہو۔ او مولوی اسماعیل! جب رسول اللہ زندہ ہیں تو زندہ کا جنازہ کیوں؟ میں نے کہا مان گیا۔ لیکن مجھے یہ بتا کہ زندہ کا جنازہ نہیں، زندہ کا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا، زندہ کا کبھی تم نے خلیفہ بھی بنایا ہے۔ میں نے کہا ہم نے جنازہ کا سوال چھوڑ دیا اور باغ فدک بھی چھوڑ دیا تم خلیفہ صاحب کو تخت سے اتار دو۔

کیا کریں۔ ایک مولوی بس میں بیٹھا تھا کہنے لگا حضرت امام حسینؑ شہید ہیں شہیدوں کا ماتم ناجائز ہوتا ہے۔ میں نے اس کی طرف منہ کر کے کہا کہ تم خدا یہ بتاؤ! کہ کبھی کسی نے زندوں کو بھی دفن کیا ہے، کہنے لگا دفن جائز ہے۔ تو میں نے کہا اگر دفن جائز ہے، اس کا ترکہ تقسیم کرنا جائز ہے تو اس کا صرف ماتم ناجائز ہے۔ ماتم کے وقت تم زندہ بنا لیتے ہو۔ اس واسطے میرا دوست! قرآن میرے سامنے ہے، یہ حدیث موجود ہے، جنازہ انہوں نے پڑھا ہی نہیں، جنازے میں آئے ہی نہیں، دفن میں حصہ لیا ہی نہیں، حضورؐ کے جسم پر پانی ڈالا ہی نہیں قبر کھودی ہی نہیں، اس وقت آئے جب حضورؐ دفن ہو چکے، تو جب وہ محمدؐ کے پاس نہیں آئے تو ہم ان کے پاس نہیں جاتے خواہ وہ جہاں مرضی چلے جائیں۔

نعرے سے نہ گھبرایا کر، نعرہ تیری مجلسوں کی رونق ہے، نعرہ تیری محفل کی شان ہے۔

باقی آپ رقعے لکھتے ہیں مسئلے پوچھتے ہیں، میں کیا کروں تم یہ سمجھ کر آتے ہو کہ چلو دکان کھلی ہے مسئلے پوچھ لیں۔ لیکن ساداتؐ نے مجھے مجلس سننے کیلئے بلایا ہے۔

ا یہ تاریخی مجلس مبلغ اعظمؒ نے ربتیاں سیداں سیالکوٹ کے عظیم الشان جلسہ میں اکتوبر ۱۹۷۵ء میں پڑھی تھی۔ (نجفی)

یہ عقد ام کلثوم کے متعلق رقعہ آیا ہے، مجھے ایک مولوی کہنے لگا کہ میں نے تجھ سے ایک مسئلہ ضرور پوچھنا ہے جواب دے۔ میں نے کہا کونسا مسئلہ؟ کہنے لگا کہ فلاں بزرگ کا نکاح حضرت علیؑ کی لڑکی ام کلثوم سے ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر تم سے کوئی رشتہ مانگنے آئے اور ہم اس سے پوچھ لیں کہ تیرا خاندان کیا ہے؟ تیرا باپ دادا کون ہے؟ آخر رشتہ جو دینا ہوا اگر ہم پوچھیں اور وہ ناراض ہو جائے کہ تو نے میرا باپ کیوں پوچھا ہے تو اس سے کوئی پوچھے کہ آخر تو جو رشتہ مانگ رہا ہے، ہم نے باپ کا پوچھ لیا تو ناراض کیوں ہوتا ہے۔ بابا! عقد ام کلثوم کا جواب میں دیتا ہوں اور..... باپ تو دکھا دے۔

باقی رہا ام کلثوم کا عقد تو سن! اصول کافی، فروع کافی میرے پاس موجود ہے۔ اگر ان کتابوں میں ام کلثوم کے بعد بنت علیؑ کا لفظ لکھا ہو تو میری گردن کا خون حاضر ہے۔ یا میں دکھاتا ہوں۔ تاریخ طبری میرے سامنے ہے لکھا ہے بنت ابوبکر کہ وہ ابوبکر کی بیٹی تھی جس کا نکاح ہوا تھا۔ تاریخ طبری ص۱ جلد ۳ کتاب تیری پڑھائی میری۔ نعرۂ حیدری۔

سنو بھائیو سنو! بھائی، جوش جو آ رہے ہیں میں ان کو دبانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اگر تو ناراض نہ ہو تو تھوڑا سا قرآن پڑھ دوں۔ معاف کرنا! لاکھ دفعہ رشتہ ام کلثوم کا مانگ اور جتنی باتیں کر تیری مرضی۔ لیکن میرا اللہ فرماتا ہے۔ بسم اللہ الخ ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ۔ مجھے قسم ہے قلم اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں۔ مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ، او میرا محبوب! تیرا دماغ خراب نہیں، تو دیوانہ نہیں۔ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ تجھے بڑا ثواب ہے بڑا اجر ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ اگر تو کسی کو کہے کہ میرے گھر سے نکل جا تو تو بد خلق نہیں، تیرا

بڑا خلق ہے، تو بڑا خلیق ہے لیکن یہ تیری محفل کے قابل نہیں فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ بِأَيِّكُمُ الْمَفْتُونُ تو دیکھے گا اور وہ بھی دیکھ لیں کہ دیوانہ کون ہے۔ جو راستے سے بھٹک گئے ان کو اللہ خوب جانتا ہے۔ نوٹ کر لو ٹیپ ریکارڈ والو ٹیپ کر لو۔ قلم دوات کا قصّہ صحیح ہے۔ اللہ فرماتا ہے مجھے قسم ہے اس قلم اور دوات کی، فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ۔ ان جھوٹوں کی تابعداری نہ کر وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ جھوٹی قسم کھانے والے کا کہنا نہ ماننا۔ مَّهِينٍ۔ ذلیل کا کہنا نہ ماننا۔ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ۔ اس چغل خور کا کہنا نہ ماننا۔ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ۔ اس نیکی سے روکنے والے کا کہنا نہ ماننا، اس گنہگار کا کہنا نہ ماننا، سرکش کا کہنا نہ ماننا۔ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ۔ اس حرام زادے کا کہنا نہ ماننا۔

یہ قرآن ہے میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔ میں نے کہا ہے کہ ہمیں نہ چھیڑو شیعوں بیچاروں کو رونے دو، ان کو فضائل سُن کے خوش ہو لینے دو۔ شیعو! اگر کوئی گڑبڑ کرے تو مجھے بلا لیا کرو، سارے ذاکروں کو تکلیف نہ دیا کرو۔ اگر میرے بلانے کے مشورے کے وقت ہی تسلّی نہ ہو جائے تو مجھے مُلّاں نہ کہنا۔ تونسہ کی منڈی میں ایک ملنگ تھا وہ گھوڑا نکالنے لگا۔ سارا گاؤں اکٹھا ہو گیا کہ ہم گھوڑا نہیں نکالنے دیں گے یہ بدعت ہے جب زیادہ شور ہوا تو تھانیدار کہنے لگا، او ملنگا! جب یہ لوگ نہیں نکالنے دیتے تو تُو نہ نکال تو اس نے کہا جو گھوڑا نہیں نکالتا۔ میں ہر سال دو دن مولوی اسماعیل کو بلا کر دو مجلسیں کروا لیا کروں گا۔ گھوڑا نکالنا بدعت ہے عالم کا سُننا تو بدعت نہیں ہے۔ جب اس ملنگ نے یہ اعلان کیا کہ مولوی اسماعیل آ رہا ہے تو سارے علاقے کے مُلّاں اکٹھے ہو گئے، کہنے لگے او ملنگا! تُو خواہ بیس گھوڑے نکال لے، یہ کس بلا کو بُلا رہا ہے۔ صلواۃ دی جھل آوے۔

یہ رقعہ آیا ہے ان کے سوال دیکھو! کہ مرزا غلام احمد سچا نبی ہے یا جھوٹا

او خدا کے بندے! میں جب اس کو نبی ہی نہیں مانتا تو سچا کیا اور جھوٹا کیا۔ اس معاملے میں اب میرے فیصلے کی ضرورت نہیں ہے۔ حکومت نے جو فیصلہ کر دیا ہے۔ میں بھی وہاں گیا تھا اور وہاں جواب دے آیا ہوں۔ اب پکی ہوئی کھیر کو پکانے کا کیا فائدہ ہے۔ اب بات ختم ہو گئی ہے، مناظرے ختم ہو گئے ہیں، مرزائی غیر مسلم اقلیت قرار دے دیئے گئے ہیں، ہم حکومت کا شکریہ ادا کرتے ہیں، ہمیں ووٹوں سے کوئی غرض نہیں ہے ہم ملّاؤں نے کوئی ممبر بنتا ہے۔ حکومت نے یہ مسئلہ حل کر کے ہمیں خرید لیا ہے، مجھے مرزائیوں نے اسلام آباد میں پوچھا تھا کہ تمہارا اور سُنّیوں کا کیا فرق ہے تو میں نے کہا تھا کہ ان کا اور ہمارا اصولی اختلاف نہیں بلکہ فروعی اختلاف ہے۔ کہا فروع کیا ہے۔ میں نے کہا فروع کے معنے شاخ کے ہوتے ہیں اور شاخ وہ ہوتی ہے جو درخت سے نکلے۔ اگر کوئی کسی اور درخت کی ڈھینگری (ٹہنی) کاٹ کے دوسرے درخت پر ڈال دے وہ اس کی شاخ نہیں ہو جاتی۔ شاخ وہ ہوتی ہے جو اس سے نکلے۔ اُن کا مذہب صحابہ کا ہے اور ہمارا مذہب آل کا ہے۔ آل بھی محمدؐ کی ہے اور اصحاب بھی وہ ہیں جو محمدؐ کے پاس رہتے تھے۔ ہم تو ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں تم دوسرے درخت کی ڈھینگری (ٹہنی) ہو تمہارا ہم سے کیا تعلق۔

تمہاری پرچیوں میں میرا وقت ختم ہو جائے گا اور بانی مجھے کہہ دیں گے کہ مولوی صاحب! آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے، تو پھر میں نہ فضائل پڑھ سکوں گا اور نہ مصائب۔ لہٰذا اب رقعے نہ لکھنا۔

مجھے لوگ کہتے ہیں کہ مولوی اسماعیل ذاکروں کو بھی مانتا ہے اور ملنگوں کو بھی مانتا ہے۔ ایک مولوی کہنے لگا کہ یہ ملنگ کیا کرتے ہیں "ایہہ و علا ٹبر کی کردا اے" میں نے کہا یہ مولا کے نام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ تبلیغ تو تُو کرتا ہے۔

میں نے کہا نہیں، جو تبلیغ وہ کرتے ہیں وہ مجھ سے بھی نہیں ہوتی، کہنے لگا کیسے، میں نے کہا میں وہاں جاتا ہوں جہاں کرایہ ملے۔ میز ہو، سٹیج ہو، مجمع ہو، لاؤڈ سپیکر ہو، ہزار میری خوشامد ہو، عزّت ہو، وہاں میں جاتا ہوں۔ لیکن میں صدقے جاؤں ان ملنگوں پر، یہ نہ کرایہ مانگتے ہیں، نہ اپنا دیکھتے ہیں نہ بیگانہ دیکھتے ہیں، سٹیج دیکھتے ہیں نہ سپیکر دیکھتے ہیں۔ گھر خواہ دہابیوں کا ہو وہاں بھی ہر روز سُنا دیتے ہیں "نذرِ اللہ نیازِ حسینؑ حق دا امام یا علیؑ"۔

لہٰذا میں ان کا بھی قائل ہوں۔ سرکار قلندر کی بارگاہ میں ہر سال سلام کرنے کے لئے جاتا ہوں۔ اس لئے کہ مُلّاؤں سے شریعت ملتی ہے اور قلندر سے محبّت ملتی ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ قلندر صاحب کا دربار بھی محکمہ اوقاف میں آگیا ہے پچھلے سال میں وہاں گیا تو مسجد میں ایک مولوی ہاتھ باندھ کر نماز پڑھا رہا تھا وہ۔ مجھے جانتا تھا اس کا نام محمد اسحاق ہے۔ نمازیوں کو کہنے لگا کہ دیکھو یہ مولوی محمد اسمٰعیل ہے، اتنا بڑا عالم ہے یہ اَب بھی یہاں آتا ہے۔ میں نزدیک گیا تو سلام دُعا ہوئی میں نے کہا مولوی صاحب! آپ آجکل یہاں ہیں۔ بڑے زور سے کہنے لگا ہمارے قبضے میں ہیں قلندر کی قبر پر بھی ہمارا قبضہ ہے۔ میں نے کہا میں قبضے کی بات نہیں کرتا؛ قبضہ تو تمہارا مدینے تک ہے۔ کہنے لگا پھر بات کیا ہے۔ میں نے کہا قبضے کی بات نہیں ہے قلندر صاحب کو اپنے مذہب کا ثابت کر، کہنے لگا تو ثابت کر، میں نے کہا دیکھ کیا لکھا ہوا ہے۔

سرگروہ تمام رندانم
بادیٔ سالکانِ عرفانم

کہ میں تمام رندوں کا بادشاہ ہوں اور تمام عارفوں کا رہنما ہوں۔ فرمایا مجھے یہ درجہ کیوں مل گیا۔ ؏ کہ سگِ کوئے شیرِ یزدانم — نعرۂ حیدری

رُقعے ختم ہو گئے ہیں، اب کوئی رُقعہ نہ دینا مجھے یہ مضمون سُنو۔ مسئلہ ختم نبوت ختم ہو گیا ہے۔ جب یہ مسئلہ ختم ہو گیا تو مجھے مولویوں کے فون پر فون آتے کہ تم نے اِتنی خدمت کی ہے، ہمارے ساتھ رہے ہو، اب جلسے ختم ہو رہے ہیں، یوم تشکر منائے جا رہے ہیں اب کیوں نہیں آتے۔ ہمارے ساتھ مل کر چاول کیوں نہیں کھاتے۔ میں نے کہا نہیں تم خوشی کرو تم فارغ ہو گئے ہو۔ کہنے لگے وہ کیسے؟ میں نے کہا سارا مسئلہ ختم نبوّت کا تھا، نبوّت بھی ختم، فیصلہ بھی ختم اور تم بھی ختم۔ امامت ابھی جاری ہے میں فارغ نہیں ہوں، مجھے کام کرنے دو۔

لو سُنو! میں آپ کے سامنے عرض کر دوں۔ بہتّر فرقوں کی بات ہے۔ فرمایا سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثَةٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَة۔ میری اُمّت کے تہتّر فرقے ہو جائیں گے بہتّر جہنّم میں، ایک رہ جائیگا جو جنّت میں جائے گا۔ اِتنی بات ہے ساری، اب کیسے فیصلہ ہو۔ اللہ فرماتا ہے فیصلہ میں کر دیتا ہوں۔ وَاٰیَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَهُمْ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا یَرْكَبُوْنَ۔ یاد کرو جب نوحؑ علیہ السّلام نے کشتی بنائی اور نوحؑ کے ماننے والے کشتی میں سوار ہو گئے۔ ہم نے اس جیسی ایک اور کشتی بنائی ہے جس میں اگر سوار ہو جاؤ گے تو بچ جاؤ گے۔ وہ کون سی کشتی ہے۔ لو پھر سُنو! مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۲ سے پڑھتا ہوں، باب مناقب اہل بیت سے پڑھتا ہوں، تیسری سطر سے پڑھتا ہوں، آخری روایت سے پڑھتا ہوں، نبی کریمؐ کے فرمان سے پڑھتا ہوں، پاکوں کی شان سے پڑھتا ہوں۔ نبی کریمؐ نے فرمایا مثل اهل بیتی فیکم مثل سفینة نوح من رکبها نجیٰ ومن تخلف عنها غرق۔ میری اہل بیتؑ نوحؑ کی کشتی کی مثال ہے جو سوار ہو گئے —— جو سوار ہو گئے نجات پا گئے اور جو رہ گئے

——— رہ گئے۔ نعرۂ حیدری

لو اب بہتروں کا فیصلہ ہو گیا۔ نبی کریمؐ نے فرمایا میرے بعد گمراہی کا طوفان آئے گا، قیامت کو بھی عذاب کے بڑے طوفان آئیں گے۔ میری اہل بیتؑ نوحؑ کی کشتی ہے جو سوار ہو گئے نجات پا جائیں گے ۔ اب پتہ کر کون سوار ہو گئے۔ بس عزیز! زیادہ کیا کہوں، بس جو چڑھ گئے وہ پار ہیں، جو ——— بھی چڑھ گئے، خواہ شیعہ چڑھ گئے، سُنّی چڑھ گئے، وہابی چڑھ گئے، ضد نہ کیا کرو کشتی آلِ محمدؐ تیار ہے سوار ہو جاؤ۔

کئی دفعہ کشتی پر چڑھتے ہوئے کئی چیزیں دیکھی ہیں۔ یہ جو بکرے چھترے حلال مال ہوتے ہیں یہ تو اُچھل اُچھل کر کشتی میں چڑھ جاتے ہیں۔ لیکن کئی جانور نامراد ایسے ہوتے ہیں دو آدمی اس کے کانوں سے پکڑیں چار آدمی پیچھے سے دھکے دیں پھر بھی کشتی کے بجائے کیچڑ میں گر پڑتے ہیں۔ پہنچ گئے ہو یا نہیں (سب مجمع نے کہا: پہنچ گئے ہیں فکر نہ کریں)۔

کیوں میرے دوست! یہ حدیث ہے یا نہیں؟ جو آیت پڑھی ہے وہ بھی ہے یا نہیں؟ تو پھر آلِ محمدؐ کی کشتی پر جو چڑھ گیا وہ پار ہے۔ غلطی نہ کر او بابا! مَیں ان مولویوں کو نہیں مانتا۔ مَیں تو اتنی بات جانتا ہوں کہ جو کشتی پر چڑھ گیا وہ پار ہے۔ جو بھی ——— چڑھ گیا۔ اگر حُقّہ پی رہا ہو تب بھی پار ہے، باتیں کرتا رہے تب بھی پار ہے، رسّی بانٹتا رہے تب بھی پار ہے، سوتا رہے تب بھی پار ہے، جاگتا رہے تب بھی پار ہے، بیٹھا رہے تب بھی پار ہے، لیٹا رہے تب بھی پار ہے اور جو کشتی پر نہ چڑھے خواہ وہ نفل پڑھتا رہے پار نہیں ہو سکتا نعرۂ حیدری۔

ہمارا مذہب آلِ محمدؐ کا مذہب ہے۔ جو بندے آلِ محمدؐ کے مذہب میں

آ گئے وہ پار۔ نماز روزوں کو مَیں رَدّ نہیں کرتا ہوں، آجکل ہمارے دو چار بندے ایسے ہیں جن کو نہ مرزائیوں کی رَدّ آتی ہے، نہ عیسائیوں کی رَدّ آتی ہے، نہ اپنے بھائیوں کی رَدّ آتی ہے، نہ آلِ محمدؐ کا حق ثابت کرتے ہیں اور نہ کسی مسئلے کا جواب دے سکتے ہیں صرف نمازوں اور داڑھیوں پر زور ہے، یہ ان کا جہاد ہے مجھے حافظ سیف اللہ کہنے لگا کہ عمل کا وعظ کیا کرو۔ مَیں نے کہا مَیں تابعدار ہوں مگر یہ بتاؤ! کہ مَیں اور آپ جب دیوبند سے چلے تھے تو نمازوں کی کمی کی وجہ سے چلے تھے۔ کوئی داڑھیوں کی قلت تھی؟ کہا نہیں، مَیں نے کہا پھر وہاں سے آئے کیوں تھے۔ کہنے لگا کہ وہ اہل بیتؑ کو نہیں مانتے تھے، تو مَیں نے کہا کہ جس بیماری کی وجہ سے آئے تھے پہلے وہ تو نکال لیں صلواۃ دی چِل آوے مَیں عرض کراں۔

سُن اے شیعہ! بہت بڑا مجمع ہے، وہابیت کی جڑوں کو ختم کر دے، حسینؑ کی صفِ ماتم بچھا اور حسینؑ کی مدد کر، کربلا میں حسینؑ تیرے لئے سارا گھر دے گیا ہے اس لئے مجلس کر حسینؑ کی، عزاداری کر حسینؑ کی، ماتم کر حسینؑ کا، یہ جو تیرے مذہب کی ترقی ہو رہی ہے یہ مبلّغین کے صدقے ہے اور ذاکرین کے صدقے ہے ورنہ پیشِ نماز تو مصلّے سے باہر نہیں آتے ہیں، ان کے دم سے ترقی کیسے ہو سکتی ہے۔

بس یہ آلِ محمدؐ کی کشتی ہے، وقت بہت کم ہے بات ختم کروں، لے قرآن میرے سامنے ہے حضرت نوحؑ نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی، جب ساڑھے نو سو سال ہو گئے نوحؑ تھک گیا۔ کہا رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ دَیَّارًا ۝ یا اللہ! مَیں اب تھک گیا ہوں، اب دُنیا غرق کر دے، تباہ کر دے برباد کر دے۔ لَا تَزِدِ الظَّالِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝ "انہاں ظالماں دا گھر نہ چھڈیں" آوازِ قدرت آئی نوحؑ! تیری دعائیں نے سن لی ہے وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَ وَحْیِنَا۔ اب تو کشتی بنا لے اور میری آنکھوں کے سامنے بنا، وَ وَحْیِنَا

اور میری وحی کے ساتھ بنا، جس کی وحی آئے وہ کیل لگانا، جس کی وحی نہ آئے وہ کیل نہ لگانا، جس کی وحی نہ آئے وہ لکڑی اور تختہ نہ لگانا، کیوں میرے عزیز! جب نوحؑ کی کشتی کو بغیر وحی کے کیل نہیں لگتا تو اہل بیتؑ نوحؑ کی مثال ہے۔ جب نوحؑ کی کشتی کو بغیر وحی کے تختہ نہیں لگتا تو تیری امامت اور خلافت کو اجماع کے تختے کیسے لگ سکتے ہیں اور شوریٰ کے کیل کیسے لگ سکتے ہیں۔

سیّد بیٹھے ہو، مومن بیٹھے ہو، داد کا طالب ہوں، آواز آئی کشتی بنا لیکن جنگل سے درخت کاٹ کر کشتی نہ بنانا، اگر جنگل کی لکڑی سے کشتی بنے گی تو یہ ٹوٹ جائے گی، تباہ ہو جائے گی، پار نہیں ہوگی، کیونکہ بہت بڑا طوفان ہے، پہاڑوں سے اوپر پانی ہوگا، درخت پہاڑ سب ڈوب جائیں گے، جنگل کے درخت سے نہ بنانا۔ تو تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ درخت اپنے گھر میں لگانا، بیس سال پرورش کی، ساگوان کا درخت ہے، اس کو کاٹا تب جا کے کشتی بنی، او خدا کے بندے! جب نوحؑ کی کشتی کو جنگل کے درخت نہیں لگتے تو محمدؐ کی کشتی کو کافروں کے گھروں میں پیدا ہوئے امام کس طرح لگ سکتے ہیں۔

مَیں صدقے جاؤں، حضرت نوحؑ نے درخت اپنے گھر لگایا، بیس سال پرورش کی، او جب نوحؑ کی کشتی کا یہ حال ہے تو جب محمدؐ کی کشتی بننے لگی تو آواز آئی، کافروں کے گھروں میں پیدا نہ ہوا ہو، کعبے میں پیدا میں کروں گا، پرورش تیری گود میں ہوگی۔ نعرۂ حیدری۔

مَیں سادات کا خادم ہوں، سنو! حضرت علیؑ رسولِ خداؐ سے تیس سال چھوٹے ہیں، جب حضرت علیؑ پنگھوڑے میں ہوتے اور حضرت علیؑ کی ماں کوئی کام کر رہی ہوتی تھیں، رونے کی آواز آتی اور محمدؐ رسول اللہ موجود ہوتے تو فاطمہ بنتِ اسد کہتیں بیٹا محمدؐ! ذرا اس کے پنگھوڑے کی ڈوری تو ہلانا تاکہ

علیؑ چپ کر جائے۔ معاف کرنا علامہ حلی نے لکھا ہے کہ جس وقت محمدؐ علیؑ کے پنگھوڑے کی ڈوری ہلاتے، سادات سے داد کا طالب ہوں، ڈوری بھی ہلاتے تھے اور لوری بھی پڑھتے تھے۔ وہ لوری بڑھوں جو رسولؐ پڑھتے تھے ڈوری بھی کھینچتے تھے اور لوری بھی پڑھتے تھے کہ اَنْتَ اَخِیْ وَوَصِیِّیْ وَوَارِثِیْ وَخَلِیْفَتِیْ۔ میرا بھائی تُو ہے، میرا وَلی تُو ہے، میرا وارث تُو ہے، میرا خلیفہ تُو ہے۔

خلافت کا فیصلہ تو بچپن میں ڈوری کے وقت ہی ہو گیا تھا۔

یہ رُقعہ آیا ہے کہ نبیؐ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہوتی ہیں جو ماں کو نہ مانے وہ حلال کا نہیں ہوتا۔ برخوردار! لوگ ماں مانیں یا نہ مانیں ہماری ماں ہے۔ وجہ؟ اللہ قرآن میں فرماتا ہے کہ اصل ماں تو وہ ہے جس نے تجھے جَنا ہے مگر محمدؐ کی بیویاں ایسی حرام ہیں محمدؐ کے بعد، جیسے ماں ہوتی ہے۔ محمدؐ کی بیوی سے نکاح نہیں ہو سکتا خواہ وہ گھر میں رہے یا جنگ میں چلی جائے نکاح نہیں ہو سکتا۔

جو رسولؐ کی بیوی سے نکاح کا ارادہ بھی کرے تو ہم اس پر لعنت کرتے ہیں ہم ماں مانتے ہیں، ہم کب نہیں مانتے، میری ماں میں اس کو مانتا ہوں لیکن وہ اگر شیعہ نہیں ہوئی تو میں کیا کروں، میں اپنے والد کو مانتا ہوں، میرا والد مولوی آدمی تھا تقریباً سو سال کا ہو کر فوت ہوا ہے، میں نے ساری دنیا پہ مذہب شیعہ پھیلا دیا ہے لیکن میرا والد مجھ سے شیعہ نہ ہو سکا، اس کے ہاتھ میں نہ کھلوا سکا ایک دن ایک مولوی نے مجھے طعنہ دیا کہ او مولوی اسماعیل! میں نے کہا کہ جی! کہ تیرا باپ تجھ سے نہ مان سکا، تیرا باپ شیعہ نہ بنا، میں نے کہا باپ کی بات نہیں، باپ تو حضرت عمرؓ کا بھی نہیں مانا تھا۔ صلواۃ دی پھل آوے میں عرض کراں

کیوں میرے عزیز بتا! آلِ محمدؐ نوحؑ کی کشتی کی مثال ہیں یا نہیں؟ تو پھر

نوح علیہ السلام کے زمانے میں طوفان آیا، پہاڑ ڈوب گئے، دُنیا غرقاب ہوگئی آسمان تک پانی چلاگیا مجھے قرآن سے بتاؤ! کہ کوئی ایسا بندہ بچا ہو جو کشتی کے اندر نہ ہو اُس کا نام بتاؤ! تو اگر نوحؑ کے زمانے میں کوئی کشتیٔ نوحؑ کے بغیر نہ بچ سکا خواہ اصحاب تھے یا احباب، تو جب تک آلِ محمدؐ کی کشتی میں سوار نہ ہوں تو نہ اصحاب...

.... نعرۂ حیدری

ابھی نہیں جس بات کے لئے میں نے محنت کی ہے وہ آگے ہے۔ نوحؑ علیہ السلام کی کشتی جب چلنے لگی آواز آئی اپنے سب ماننے والوں کو چڑھا لے، چڑھ گئے، اپنی اہل بیت بھی چڑھا لے، چڑھ گئی، مگر اپنی بیوی کو نہ چڑھانا کیونکہ نہ اس نے چڑھنا اور نہ ہی اس نے بچنا ہے۔ قرآن تمہارے سامنے ہے بتاؤ! نوح علیہ السلام کی بیوی چڑھ گئی؟ نہیں نا، تو پھر ڈوب گئی یا نہیں؟ تو کہاں ہے دیکھ رُقعے لکھتا پھرتا ہے۔ قرآن تیرے سامنے ہے اللہ فرماتا ہے آلِ محمدؐ نوحؑ کی کشتی کی مثال ہے فرمایا ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَّ قِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ ۝ نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں نے خیانت کی اور ان دونوں کو کہا گیا کہ تم دونوں جہنم میں داخل ہو جاؤ۔ اللہ فرماتا ہے آلِ محمدؐ کشتیٔ نوحؑ کی مثال ہے اور نوحؑ کی بیوی کی مثال محمدؐ کی...... نعرۂ حیدری

او پہنچ گئے ہو! نوحؑ کی زوجہ کی مثال بیان ہوتی ہے، او ایک بیتا ـــــ نوحؑ کی ڈوب گئی ـــــ خود ہی پہنچ جا مجھ سے نہ کہلوا، ساری سورۃ تحریم اٹھا کے پڑھی ہے ایک آدمی کی بیوی دریا میں ڈوب گئی تو وہ اس کی لاش ڈھونڈتا پھرے، اور جدھر سے پانی آرہا تھا اُسی طرف چلا جا رہا تھا، کسی نے پوچھا کدھر، اس نے کہا

میری بیوی ڈوب گئی ہے میں اس کو ڈھونڈتا پھرتا ہوں، اُنہوں نے کہا کہ جدھر پانی جا رہا ہے جنوب کی طرف اُدھر جا، یہ شمال کی طرف کیوں جا رہا ہے، تو اس نے کہا کہ اپنی زندگی میں وہ سیدھے راستے کبھی نہیں چلی تھی۔

او تو گھر بیٹھ کر قیاس کر رہا ہے۔ میں سورۃ تحریم کہاں سے جاؤں، کشتیٔ نوحؑ کہاں سے جاؤں اور جو بیوی نہیں چڑھی اس کو میں کیا کروں، جو اصحاب نہیں چڑھے ان کو میں کیا کروں۔ جو چڑھ گئے چشم ما روشن دلِ ما شاد، مجھے ایک مولوی کہنے لگا تو خوش ہو رہا ہے، میں نے کہا کیا بات ہے، کہنے لگا جس کشتی کی تو بات کر رہا ہے اس پر تو خنزیروں کا ایک جوڑا بھی چڑھ گیا تھا۔ نوحؑ کی کشتی میں تو خنزیر بھی چڑھ گئے تھے، میں نے کہا میں منکر تا نہیں چڑھ گئے تھے، لیکن مجھے یہ بتا! کہ جو نوحؑ کی کشتی میں خنزیر چڑھ گئے تھے وہ ڈوب گئے تھے یا پار لگ گئے تھے، کہنے لگا پار لگ گئے تھے، میں نے کہا تو پھر تجھے نہ پتہ چلا کہ اگر خنزیر بھی چڑھ گیا تو وہ پار ہو گیا اور جو اصحاب بھی نہیں چڑھے وہ بھی پار نہیں ہو سکتے۔

سید بیٹھے ہو میں تمہارا خادم ہوں، لیکن آپ بھی سارے آلِ محمدؐ کی کشتی میں رہا کرو باہر نہ جایا کرو، معاف کرنا! اگر ربوہ جائیں تو چار پانچ وہاں بھی ہوتے ہیں کہ میں سید ہوتا ہوں، ادھر وہابیوں کی طرف جائیں تو کہتا ہے جی میں شاہ صاحب ہوں او بیوقوف! تیرے گھر میں جو نور کے بارہ چاند چڑھے ہوتے ہیں، اگر تجھے اپنے گھر میں بارہ چاند نظر نہیں آتے تو یہ جولاہوں کے گھر سے تجھے امام کیسے نظر آگئے ہیں۔

ناراض نہ ہونا سید بیٹھے ہو میں خادم ہوں، نوکر ہوں، مجھے سارے نظر آتے ہیں کہ ہم سید ہیں، سارے نظر آتے ہیں یہ حامد شاہ اور محمود شاہ بھی، یہ آلو جہار شریف بھی نظر آرہا ہے، سب کچھ نظر آرہا ہے۔

سُن میرے عزیز! جب کشتی چلنے لگی تو حضرت نوحؑ کا ایک بیٹا تھا وہ کشتی پر سوار نہ ہوا

کہا يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَعَنَا۔ بیٹا! کشتی میں آجا، اس نے کہا سَاٰوِيْٓ اِلٰی جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَاءِ۔ کہا مجھے کشتی کی ضرورت نہیں میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا، آواز آئی لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ الخ آج پہاڑوں نے نہیں بچانا، وہ پہاڑ پر چڑھ گیا، جب پانی پہاڑوں سے اونچا ہوگیا، حضرت نوحؑ نے بیٹے کو ڈوبتے دیکھا تو کہا رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ ، یا اللہ! یہ میرا بیٹا ہے وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ تیرا وعدہ سچا ہے، تیرا وعدہ ہے کہ تیرے اہل بیت کو بچاؤں گا، اب بچاتا کیوں نہیں آوازِ قدرت آئی اس کو کشتی میں بلا اگر آتا ہے تو، کہا یہ نہیں آتا، فرمایا اگر نہیں آتا تو اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ - یہ تیری اہل ہی نہیں ہے۔ اہل وہ ہے جس نے تیری بات مان لی اور کشتی میں چڑھ گیا، جو کشتی میں ہی نہیں وہ اہل ہی نہیں، تو پھر خدا کے بندے! خواہ بخاری ہو، بھاکری ہو، شیرازی ہو، کاظمی ہو، جب تک آلِ محمدؐ کی کشتی میں سوار نہ ہو جنت میں جا ہی نہیں سکتا۔

ذرا غور فرماؤ! نَادَانَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ - یعنی ہم کو نوحؑ نے پکارا ہم نے قبول کر لیا، کشتی حاضر ہوگئی، کہا چڑھ جاؤ، پار ہو جاؤ، کیوں میرے دوست! نوحؑ کشتی کے بغیر بچ گیا، اس کے اصحاب بچ گئے، او خدا کے بندے! جب کشتی کے بغیر نوحؑ کی امت نہیں بچتی تو آلِ محمدؐ کے بغیر محمدؐ کی امت کیسے بچ سکتی ہے۔

یہ ایک لڑکا ہے پڑھا لکھا ہے بار بار رقعے لکھ رہا ہے کہ یا علیؑ مدد کہاں لکھا ہوا ہے، کسی امام نے فرمایا ہو۔ برخوردار! یہ بحار الانوار میرے ہاتھ میں ہے، ساتویں جلد ہے صفحہ ۲۴۷ ہے، اس میں لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا ایک صحابی ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے علیؑ کے زمانے میں بخار ہوگیا، جمعہ کا دن آگیا، میں نے منت مانی کہ اگر میرا بخار اتر جائے تو میں مولا علیؑ کے پیچھے نماز پڑھوں

وہ کہتا ہے میرا بخار اتر گیا۔ میں نے مولا علیؑ کے پیچھے نماز پڑھی، جب نماز پڑھ چکا تو علیؑ دار الامارہ میں داخل ہوئے میں بھی ان کے پیچھے چلا گیا۔ مجلس میں ان کے سامنے بیٹھا تھا تو وہ مجھے دیکھ کر فرمانے لگے، او رمیلہ! تو نے آج منت مانی تھی نا کہ اگر میرا بخار اتر جائے تو علیؑ کے پیچھے نماز پڑھوں گا کہا مولاؑ! میں نے تو آپ کو بتایا ہی نہیں آپ کو کیسے پتہ چل گیا۔ جہاں جہاں بیٹھے ہو ذرا غور سے سننا۔ فرمایا او رمیلہ! میری بات سن لے مَا مِنْ مُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ - کوئی مومن مرد نہیں اور کوئی عورت مومنہ نہیں، جب بیمار ہوتا ہے تو اس کی بیماری میں ہم بیمار ہو جاتے ہیں، جب کوئی غمناک ہوتا ہے تو اس کے غم میں ہم غمناک ہو جاتے ہیں، جب دعا مانگتا ہے تو ہم آمین کہتے ہیں اور اگر نہیں مانگتا تو ہم خود مانگ دیتے ہیں، کہنے لگا مولاؑ! یہ تو ان کی بات ہے جو کوفے میں رہتے ہیں، لیکن جو آپ کے محب باہر رہتے ہیں دور رہتے ہیں، تو حضرت نے فرمایا من کان فی اطراف الارض۔ کہ زمین پر جہاں جہاں جو بھی رہتا ہے خواہ وہ شہر میں رہتا ہے خواہ جنگل میں رہتا ہے غائب ہے یا حاضر ہے، کوئی ایسا مومن نہیں خواہ مشرق میں رہتا ہو یا مغرب میں، جہاں بھی ہو علیؑ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ نعرۂ حیدری

خوش بیٹھے ہو، ناراض تو نہیں ہو، میری تمہیں یہی ہدایت ہے کہ شیعہ ہی رہو وہابی نہ بننا، میں تم میں اس لئے آیا تھا کہ شیعہ یا علیؑ مدد کہتے ہیں اب تم خود مکرے جا رہے ہو۔

سنو قرآن پڑھ رہا ہوں، سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ۔ میرا سلام ہو نوحؑ پر عالمین میں۔ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ - نوحؑ میرے مومن بندوں سے ہے۔ توجہ فرما! ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ - ہم نے ساری دنیا کو غرق دیا، کوئی بندہ نہ رہا نہ مشرق میں نہ مغرب میں، ساری دنیا

غرق ہوگئی، سارا جہان غرق ہو گیا۔ وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْم۔ تحقیق ابراہیم اس کے شیعوں میں سے تھا۔ نعرۂ حیدری

اس آیت نے ہمارے بھائیوں کو بہت تنگ کیا ہے، نہ مان سکتے ہیں نہ چھوڑ سکتے ہیں، اگر مانتے ہیں تو شیعہ کا لفظ نظر آتا ہے اور اگر چھوڑتے ہیں تو قرآن ہے۔ تو پھر پتہ ہے کیا کہتے ہیں کہ قرآن میں شیعہ تو ہے لیکن اس کے معنے یہ نہیں ہیں، کیا معنی ہے کہ ابراہیم خود شیعہ نہیں ہے لیکن شیعوں میں سے ہے کیوں مومنو! آج تک کوئی ایسا دیکھا ہے جو بندہ نہ ہو لیکن بندوں میں سے ہو، یا یہ سیّد نہیں مگر سیّدوں میں سے ہے۔ ایک نعت خوان ہے گامن شاہ، وہ نعتیں وغیرہ پڑھتا رہتا ہے ہمارے ذاکروں کا مقابلہ کرتا رہتا ہے، اس نے لکھا ہے کہ

"ابراہیم خلیل اللہ داکئی کئی آہدن شیعہ ہا۔ شیعہ ناہ پر کئی دیہاڑے گھر شیعاں دے رہیا ہا"۔ مَیں بھکر کے اسٹیشن پر ویٹنگ روم میں بیٹھا تھا، گاڑی کے انتظار میں، وہ بھی اسٹیشن پر آگیا، مجھے لڑکوں نے بتایا کہ مولوی گامن شاہ پھر رہا ہے، مَیں نے کہا اس کو اندر لے آؤ، اُنہوں نے اس کو جا کر کہا کہ اندر آپ کو ایک آدمی بلا رہا ہے، اس نے سمجھا شاید کوئی دعوت دینے والا ہے، جب وہ دروازے پر آیا تو مجھے دیکھ کر پیچھے مڑنا چاہا، تو مَیں نے کہا مولوی صاحب اَب آجاؤ کوئی حرج نہیں، خیر وہ آگیا، سلام علیکم وعلیکم السلام ہوئی، مَیں نے کہا وہ قصیدہ تو دکھا جو تُو نے لکھا ہے، اس نے کہا نہیں وہ تو ایسے ہی مَیں نے لکھ دیا ہے، مَیں نے کہا دکھا تو سہی، کہنے لگا نہیں تجھے نہیں دکھاؤں گا تیرے لئے مَیں نے لکھا ہی نہیں، مَیں نے کہا چلو تُو نہ دکھا ذرا تجھے مَیں دکھاتا ہوں یہ مشکوٰۃ ہے یہ مَن کُنتُ مولاہ ہے، کہا ٹھیک ہے کیوں تنگ کرتے ہو درست ہے مَیں نے کہا یہ اِنّی تارکٌ فیکم الثقلین، کہا ٹھیک ہے، بارہ امام

کہا ٹھیک ہے، شیعہ جنتی ہیں، کہا ٹھیک ہے، مَیں نے کہا او گامن شاہ! جب سب کچھ ٹھیک ہے تو ہمارے شیعوں کے خلاف وعظ کیوں کرتا رہتا ہے، تو پیٹ پر ہاتھ مار کر کہتا ہے مولوی اسماعیل! تنگ نہ کیا کر سب کچھ ٹھیک ہے، سب کچھ ——— یہ سارا پیٹ کا مرنا ہے ورنہ سب کچھ ٹھیک ہے۔

بس وقت بہت ہو چکا ہے دو فقرے مصائب کے کہہ کر ختم کردوں، تاکہ ذاکروں کو بھی وقت دوں۔ بڑے بڑے علماء نے صاف لکھا ہے کہ نوحؑ کی تبلیغ عراق میں ہوئی اور وہ کشتی دجلہ میں تھی اور وہ کشتی عاشور کے دن ٹھہری تھی، میرے دوست! نوحؑ کا سفینہ تو پانی میں تیر رہا تھا مگر آلِ محمدؐ کی کشتی دسویں کے دن خون میں تیر رہی تھی۔

جب غرق بحرِ خوں ہوئی کشتی نجات کی
ڈوبی لہو میں شکل شاہِ خوش صفات کی

حسینؑ دسویں محرم کو خاک و خون میں غلطاں ہیں، اُمّت نے حسینؑ کو شہید کر دیا، جب حسینؑ شہید ہوئے شام ہوگئی، جس کو شام غریباں کہتے ہیں تو فوجِ یزید نے اعلان کیا کہ:۔

لوٹو تبرکات علیؑ و بتولؑ کو
قیدی بنا کے لے چلو آلِ رسولؐ کو

شمر نے حکم دیا کہ خیموں کو آگ لگا دو، جب خیموں کو آگ لگی تو ایک خیمہ جل جاتا تھا، بیبیاں دوسرے خیمے میں آجاتی تھیں، جب سارے خیمے جل گئے صرف ایک خیمہ باقی رہ گیا تو زینبؑ نے سیّد سجادؑ کو اُٹھایا کہا بیٹا! اُٹھو خیموں کو آگ لگ گئی ہے، اَب تُو امام ہے، مجھے یہ بتا کہ خیمے میں جل جاؤں یا خیمے سے باہر نکل جاؤں، سیّد سجادؑ فرماتے ہیں پھوپھی اماں!

خودکشی حرام ہے خیمے سے باہر چلی جاؤ۔

حمید بن مُسلم راوی ہے، وہ کہتا ہے کہ جب خیموں کو آگ لگی تو میں نے ایک چھوٹی سی بچی دیکھی جس کے دامن کو آگ لگی ہوئی ہے، وہ دوڑی چلی جارہی ہے میں نے سوچا یہ بچی جل کے مر جائے گی اس کی آگ بجھا دوں۔ راوی کہتا ہے جب میں اس بچی کے پیچھے دوڑا تو وہ مجھے دیکھ کر زیادہ تیز دوڑنے لگی، جب وہ تھک گئی تو زمین پر بیٹھ گئی، میں نزدیک گیا، آگ بجھانے کا ارادہ کیا تو بچی دونوں ہاتھ جوڑ کر کہتی ہے، مجھے ہاتھ نہ لگانا میں حسینؑ کی بیٹی ہوں میرا بابا مارا گیا۔

الا لعنۃ اللہ علی الظالمین

مجلس سوم

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۔ پ۱۲ سورہ ہود آیت ۱۷

حضرات! یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ قرآن مجید کے بارہویں پارے سورۃ ہُود کی آیت ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ نبوت بیان فرمایا ہے کہ نبی کون ہوتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اے میرے نبیؐ! دُنیا کو تبلیغ کر۔ اللہ نے رسُولؐ کو تبلیغ کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔ فرمایا کہ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۔ اے میرے حبیبؐ! تُو لوگوں کو حکمت و دانائی اور موعظہ حسنہ کے ساتھ اپنے رب کی طرف دعوت دے۔ اور اگر تُو لوگوں کے ساتھ مجادلہ کرے تو وہ بھی اچھا ہو۔

پھر خدا فرماتا ہے:۔ لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کہ میرے دین میں کوئی زبردستی نہیں

اسے کوئی قبول کرے یا نہ کرے میں زبردستی نہیں کرتا۔ کیونکہ میں اپنی توحید بھی زبردستی نہیں منوانا چاہتا بلکہ میری توحید کو نشانیاں دیکھ کے مان۔

ارشاد ہوا:۔ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا۔ فرمایا اگر میری توحید کو دیکھنا ہے تو تیرے پاؤں کے نیچے زمین کا فرش کس نے بچھا دیا، میں نے۔ پہاڑوں کی میخیں کس نے گاڑ دیں، میں نے۔ تمہارا میاں بیوی کا جوڑا کس نے بنا دیا، میں نے دن کو روشن کس نے کر دیا، میں نے۔ تمام دن تم کام کر کے تھک گئے تھے۔ تمہاری تھکاوٹ کو دور کرنے کے لئے رات کا اندھیرا کس نے بنا دیا، میں نے۔ گرجتی ہوئی بدلیوں سے پانی کس نے برسا دیا، میں نے۔ اگر یہ تمام کام میں نے کئے ہیں تو مجھے خدا مان جھوٹے خدا کو ماننے کا مطلب کیا ہے۔

پھر فرمایا اگر اب بھی ان کو کوئی شک ہے تو میرے محبوب! ان کو کہہ دے کہ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ فرمایا ان کو کہہ دے کہ وہ کونسا زمین کا ٹکڑا ہے جو تمہارے خداؤں نے بنایا ہے۔ آسمان کا کونسا حصہ ہے جو تمہارے خداؤں نے پیدا کیا ہے۔ اگر زمین میں ان کا کوئی تعلق نہیں اور آسمان میں ان کا کوئی حصہ نہیں تو ان جھوٹے اور بے ثبوت خداؤں کو ماننے کی کیا ضرورت ہے۔

فرمایا جب میں خدا ہو کے اپنی توحید بغیر ثبوت کے نہیں منوانا چاہتا تو یاد رکھ لو! اپنے نبیؐ کی نبوت بھی مفت میں نہیں منوانا چاہتا وہ بھی ثبوت دیکھ کے مانو۔ اگر کسی کو قرآن میں اور میرے نبیؐ کی نبوت میں شک ہے تو قُلْ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ میرا حبیب! ان کو کہہ دے کہ میں نے تمہارے سامنے ایک سو چودہ سورتوں کا قرآن پیش کیا ہے۔ اگر تم کہتے ہو کہ میں کہیں سے لایا نہیں بلکہ میں نے بنایا ہے تو بات ہی ختم ہو جاتی ہے کہ تم اس جیسی ایک سورت بنا کے لے آؤ تو میں مان جاؤں گا۔ اگر نہیں بنتی تو ضد کا کیا فائدہ پھر مان جاؤ کہ میرا محبوب سورتیں بناتا نہیں بلکہ بنی بنائی کہیں سے لاتا ہے۔

جب رسولِ خدا نے یہ اعلان فرمایا تو اس مجمع میں ابو جہل کا بیٹا بھی کھڑا تھا۔ دوڑ کر اپنے باپ کے پاس گیا اور کہا بابا جان! آج محمدؐ نے بہت اچھی بات کہی ہے کہ اگر تم کو اس قرآن میں شک ہے تو اس جیسی ایک سورۃ بنا کر لے آؤ میں مان جاؤں گا۔ جلدی جلدی ایک آدھ سورۃ بناؤ تاکہ جھگڑا ختم ہو جائے تو ابو جہل نے کہا، میں نے تمہیں کئی مرتبہ روکا ہے کہ محمدؐ کے وعظ میں نہ جایا کرو کیونکہ نہ ہی ہم سے سورتیں بنتی ہیں اور نہ ہی ہم نے ماننا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے یہ قرآن دنیا کے سامنے ایسا ضابطہ حیات پیش کیا ہے جس کے سامنے بڑے بڑے قانون دان عاجز آ جائیں، جن کی فصاحت و بلاغت کے سامنے دنیا کے بڑے بڑے فصیح و بلیغ عاجز آ جائیں۔ جس کے فلسفے کے سامنے بڑے بڑے فلسفی منہ موڑ جائیں۔ دنیا والو! آپ نے خدا کو بھی معجزے دیکھ کر مانا ہے، نبیؐ کو بھی شق القمر کا معجزہ دیکھ کر مانا ہے تو امام کو بھی مفت میں نہ مان۔ تو یاد رکھ! خدا وہ ہے جو شمس و قمر کو پیدا کرے۔ نبی

وہ ہے جو چاند کو دو ٹکڑے کر دے۔ امام بھی مُفت میں نہیں بنتا اور امام وہ ہے جو
ڈوبتے ہوئے سورج کو واپس کر دے تو امام ہے ورنہ امام نہیں ہو سکتا۔

میرا خالق فرماتا ہے:۔ اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ وَیَتْلُوْہُ
شَاھِدٌ مِّنْہُ الخ

اس آیت میں اللہ نے نبیؐ کے تین صفات بیان فرمائے ہیں اور امام کے
بھی تین صفات ہیں۔

نبیؐ کی پہلی صفت یہ ہے کہ وہ خدا کی طرف سے بیّنات یعنی نشانیاں
لے کر آتا ہے۔ دوسری صفت یہ کہ اس کے پیچھے پیچھے ایک گواہ ہوتا ہے
تیسری صفت یہ کہ اس سے پہلے موسیٰؑ کی کتاب میں اس کا ذکر ہوتا ہے۔

(وَمَا) امام کی تین صفات یہ ہیں کہ ایک تو وہ تابع ہوتا ہے یعنی نبیؐ کے پیچھے
پیچھے ہوتا ہے، بالکل پیچھے نہیں ہوتا کہ پتہ ہی نہ چلے کہ کہاں ہے۔ دوسرا
وہ گواہ ہوتا ہے اور تیسرا وہ مِنْہُ یعنی نبیؐ کی جز ہوتا ہے اب کوئی ساری دنیا
کی کتابیں جمع کر کے بتائے کہ نبی کی جز کون ہے ورنہ میں دکھاتا ہوں۔ فرمایا
عَلِیٌّ مِنِّی وَ اَنَا مِنْہُ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ فَاطِمَۃُ
بَضْعَۃٌ مِّنِّی فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے۔ اَلْحَسَنُ نِصْفُ شَبِیْھِیْ، حسنؑ
میری آدھی شبیہہ ہے۔ حُسَیْنٌ مِّنِّی وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ۔ حسینؑ مجھ
سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ اَلْمَھْدِیُّ مِنْ عِتْرَتِیْ اَیْ مِنْ اَوْلَادِ
فَاطِمَۃَ۔ مہدیؑ میری عترت سے ہے یعنی فاطمہؑ کی اولاد سے ہے۔

حضرات! آج تک جتنے نبی دنیا میں آئے ہیں وہ ایک معجزہ اپنے
ساتھ لائے اور دوسرا گواہ لائے۔ حضرت موسیٰؑ کو عصا معجزہ دیا اور ہارونؑ
گواہ دیا، حضرت عیسیٰؑ کو مُردہ زندہ کرنے کا معجزہ دیا اور یحییٰؑ گواہ دیا۔

خدا نے فرمایا میرے محبوب! موسیٰؑ کا مقابلہ جادوگروں سے تھا،
اس لئے اس کو عصا معجزہ دیا اور ہارونؑ گواہ دیا۔ عیسیٰؑ کا مقابلہ حکیموں اور
طبیبوں سے تھا، اس کو مُردے زندہ کرنے کا معجزہ دیا۔ فرمایا میرے
محبوبؐ! تیرا مقابلہ جادوگروں سے نہیں، تیرا مقابلہ حکیموں اور طبیبوں سے نہیں
تیرا مقابلہ ہے عرب کے بدّوؤں سے۔ عرب کے بدّو دو کام کرنا جانتے ہیں،
یا وہ عربی میں شعر پڑھنا جانتے ہیں یا وہ تلوار سے لڑنا جانتے ہیں۔ میرے
محبوبؐ! تو ایک ہاتھ میں قرآن لے جا اور دوسرے ہاتھ میں گواہ لے جا، اگر
شاعر مقابلہ کریں تو قرآن پیش کرنا اور اگر بہادر مقابلہ کریں تو حیدرِ کرار کو
پیش کرنا۔

آج تک جتنے نبی آئے ہیں، ایک مدعی ہو کر آتا رہا اور دوسرا گواہ ہو کر آتا
رہا۔ محمدؐ کی گواہی علیؑ نے دی، علیؑ کی حسنؑ نے، حسنؑ کی حسینؑ نے، حسینؑ کی
زین العابدینؑ نے، زین العابدینؑ کی محمد باقرؑ نے، محمد باقرؑ کی جعفر صادقؑ نے،
جعفر صادقؑ کی موسیٰ کاظمؑ نے، موسیٰ کاظمؑ کی علی رضاؑ نے، علی رضاؑ کی محمد تقیؑ نے
محمد تقیؑ کی علی نقیؑ نے، علی نقیؑ کی حسن عسکریؑ نے، حسن عسکریؑ کی امام مہدیؑ
نے۔

اب بتاؤ! اگر آخری امام آئے اور دعویٰ کرے تو گواہی کون دے گا
اگر آخری دعویٰ کرے اور گواہ نہ ہو تو قانونِ قدرت ٹوٹتا ہے۔ خدا نے فرمایا کہ
نبوت ختم ہے محمدؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اگر امام پیدا کروں تو بارہ سے تعداد
بڑھتی ہے۔ فرمایا ایسے کیوں نہ کر دیں کہ ایک امام کو زندہ رکھیں اور ایک نبی کو
زندہ رکھیں۔ جب بارھواں آ کر دعویٰ کرے تو آسمان سے اتارو نبی کو۔ وہ آ کر
گواہی دے تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ محمدؐ کی امت کے امام وہ ہوتے ہیں جن

کی گواہی کیلئے بنی اسرائیل کے نبی آیا کرتے ہیں۔

سکون میں آکر ذرا جوشیلی صلوٰۃ پڑھو تاکہ آپ کے سامنے نبیؐ کی نشانیاں بیان کرو۔

قرآن میں نبیؐ کی تین صفات تھیں۔ علم کلام کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نبیؐ کی چار نشانیاں ہیں۔

پہلی نشانی اَلنَّبِیُّ مَنْ یَسْمَعُ کَلَامَ اللّٰہِ۔ کہ نبی وہ ہے جو اللہ کی کلام کو سنتا ہے۔

دوسری نشانی وَیَریٰ مَلَآئِکَۃَ اللّٰہِ۔ وہ اللہ کے فرشتوں کو دیکھتا ہے۔

تیسری نشانی وَیَعْلَمُ الْمُغِیْبَاتِ۔ وہ غیب کی خبریں جانتا ہے۔

چوتھی نشانی وَتُطِیْعُہٗ مَادَّۃُ الْکَائِنَاتِ۔ کائنات کی ہر شئے اس کی اطاعت کرتی ہے۔

پہلی نبیؐ کی نشانی کہ وہ اللہ کی کلام کو سنتا ہے، اللہ کی کلام کو تو ہم بھی سنتے ہیں لیکن نبی خود خدا سے سنتا ہے۔ خدا سے کلام سننا اور ہے اور حافظوں اور قاریوں سے سننا اور ہے۔ ہم بھی سنتے ہیں لیکن ہمارے رسولؐ نے کہاں سنی۔ فرمایا وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ذُوْ مِرَّۃٍ فَاسْتَوٰی وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی۔ کہ میرا محبوب وحی کے بغیر بولتا نہیں، جب دونوں کمانیں آپس میں مل گئیں تو اللہ نے اپنے محبوب کی طرف جو وحی کی سو کی۔

سیرۃ النبیؐ میں مولانا شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ وہ کوئی اتنی بڑی یا خاص وحی نہیں تھی، صرف یہ تھی کہ اللہ نے رسول کو پچاس نمازیں دے کر کہا جاؤ میں نے تمہاری اُمت پر پچاس نمازیں فرض کر دی ہیں۔ لکھا ہے کہ جب رسولِ کریمؐ پچاس

نمازیں لے کر آ رہے تھے تو راستے میں حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہوگئی۔ حضرت موسیٰؑ نے پوچھا یا رسول اللہ! اللہ نے آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا ہے۔ فرمایا پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ تو موسیٰؑ نے کہا اگر میری بات مانیں تو یہ نمازیں واپس کر آئیں کسی نے کوئی نمازیں پڑھنی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے حضرت موسیٰؑ نے ہماری نبض دیکھی ہوئی تھی کہ یہ نماز کے چور ہیں۔ رسولِ خداؐ واپس تشریف لے گئے۔ آخر کئی چکر لگائے تو پانچ نمازیں رہ گئیں۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ یہ بھی واپس کر دیں، تو پھر حضورؐ نے فرمایا کہ نہیں اب مجھے واپس جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہ! سات سو مرتبہ تو نماز کا حکم پہلے قرآن میں آچکا تھا وہاں حضورؐ کو صرف نمازوں کے لئے بلایا تھا۔

نہیں میرے بزرگ! معلوم ہوتا ہے کوئی خاص بات تھی جس کے لئے عرش پر بلایا جا رہا ہے۔

اگر صدرِ پاکستان گورنر صاحب کو کہیں کہ آج ایک راز کی بات کرنی ہے میرے پاس اسلام آباد آجاؤ۔ حالانکہ پہلے وائرلیس پر بھی باتیں ہوا کرتی تھیں، ٹیلیفون پر بھی بات ہو جایا کرتی تھی لیکن آج خاص بات کرنی ہے تو ہم سمجھ نہ جائیں گے کہ کوئی ضروری اور راز کی بات ہوگی جو ان کو علیحدہ بلا کر بتائی جا رہی ہے۔ تو رسولؐ کو جو اللہ نے اپنے پاس بلایا تھا کوئی ضروری بات ہوگی۔ کہتے ہیں وہاں نوے ہزار باتیں ہوئی تھیں میں کہتا ہوں نوے ہزار نہیں میں ایک لاکھ مان لیتا ہوں۔ لیکن ان نوے ہزار باتوں میں سے تین باتیں میرے مولا علیؑ کے متعلق بھی ہوئی تھیں، وہ کیا تھیں سُن! مولوی اسماعیل پڑھ رہا ہے۔ ریاض النضرہ سے پڑھتا ہوں، دوسری جلد سے پڑھتا ہوں، صفحہ ۲۳۴ سے پڑھتا ہوں، محمدؐ کی زبان سے پڑھتا ہوں حیدرِ کرارؑ کی شان سے پڑھتا ہوں۔ نعرہ حیدری لگائیں میں شروع کرتا ہوں۔

فرمایا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ اُنْتُھِتُ اِلٰی رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ فَاَوْحٰی اِلَیَّ فِیْ عَلِیٍّ ثَلَاثَۃَ اَشْیَاءَ لَیْلَۃَ اِسْرِیْ اِنَّہٗ سَیِّدُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ وَقَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ ۔ کہ میرے محبوب! دنیا میں جاکر لوگوں کو بتا دے کہ علیؑ مومنوں کا سردار ہے، متقیوں کا امام ہے اور جو جنت کو جانے والے ہیں حیدرؑ ان کا رہنما ہے۔

ہر نبی کو معراج ہوئی، کسی کو کشتی میں معراج ہوئی، کسی کو آگ میں اور کسی کو کوہِ طور پر معراج ہوئی۔ لیکن جیسی معراج ہمارے نبیؐ کو ہوئی ہے کسی دوسرے نبی کو نہیں ہوئی۔ سب سے پُر جلال نبی تو موسیٰؑ تھا نا، اس کو کوہِ طور پر بلایا گیا۔ جب موسیٰؑ طور پہ گیا تو حکم ہوا فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ یَا مُوْسٰی۔ کہ اے موسیٰؑ اپنے جوتے اُتار دے یہ مقدس جگہ ہے۔ لیکن کیا کہنے شانِ محمدؐ کے کہ جوتی سمیت عرشِ اعظم تک چلا گیا، ساری کائنات رسولؐ کی جوتی کے نیچے آگئی۔ میں کہتا ہوں کہ جتنا فرق کوہِ طور اور عرشِ اعظم کا ہے اتنا ہی فرق موسیٰؑ اور محمدؐ کا ہے۔

جب رسولِ خدا سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو جبرائیل کہنے لگا یا رسول اللہ! میں اس سے آگے نہیں جا سکتا۔ اگر اس سے آگے ایک قدم بھی بڑھاؤں تو میرے پَر جل جائیں گے۔ جب جبرائیل نے یہ کہا تو رسولِ خدا نے پوچھا کہ آج تک جتنے نبی معراج پر آئے ہیں تو ان سب کو یہیں تک چھوڑ دیتا تھا۔ جبرائیل نے عرض کی یا رسول اللہ! کوئی نبی یہاں تک آیا ہوتا تو چھوڑتا، آج تک کوئی نبی یہاں تک آیا ہی نہیں، یہ صرف آپ کی ذات ہے جو آج یہاں تک آگئی ہے۔ رسولِ خدا نے موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے پوچھا:۔

جبرئیل سے تھے پوچھتے شب معراج بہ شاہِ اُمم
تم نے تو دیکھا ہے جہاں بتلاؤ تو کیسے ہیں ہم

کہنے لگا روح الامین اے مہ جبیں! تیری قسم
آفاق ہا گردیدہ ام مہرِ بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

ہمارے بھائی بڑا معراج پڑھتے ہیں، کہتے ہیں کہ:۔

جو ڈِٹھا سو ڈِٹھا اُتھے جو پایا سو پایا
حوراں دا اُتھے دخل نہ کوئی تے مرد محمدؐ آیا

ساری ساری رات معراج پڑھیں گے۔ سبحان اللہ! کہیں گے کہ جبرئیل پیچھے رہ گیا رسولؐ آگے چلا گیا لیکن جب صبح اُٹھیں گے تو کہیں گے کہ جو آگے نکل گیا وہ خاکی جو پیچھے رہ گیا وہ نوری۔ صلواۃ دی چھل آدے میں عرض کراں۔

نبی کی دوسری نشانی یہ ہے کہ وَیَرَی الْمَلٰئِکَۃَ اللہ۔ اللہ کے فرشتوں کو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔

اب آپ بتائیں! کبھی آپ نے بھی فرشتہ دیکھا ہے، نہیں دیکھا نا۔ لیکن بے فکر رہو سب ایک دن دیکھو گے۔ ہر آدمی ایک مرتبہ فرشتے کو ضرور دیکھتا ہے لیکن جب فرشتے کو دیکھتا ہے تو پھر دنیا میں نہیں رہتا۔ فرشتہ کہتا ہے کہ تیری اور میری محبت بہت گہری ہو گئی ہے میں تجھے ساتھ ہی لے چلتا ہوں۔

اب غور فرمانا! صواعقِ محرقہ میں لکھا ہے، حضورؐ نے ایک مرتبہ ابوذر کو کسی کام کے لئے حضرت علیؑ کے گھر بھیجا، جب گھر گیا تو کیا دیکھا کہ علیؑ کے گھر میں چکی چل رہی ہے لیکن آدمی پاس کوئی نہیں، تو دوڑ کر آیا، عرض کی یا رسول اللہ! آج میں نے علیؑ کے گھر میں ایک عجیب بات دیکھی ہے کہ چکی چل رہی ہے لیکن آدمی پاس کوئی بھی نہیں ہے۔ تو رسولِ خدا نے فرمایا ابوذر حیران نہ ہو، خدا نے ہماری خدمت کے لئے فرشتے مقرر کر دیئے ہیں، چکیاں وہ چلاتے ہیں اور حسنینؑ کے

پنگھوڑے کی ڈوریاں وہ ہلاتے ہیں۔ او عقل کے اندھے! تمہیں اب بھی پتہ نہیں چلا کہ فرشتے جن کی خدمت کرتے ہیں وہ اور ہوتے ہیں اور جن کی جان قبض کرنے کیلئے آتے ہیں وہ اور ہوتے ہیں۔

یہ میرے ہاتھ میں صحیح بخاری ہے پہلی جلد ہے، صفحہ ۴۸۲ ہے، باب وفاتِ موسیٰؑ ہے، حضرت ابوہریرہ راوی ہے۔ کہتے ہیں کہ ملک الموت حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا اور کہا یا حضرت! میں آپ کی جان قبض کرنے کے لئے آیا ہوں۔ چونکہ حضرت موسیٰؑ بڑے جلال والے نبی تھے ان کو غصہ آگیا اور ملک الموت کے منہ پر ایک تھپڑ مار دیا۔ ملک الموت کی ایک آنکھ نکل گئی۔ ملک الموت اپنی آنکھ پر ہاتھ رکھ کر خدا کے دربار میں پہنچا اور چپ کر کے کھڑا ہو گیا۔ خدا نے فرمایا کیا بات ہے آج چپ کیوں ہو۔ فَقَالَ أَرْسَلْتَنِيْ إِلٰى عَبْدٍ لَا يُرِيْدُ الْمَوْتَ کہا یا اللہ! تو نے ایسے آدمی کے پاس مجھے بھیجا ہے جو مرنا ہی نہیں چاہتا۔ فرمایا بتاؤ تو سہی کیا بات ہے۔ عرض کیا یا اللہ! آج پوچھنے کی بات نہیں آج دیکھنے کی بات ہے۔ آج موسیٰؑ نے تھپڑ مار کر میری آنکھ خراب کر دی ہے۔ اللہ نے اس کی آنکھ کو ٹھیک کر دیا وَقَالَ ارْجِعْ فَقُلْ لَهٗ۔ اور فرمایا کہ جا اور میرے کلیمؑ کو کہہ دے کہ ضَعْ يَدَهٗ عَلٰى مَتْنِ ثَوْرٍ کہ بیل کی پشت پر ہاتھ رکھ، جتنے بال تیرے ہاتھ کے نیچے آجائیں اتنے سالوں کی زندگی تجھے اور دے دی۔

ملک الموت ڈرتے ڈرتے دوبارہ موسیٰؑ کے پاس آیا تو حضرت موسیٰؑ نے پوچھا پھر آگئے ہو؟ کہا ہاں یا حضرت! اب کچھ نہ کہنا پہلے ذرا بات سن لیں۔ اللہ نے فرمایا ہے کہ تو ایک بیل کی پشت پر ہاتھ رکھ، جتنے بال تیرے ہاتھ کے نیچے آجائیں اتنے سالوں کی زندگی تجھے اور دے دی جائے گی تو حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ اگر اتنے سال گذر گئے تو پھر کیا ہو گا، تو ملک الموت نے عرض کیا حضور!

میں پھر حاضر ہو جاؤں گا۔ تو موسیٰؑ نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو ابھی آجا بار بار تجھے تکلیف کیوں دوں۔ یہ حدیث صحیح ہے یا غلط میرا کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ بخاری کی حدیث ہے۔ اگر صحیح ہے تو دیکھو! حضرت موسیٰؑ نے ملک الموت کے منہ پر طمانچہ مارا تھا اور وہ چپ کر کے خدا کے دربار میں فریاد لیکر چلا گیا۔ لیکن اگر ہم میں سے کوئی آدمی ملک الموت کے سامنے تھوڑا سا کھانس بھی پڑے نا تو اگر سارا ٹبر (خاندان) نہ کھینچ کرے جائے تو مجھے مولوی نہ کہنا۔

یہ تھی شانِ موسویؑ اب ذرا شانِ محمدیؐ بھی سن لیجئے۔ شانِ محمدیؐ اس سے بھی بالا ہے۔

یہ میرے ہاتھ میں ریاض النضرہ ہے اس کے صفحہ ۲۱۸ سے پڑھتا ہوں جلد دوم سے پڑھتا ہوں۔ ذرا جوشیلی صلوٰۃ پڑھو میں عرض کرتا ہوں۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَمَّا أُسْرِيَ بِيْ مَرَرْتُ بِمَلَكٍ جَالِسٍ عَلٰى سَرِيْرٍ مِنْ نُوْرٍ وَإِحْدٰى رِجْلَيْهِ فِي الْمَشْرِقِ وَالْأُخْرٰى فِي الْمَغْرِبِ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ لَوْحٌ يَنْظُرُ فِيْهِ وَالدُّنْيَا كُلُّهَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَالْخَلْقُ بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ وَيَدُهٗ تَبْلُغُ الْمَشْرِقَ وَالْمَغْرِبَ فَقُلْتُ يَا جِبْرَئِيْلُ! مَنْ هٰذَا! قَالَ عِزْرَائِيْلُ تَقَدَّمْ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَتَقَدَّمْتُ وَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا أَحْمَدُ! الخ

حضورؐ فرماتے ہیں جب میں معراج کی رات عرش پر گیا، تو عرش پر جا کر میں نے ایک فرشتہ دیکھا جو نور کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا ایک پاؤں مشرق میں تھا اور دوسرا مغرب میں۔ اس کے سامنے ایک تختی تھی، وہ اس تختی کو دیکھتا تھا، ساری دنیا اس کے سامنے تھی اور اس کا ہاتھ مشرق اور مغرب تک پہنچتا تھا، میں نے جبرئیل سے پوچھا مَنْ هٰذَا یہ کون ہے، جبرئیل نے عرض کیا هٰذَا مَلَكُ الْمَوْتِ

یارسولؐ اللہ! یہ ملک الموت ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں میں آگے بڑھا اور اس پر سلام کیا۔
ملک الموت نے سلام کا جواب دیا اور کہا یَا اَحْمَدُ مَا فَعَلَ ابْنُ عَمِّکَ عَلِیٌّ۔
کہ یارسولؐ اللہ! آپ تو معراج پر آ گئے ہیں لیکن آپ کا بھائی علیؑ کیا کام کر رہا ہے۔
میں نے پوچھا۔ هَلْ تَعْرِفُ ابْنَ عَمِّیْ عَلِیًّا۔ کیا تو میرے بھائی علیؑ کو پہچانتا ہے
تو اس نے کہا کَیْفَ لَا اَعْرِفُہٗ قَدْ وَکَّلَنِیَ اللّٰہُ بِقَبْضِ اَرْوَاحِ الْخَلَائِقِ مَا
خَلَا رُوْحَکَ وَرُوْحَ ابْنِ عَمِّکَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ۔ یارسولؐ اللہ!
میں علیؑ کو کیسے نہ پہچانوں۔ تمام روحوں کو قبض کرنے کیلئے خدا نے مجھے مؤکل بنایا ہے
لیکن دو روحیں میرے قبضے سے باہر ہیں ایک روح محمدیؐ اور دوسری روح حیدریؑ
ان دونوں کو میں قبض نہیں کر سکتا۔ اِنَّ اللّٰہَ یَتَوَفّٰہُمَا بِمَشِیَّتِہٖ۔ اللہ
جب چاہے گا انہیں اپنی مشیّت اور مرضی سے وفات دے گا۔

نبی کی تیسری نشانی ہے کہ یَعْلَمُ الْمُغَیَّبَات وہ غیب کی خبریں جانتا
ہے۔ کہتے ہیں کہ نبی کو علم غیب ہوتا ہی نہیں۔ میں کہتا ہوں اگر نبی غیب کی خبریں
نہیں جانتا، کل کی بات نہیں جانتا تو حضورؐ نے خیبر کے دن کیسے فرمایا کہ لَاُعْطِیَنَّ
الرَّایَۃَ غَدًا۔ کہ کل میں اس کو علم دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح کرے گا۔ بتاؤ!
خیبر فتح ہوا یا نہیں؟ اگر فتح ہوا ہے تو تمہیں اب بھی پتہ نہیں چلا کہ نبی کل کی باتیں بھی
جانتا ہے۔ زیادہ وقت نہیں ورنہ تفصیل سے عرض کرتا۔

اب چوتھی نبی کی نشانی سنو، چوتھی نشانی یہ ہے کہ وَتُطِیْعُہٗ مَادَّۃُ
الکائنات۔ کہ کائنات کی ہر شے اس کی اطاعت کرتی ہے۔ ابراہیمؑ پر
آگ گلزار ہو جائے، موسیٰؑ کے لئے عصا اژدر بن جائے، عیسیٰؑ مردوں کو زندہ
کر دے، ہمارا رسولؐ اگر ہاتھ پر پتھر رکھ لیں تو کلمہ پڑھنے لگ جائے،
اور چاند کی طرف اشارہ کرے تو دو ٹکڑے ہو جائے اور امام وہ ہے جس کی ایک

نماز کے لئے سورج واپس آجائے۔

نبی ہم جیسا نہیں ہوتا، نبی اور ہم میں بڑا فرق ہے۔ دیکھو! میں ایک مولوی
آدمی ہوں، میں تقریر کرتا ہوں۔ اگر مجھے عربی نہ آئے تو میں قرآن اور حدیث پڑھ کر
سمجھ نہیں سکتا اور اگر اردو اور پنجابی نہ آئے تو تمہیں سمجھا نہیں سکتا۔ عربی آتی ہے
تو قرآن و حدیث سے لیتا ہوں اور اردو اور پنجابی آتی ہے تو تمہیں سمجھا دیتا ہوں
اسی طرح نبی کے بھی دو جنبے ہیں ایک شکل ظاہری اور دوسری حقیقت نوری، اگر
نبی کی ظاہری شکل بشری نہ ہوتی تو تمہیں سمجھا نہ سکتے اور اگر حقیقت نوری نہ ہوتی تو
عرشِ اعظم تک جا نہ سکتے۔

نبی کا جینا اور مرنا ہم جیسا نہیں ہوتا۔ ہماری پیدائش اور ہے اور نبیوں کی
پیدائش اور۔ تو میرے سامنے قرآن ہے، فرمایا وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ
اِبْرَاہِیْمَ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا۔ حضرت ابراہیم کا وقت یاد کرو،
حضرت ابراہیمؑ بوڑھے ہو گئے اور پیرانہ سالی میں پہنچ گئے تو فرشتے نے خوشخبری
دی کہ تمہارے گھر بچہ پیدا ہوگا۔ تو بی بی سارہ کہتی ہیں قَالَتْ یٰوَیْلَتٰٓی ءَاَلِدُ
وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّھٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا۔ کہ ہائے افسوس! میں بچہ کیسے جنوں گی
میں بڑھیا ہو گئی اور میرا شوہر پیر فرتوت ہو گیا۔ آواز قدرت آئی اَتَعْجَبِیْنَ
مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ رَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّہٗ
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ فرمایا بی بی! تعجب نہ کر، عالم امر کے بیٹے اور ہوتے ہیں
اور عالم خلق کے بیٹے اور ہوتے ہیں۔

حضرت موسیٰؑ کا زمانہ یاد کرو وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ مُوْسٰی۔ کہ ستر ہزار
بچہ بنی اسرائیل کا قتل ہو گیا۔ لیکن جب حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے تو موسیٰؑ کی ماں
ڈر گئی کہ یا اللہ! اب میں کیا کروں، اب فرعون کے سپاہی آئیں گے اور اس کو

لے جا کر قتل کر دیں گے یا زندہ درگور کر دیں گے۔ فرمایا بی بی فکر نہ کر اس بچے کو صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دے۔ تو بچے کو دریا میں ڈال دیا خود گھر میں بیٹھ گئی، مگر بہنوں کا دل بڑا نازک ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی بہن تھی اُمِ کلثوم وہ برداشت نہ کر سکی وہ صندوق کے ساتھ ساتھ چلی گئی۔ جب صندوق فرعون کے محل کے پاس سے گذرا تو فرعون کے سپاہیوں نے پکڑ لیا۔ فرعون کے سامنے صندوق کو کھولا گیا، اس میں بچہ تھا تو درباری مختلف باتیں کرنے لگے کوئی کہتا تھا یہ وہی بچہ ہے جس کی ہمیں تلاش تھی، کوئی کہتا تھا اس کو قتل کر دو، کوئی کہتا تھا اس کو زندہ درگور کر دو۔ جب موسیٰؑ کی بہن نے یہ سنا تو دوڑ کر اپنی ماں کے پاس آئی اور بولی اماں! غضب ہو گیا، جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا۔ صندوق پکڑا گیا ہے، اب وہ فرعون کے دربار میں ہے، اب میرے بھائی کے قتل کی تیاریاں ہو رہی ہیں، تو خالق کی آواز آئی لَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ فرمایا اے موسیٰ کی ماں! خوف نہ کر، حزن نہ کر، اگر گھر بھی فرعون کا ہو، دودھ بھی موسیٰؑ تیرا پیتا رہے، تو وظیفہ بھی فرعون سے لیتی رہے، اگر میں فرعون کی داڑھی نچوا کے موسیٰ کو نبی نہ بنا دوں تو مجھے خدا نہ کہنا۔

حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش دیکھو فرمایا وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ مَرْیَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِیًّا۔ حضرت مریم کا واقعہ یاد کرو جب فرشتے نے آ کر خوشخبری دی کہ یَا مَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ کہ اے مریم! اللہ تجھے ایک بچے کی بشارت دیتا ہے جس کا نام عیسیٰ ہو گا۔ جب یہ سنا تو جناب مریم نے کہا یا اللہ مجھے بچہ کیسے ہو گا وَلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ مجھے کسی بشر نے ہاتھ نہیں

لگایا اور نہ ہی میں نے کوئی گناہ کیا ہے۔ تو خدا نے فرمایا مریم! تعجب نہ کر، میں اگر چاہوں تو بغیر باپ کے بچہ دے سکتا ہوں۔

اب ذرا غور فرماؤ! او نبی کو اپنے جیسا کہنے والو! حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہو گئے۔ آج اگر کوئی یہ کہہ دے کہ خدا کا بڑا فضل ہے کہ میں نے ابھی اپنی بچی کی شادی نہیں کی لیکن خدا نے بچہ عطا فرما دیا ہے تو اگر سارے خاندان کا جنازہ نہ حرام ہو جائے تو مجھے مولوی نہ کہنا۔

اب بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ نبی اور ہوتے ہیں اور ہم اور ہوتے ہیں۔

نبی اور امام کی پیدائش ہم جیسی نہیں وہ پیدا ہی پاک ہوتے ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا اُمِ الفضل حسینؑ کو میرے پاس لے آؤ تو اُمِ الفضل کہتی ہیں یا رسول اللہؐ! میں نے ابھی اس کو غسل نہیں دیا اس کو پاک نہیں کیا، تو حضورؐ نے فرمایا اُمِ الفضل! تو اسے کیا پاک کرے گی جسے خود خدا نے پاک کیا ہو۔ رسولؐ نے حسینؑ کو گود میں لیا کیا دیکھا کہ حضورؐ کی ایک آنکھ اور ہزار ہزار آنسو ہیں۔ کہا یا رسول اللہؐ! خدا نے آپ کو نواسہ عطا فرمایا ہے رونے کا کیا سبب ہے۔ تو رسولؐ فرماتے ہیں اُمِ الفضل تو حسینؑ کو لیکر آئی ادھر جبرائیلؑ کربلا کی مٹی لیکر آ گیا، کہا کہ محمدؐ! اس بچے کو جی بھر کر پیار کر لے، کسی دن تیری اُمت کا خنجر ہو گا اور اس حسینؑ کا حلقوم ہو گا۔ مختصر عرض کر دوں: رسالتمآبؐ نے وصال فرمایا، جناب زہراؑ دنیا سے رحلت فرما گئیں امیر المومنین اور امام حسن علیہم السلام اُمت کے ظلم سے شہید ہو گئے۔

ہائے وہ وقت بھی آ گیا کہ اُمت نے حسینؑ کو مدینہ چھوڑنے پہ مجبور کیا، اگر اُمت کو رسولؐ کا کچھ پاس ہوتا تو حسینؑ کبھی مدینہ نہ چھوڑتے۔ مدینہ چھوڑتے وقت میرے مولاؑ نے کہا، نانا! تیری اُمت مجھے مدینے میں نہیں رہنے دیتی۔ کبھی

میرے مولاؑ ناناؐ کے مزار پر جاتے ہیں کبھی بھائی حسنؑ کے مزار پر جاتے ہیں کبھی ماںؑ کے مزار پر جاتے ہیں۔ جب ماں کی قبر پر گئے تو قبر پر بیٹھ کر اتنا روئے اِتنا روئے کہ قبر آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ قبرِ فاطمہؑ سے آواز آئی بیٹا! فکر نہ کر تو اکیلا نہیں جائے گا تو کربلا میں بعد میں پہنچے گا میں تیری قتل گاہ کو صاف کرنے کے لئے کربلا میں پہلے پہنچوں گی۔ جگر برداشت نہیں کرتا کیسے پڑھوں۔ لکھا ہے کہ حسینؑ مدینے سے چلنے لگے محمد حنفیہ آئے کہنے لگے بھیّا! آپ کربلا نہ جائیں۔ تو حضرت امام حسینؑ نے فرمایا ٹھیک ہے میں تجھے کل جواب دُونگا۔ جب صبح ہوئی تو کیا دیکھا کہ بیبیاں اُونٹوں پر سوار ہو رہی ہیں۔ محمد حنفیہ نے کہا بھیّا! آپ نے فرمایا تھا میں جواب دُوں گا اور آپ تیاری کر رہے ہیں۔ میں قربان جاؤں! حسینؑ رو کے فرماتے ہیں حنفیہ تُو تو کہتا ہے نہ جا نہ جا، لیکن ناناؐ خواب میں کہتا ہے کہ اگر تُو نہ جائے تو میرا دین نہیں بچتا۔ تو عرض کی کوئی بات نہیں آپ چلے جائیں لیکن زینبؑ جیسے آپ کی بہن ہے ویسے ہی میری بہن ہے، آپ زینبؑ کو نہ لے جائیں میں اس کی خدمت کرتا رہوں گا۔ تو حسینؑ رو کے فرماتے ہیں محمد حنفیہ! تو کہتا ہے نہ جا لیکن ناناؐ کہتا ہے حسینؑ! اگر تُو نہ جائے تو میرا دین نہیں بچتا اور اگر زینبؑ نہ جائے تو تیری شہادت نہیں بچتی۔

صغریٰ نے بڑے چارے کئے لیکن حسینؑ نے فرمایا کہ میں اس کو نہیں لے جاؤنگا کیونکہ صغریٰ کی شکل میری ماں زہراؑ کی شکل ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری ماں کی شکل کوفہ و شام کے بازاروں میں رُلتی پھرے۔ جناب صغریٰ دروازے پر آکر بیٹھ گئی، حسینؑ نے فرمایا تمام بیبیاں صغریٰ کے سر پر ہاتھ رکھ کر گذرتی جائیں۔ جب آخر میں صغریٰ کی ماں اُمِّ رباب پاس سے گذری تو ماں کا دامن پکڑ لیا کہا اماں! مجھے ساتھ نہ لے جاؤ مگر میرے ساتھ باتیں تو کرتی جاؤ۔ کہا اماں! مجھے پتہ ہے میں ساتھ نہیں جا رہی، لیکن مجھ پر ایک احسان تو کرتی جاؤ۔ ذرا تھوڑی دیر کیلئے علی اصغر کو مجھے دیدو۔ میں اس کو

پیار تو کر لوں شاید پھر مُلاقات ہو یا نہ ہو۔ صغریٰ نے علی اصغر کو گود میں لیا، بیبیاں سوار ہو رہی تھیں۔ رباب نے کہا صغریٰ جلدی کرو تمام بیبیاں سوار ہو گئی ہیں دیر ہو رہی ہے، لیکن اصغر صغریٰ کی گود نہیں چھوڑتا۔ علی اکبر آئے اصغر نے صغریٰ کی گود نہیں چھوڑی زینبؑ آئیں گود نہیں چھوڑی، حسینؑ نے فرمایا کیا بات ہے، زینبؑ نے کہا بھیّا! اصغر صغریٰ کی گود میں ہے وہ ہمارے پاس آتا نہیں ہے، تو حسینؑ آئے اور کہا صغریٰ! مجھے اصغر کے کان میں ایک بات کرنے دے اگر پھر بھی اصغر تیری گود میں رہ جائے تو رکھ لینا ہم نہیں لے جائیں گے۔ اے میں قربان جاؤں! حسینؑ نے علی اصغر کے کان کے ساتھ مُنہ لگایا، مُنہ لگانے کی دیر تھی کہ علی اصغر نے صغریٰ کی گود کو چھوڑ دیا۔ صغریٰ رو کر کہتی ہے بابا! لے جاؤ اصغر کو میں نہیں روکتی لیکن یہ بتاتے جاؤ کہ آپ نے اصغر کے کان میں کیا بات کی ہے۔ تو حسینؑ فرماتے ہیں بیٹی! میں نے اصغر کو ازل کا وعدہ یاد دلایا ہے کہ اصغر! اگر تُو میدانِ کربلا میں نہ جائے تو بہترؑ کی قربانی پوری نہیں ہوتی۔

الا لعنۃ اللّٰہ علی الظّالمین

مجلسِ چہارم

امامت

وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرٰاھِیْمَ رَبُّہٗ بِکَلِمَاتٍ فَاَتَمَّھُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًاط قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظَّالِمِیْنَ۝

حضرات! یہ آیت جو میں نے آپکے سامنے تلاوت کی ہے قرآن مجید کے پہلے پارے آخری رکوع سورۃ بقرہ کی آیت ہے۔ اس آیت میں اللہ نے مسلمانوں کو مسئلہ امامت بیان فرمایا ہے۔

لہٰذا آج کی محفل میں میں آپ کے سامنے بیان کروں گا کہ امام کون ہوتا ہے کن صفتوں کا مالک ہوتا ہے، اُمتی ہوتا ہے یا اہل بیت ہوتا ہے، نص کے ساتھ ہوتا ہے کہ اجماع کے ساتھ ہوتا ہے، خاطی ہوتا ہے یا معصوم ہوتا ہے، ظالم ہوتا ہے یا مظلوم ہوتا ہے۔

حضرات! ہم تمام مسلمانوں کا خدا ایک ہے، رسولؐ ایک ہے، کعبہ ایک ہے، دین ایک ہے۔ لیکن یہ تمام چیزیں ایک ہونے کے باوجود ہم مسلمان کیوں ایک نہیں ہیں؟ وہ اس لئے کہ ہمارا امام ایک نہیں۔ اگر امام آج ہی ایک مان لیا جائے تو تمام مسلمان ایک ہو جائیں گے۔ کہتے ہیں کہ امام کیسے ایک ہو سکتا ہے تو میں بتا دیتا ہوں

کہ جو امام خدا کے بنائے ہوئے ہیں وہ مان لو جو ہمارے بنائے ہوئے ہیں اُن کو چھوڑ دو تو خود بخود ایک ہو جائیں گے۔

امامت کا مسئلہ بہت ضروری مسئلہ ہے اس لئے رسولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ:- مَنْ مَّاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً۔ کہ جس نے اپنے زمانے کا امام نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔ معلوم ہوا کہ ہمارا کام امام کو بنانا نہیں بلکہ بنے بنائے کو پہچاننے کا حکم ہے۔

امام اصطلاح میں پیشوا کو کہتے ہیں جو آگے ہو۔ آپ یہ بتائیں کہ یہ مسجدوں یا جو محراب بنائے جاتے ہیں ان کا کیا مطلب ہے خواہ مخواہ دیوار کیوں ٹیڑھی کی جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے یہاں امام کھڑا ہو کر نماز پڑھائے گا۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ خواہ مخواہ دیوار کو ٹیڑھی کرنے کا مطلب؟ امام کو اپنے ساتھ صف میں ہی کھڑا کر لو۔ تو کہتے ہیں کہ اگر امام نمازیوں کے ساتھ کھڑا ہو جائے تو نشان نہیں رہتی اور پتہ نہیں چلتا کہ امام کون ہے اور مقتدی کون ہیں تو خدا کے بندے! جب تیرا روٹیاں اکٹھی کر کے کھانے والا امام عام نمازیوں کے ساتھ نہیں کھڑا ہو سکتا تو میرا حق کا امام غیروں کے ساتھ کیسے مل سکتا ہے۔

اور امام لغت میں اس رسّی اور ساحل کو کہتے ہیں جو مستریوں، راجوں اور معماروں کے ہاتھ میں ہوتی ہے، وہ دیوار بناتے رہتے ہیں اور لٹکا کر دیکھتے رہتے ہیں کہ دیوار سیدھی بن رہی ہے یا ٹیڑھی بن رہی ہے۔ اگر اس کے پاس ساحل نہ ہو اور سارا دن دیوار بناتا رہے، شام کو دیکھے تو دیوار ٹیڑھی ہو تو نتا! اس کو ساری دیوار گرانی پڑے گی یا نہیں۔ میرے عزیز! اگر مستری کے پاس ساحل نہ ہو تو پتہ نہیں چلتا کہ دیوار سیدھی بن رہی ہے یا ٹیڑھی بن رہی ہے اور اگر تیرے پاس امامت والی رسّی ہی نہیں ہے تو تجھے کیا پتہ ہے کہ تو نماز [illegible]

یا میں بھی پڑھ رہا ہے۔

وہ امامت کی رسّی کونسی ہے حضورؐ فرماتے ہیں مقتل خوارزمی جلد دوم ص۱۰۷ سے پڑھتا ہوں۔ دیکھو فرمایا:-

اَنَا مِیْزَانُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ عَمُوْدُہٗ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ کَفَّتَاہُ وَالْاَئِمَّۃُ مِنْ اُمَّتِیْ خُیُوْطُہٗ وَفَاطِمَۃُ عَلَاقَتُہٗ یُوْزَنُ فِیْہِ اَعْمَالُ الْمُحِبِّیْنَ۔

حضورؐ نے فرمایا کہ میں علم کی میزان ہوں اور علیؑ اس کا عمود ہے جس پر وہ ترازو قائم ہے۔ حسنؑ اور حسینؑ اس کے پلڑے ہیں اور باقی امام اس ترازو کی رسّیاں ہیں جن سے پلڑے باندھے گئے ہیں اور فاطمہ وہ علاقہ ہے جو سارے ترازو کو آپس میں جوڑ رہی ہے یوزن فیہ اعمال المحبین فرمایا قیامت کے دن میرے محبوں کے اعمال اس ترازو میں تولے جائیں گے غیر نہیں تولے جا سکتے۔

جب وہاں ترازو ہی پانچ بارہ کا ہوگا تو تین پاؤ والا ترازو تجھے کیا فائدہ دے گا۔

اب پتہ کر کہ وہ رسولؐ والی نماز کون سی ہے۔ بخاری شریف میرے ہاتھ میں ہے اس کی پہلی جلد ص۱۰۸ پر لکھا ہے:-

عَنْ مُطَرِّفِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ فَکَانَ اِذَا سَجَدَ کَبَّرَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ کَبَّرَ وَاِذَا نَھَضَ مِنَ الرَّکْعَتَیْنِ کَبَّرَ فَلَمَّا قَضَی الصَّلٰوۃَ اَخَذَ بِیَدِیْ عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ فَقَالَ قَدْ ذَکَّرَنِیْ ھٰذَا الرَّجُلُ صَلٰوۃَ مُحَمَّدٍ۔ راوی کہتا ہے جب جنگ جمل فتح ہوئی اور واپسی پر

حضرت علیؑ نے بصرہ کی مسجد میں نماز پڑھائی تو میں اور عمران بن حصین صحابی رسولؐ بھی پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ علیؑ جب سجدہ کرتے تھے تو تکبیر کہتے تھے۔ جب سر کو اُٹھاتے تھے تو بھی تکبیر کہتے تھے اور جب اُٹھتے تھے پھر بھی تکبیر کہتے تھے۔ جب نماز ختم ہوگئی تو اس صحابی رسولؐ نے جو نابینا بھی تھا میرا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا من ھذا الرجل کہ یہ آدمی کون ہے جس نے آج نماز پڑھائی ہے۔ کہا یہ علیؑ ابن طالب ہے۔ تو اس نے کہا قد ذکرنی ھذا الرجل صلوٰۃ محمد کہ آج اس مرد نے ہمیں محمدؐ والی نماز یاد کرا دی ہے۔

تفصیل میں نہیں جانا چاہتا، اس نے یہ بات اس لئے کہی تھی کہ رسولؐ کے بعد بڑے بڑے لوگوں نے تکبیریں پڑھنا چھوڑ دی تھیں لیکن آج جب علیؑ نے نماز پڑھائی تو اس کو مجبوراً بولنا پڑا کہ یہ محمدؐ والی نماز ہے۔ علیؑ کا زمانہ رسولؐ کے چوبیس سال بعد آیا ہے۔ جب رسولؐ کے چوبیس سال بعد نماز کی یہ حالت ہوگئی تھی تو خدا جانے آج چودہ سو سال کے بعد کیا ہوگئی ہوگی۔

آ! اگر رسولؐ والی نماز پوچھنی ہے تو غیروں سے نہ پوچھ بلکہ علیؑ سے پوچھ علیؑ والی نماز حسنؑ سے پوچھ، حسنؑ والی حسینؑ سے پوچھ، حسینؑ والی زین العابدینؑ سے پوچھ، زین العابدینؑ والی محمد باقرؑ سے پوچھ، محمد باقرؑ والی جعفر صادقؑ سے پوچھ جعفر صادقؑ والی موسیٰ کاظمؑ سے، موسیٰ کاظمؑ والی علی رضاؑ سے، علی رضاؑ والی محمد تقیؑ سے محمد تقیؑ والی علی نقیؑ سے، علی نقیؑ والی حسن عسکریؑ سے اور حسن عسکریؑ والی امام مہدیؑ سے ہم تو ادھر سے پوچھتے آ رہے ہیں خدا جانے تو کدھر سے پوچھ رہا ہے۔ نعرۂ حیدری

جتنے بیٹھے ہو سارے کس کی ملت ہو، حضرت ابراہیم کی ناں، ہمارے شیعہ بڑے پڑھے لکھے ہوتے ہیں، مجلسیں سنتے ہیں عالم ہوتے ہیں اس لئے بتا سکتے ہیں کہ ہم حضرت ابراہیمؑ کی ملت ہیں۔ میں نے ایک آدمی سے پوچھا وہ دوسری طرف کا تھا

کہ تم کس کی ملت ہو، کہنے لگا میں مولوی ابراہیم سیالکوٹی کی ملت ہوں۔

کیوں میرے بھائیو! کس کی ملت ہو، ابراہیم کی، کعبہ کس نے بنایا؟
ابراہیم نے، ساتوں سنتیں کہاں سے چلیں ابراہیمؑ سے۔ او تیرا دین ابراہیمی ہے
تیرا کعبہ بھی ابراہیمی ہے، موسیٰ بھی ابراہیمی ہے، عیسیٰ بھی ابراہیمی ہے، تیری سنت
بھی ابراہیمی ہے، تیری ملت بھی ابراہیمی ہے، تیرا حج بھی ابراہیمی ہے، صفا و
مروہ کی پہاڑیاں بھی ابراہیمی ہیں، سنگِ اسود کا بوسہ بھی ابراہیمی ہے، تیری
ساری ملت ابراہیمی ہے، تیری ہر چیز ابراہیمی ہے تو مہربانی کر کے کوئی امام بھی
ابراہیمی بنا، میں کیسے مان لوں کہ ملت تو ساری ابراہیمی ہو لیکن امام ....
صلوٰۃ دی چھل آوے میں عرض کراں۔

آواز آئی میرے خالق کی وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ الخ
یاد کرو اس وقت کو جب اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کا امتحان لیا چند کلمات کے ساتھ
تو اس امتحان کو حضرت ابراہیم نے پورا کر دیا تو فرمایا:۔

اے ابراہیمؑ! میں تجھے لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ جب حضرت ابراہیمؑ
نے دیکھا کہ مجھے امامت مل گئی ہے تو جلدی سے ہاتھ اٹھا کے عرض کی قال ومن
ذریتی، یا اللہ! امامت میری اولاد سے بھی کر دینا۔ حضرت ابراہیمؑ نے یہ کیوں
نہ فرمایا قال ومن امتی کہ میری امت سے کر دینا، یہ کیوں نہ کہا قال ومن
اصحابی یا اللہ! میرے صحابہ سے کر دینا۔ حضرت ابراہیمؑ نے مکہ کی پہاڑیوں
پر کھڑے ہو کر لوگوں کو بتا دیا کہ او میری ملت پر چلنے والو! امام امت
سے ہوتا ہے اور نہ ہی صحابہ سے بلکہ امام جب بھی ہوتا ہے نبیؐ کی آل سے ہوتا ہے
غیر سے نہیں ہوتا۔

آج تک کوئی نبی بھی امت سے نہیں ہوا بلکہ نبیؐ کی آل سے ہوا ہے۔

خدا فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ
عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔
خدا نے آلِ ابراہیمؑ اور آلِ عمرانؑ کو چن لیا۔ اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا وَ قَلِيْلٌ مِّنْ
عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ۔ میں نے آلِ داؤدؑ کو چن لیا۔ اُولُوا الْاَرْحَامِ
بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ۔ رحمی رشتہ دار ہی وارث ہو سکتے ہیں۔ اگر
اب بھی سمجھ میں نہیں آیا تو قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى
میرے قریبی ہی زیادہ حقدار ہیں۔ یہ تو علیحدہ علیحدہ آیتیں تھیں اب میری
روانیاں سن قرآن خوانیاں سن۔ ساتویں پارے سے پڑھتا ہوں سورۃ انعام سے
پڑھتا ہوں۔ جوشیلی صلوٰۃ پڑھو میں عرض کرتا ہوں۔ میرا خالق فرماتا ہے:۔

وَ تِلْكَ حُجَّتُنَاۤ اٰتَيْنٰهَاۤ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ
مَّنْ نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ
كُلًّا هَدَيْنَا وَ نُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ
وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْسُفَ وَ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ
وَ زَكَرِيَّا وَ يَحْيٰى وَ عِيْسٰى وَ اِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ وَ اِسْمٰعِيْلَ
وَ الْيَسَعَ وَ يُوْنُسَ وَ لُوْطًا وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ وَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ
وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ وَ اجْتَبَيْنٰهُمْ وَ هَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

آج تک جتنے بھی نبی ہوئے ہیں یا وہ کسی نبی کا باپ تھا یا کسی نبی کی اولاد تھی یا کسی
نبی کا بھائی تھا۔ قرآن میں باپ میں دکھا دیتا ہوں، اولاد میں دکھا دیتا ہوں،
بھائی میں دکھا دیتا ہوں۔ کوئی قرآن میں مجھے یہ دکھا دے کہاں لکھا ہوا ہے وَ
سُوْدِهِمْ وَ مِنْ سَادِهِمْ۔ نعرۂ حیدری

جب حضرت ابراہیمؑ نے کہا قال ومن ذریتی یا اللہ! امامت میری اولاد سے بھی کر دینا، تو میرے خالق کی آواز آئی لا ینال عھدی الظالمین کہ اے ابراہیمؑ! یہ میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔ خدا نے یہ فرما کر قیامت تک ظالموں کی نفی فرما دی ہے کہ ظالم امام نہیں بن سکتا۔

میرے عزیزو اور بھائیو! ظلم دو قسم کے ہوتے ہیں ایک ظلم عظیم اور دوسرا ظلم صغیر۔

ظلم عظیم کیا ہے۔ ظلم عظیم وہ ہے جو خدا کے ساتھ کیا جائے۔ میرا اللہ فرماتا ہے لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔ کہ تو شرک نہ کر شرک بڑا ظلم ہے حضرت ابراہیمؑ نے عرض کی وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ۔ کہ مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں پرستش سے بچائے۔ تو آج پتہ چلا کہ جس نے شرک کیا وہ ظالم ہے اور جو ظالم ہوگا وہ امام نہیں ہو سکتا۔ جس نے بھی بت پرستی کی ہو ہم اس کو امام نہیں مانتے بلکہ ہم امام اس کو مانتے ہیں جو بت شکن ہو۔

ساری دنیا جب صحابہ کرام کا نام لیتی ہے تو کہتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ لیکن جب حضرت علیؑ کا نام آتا ہے تو کہتے ہیں کرم اللہ وجہہ۔ بتاؤ! تمام صحابہ کو رضی اللہ کیوں کہتے ہیں اور علیؑ کو کرم اللہ وجہہ کیوں کہتے ہیں۔ صواعق محرقہ کے صفحہ ۱۱۸ پر لکھا ہے کہ لم یعبد الاوثان قط کہ تمام لوگوں کے چہرے بتوں کے سامنے جھک گئے ہیں لیکن حیدر کا وہ مکرم چہرہ ہے جو آج تک بتوں کے سامنے جھکا نہیں ہے۔

مدارج النبوۃ میں ہے کہ جب مکہ فتح ہو گیا تو حضورؐ نے کعبہ میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے علیؑ! میرے کندھوں پر سوار ہو کر بتوں کو کعبہ سے گرا دے علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا میں آپ کے کندھوں پہ سوار ہوں، تو حضورؐ نے

فرمایا کہ حکم بڑا ہے یا ادب؟ عرض کیا حکم، تو فرمایا میں حکم دیتا ہوں کہ سوار ہو جا جب حضرت علیؑ حضورؐ کے کندھوں پر سوار ہو کر بتوں کو کعبہ سے گرا رہے تھے تو حضورؐ نے پوچھا اے علیؑ! تو بہ کجا رسیدی؟ کہ اے علیؑ! تو میرے کندھوں پر سوار ہو کر کہاں تک پہنچ گیا، عرض کی یا رسول اللہ! اگر خواہم عرش را مس کنم، اگر چاہوں تو عرش اعظم کو ہاتھ لگا سکتا ہوں۔

اب دیکھ! اوپر ہیں توحید کے جلوے نیچے ہیں نبوت کے جلوے، تو بابا! ہم امام اس کو مانتے ہیں جو ادھر توحید سے مل رہا ہو اور ادھر نبوت سے مل رہا ہو تو امام ہے۔

اب دیکھو ظلم صغیر کیا ہے۔ ظلم صغیر وہ ہوتا ہے جو بندوں کے ساتھ ظلم کیا جائے۔ بارھواں پارہ کھول سورۃ یوسف کھول، میرا خالق فرماتا ہے۔ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ط

یاد کرو اس وقت کو جب حضرت یوسفؑ نے کہا بابا! آج رات میں نے خواب میں گیارہ ستارے اور سورج اور چاند دیکھے ہیں جو مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ حضرت یعقوبؑ نے فرمایا بیٹا! یہ خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا، وہ تیرے ساتھ مکر کریں گے اور تجھے مارنے کی کوشش کریں گے۔ یوسفؑ نے کہا بابا! وہ میرے بھائی ہیں، میرے سگے ہیں وہ میرے مارنے کی کوشش کریں گے؟ فرمایا ہاں بیٹا! یہ نبوت اور امامت کا عہدہ ہی ایسا ہے کہ بیگانے تو بیگانے رہ گئے اپنے بھی دشمن ہو جاتے ہیں۔

اب فرماؤ! یوسفؑ کے بھائی یوسفؑ کو مکر و فریب سے جنگل میں لے گئے کہ نہیں؟

وہاں جا کر کنوئیں میں ڈالا کہ نہیں ؟ رسّی کاٹی کہ نہیں ؟ چالیس کھوٹے درہموں سے بیچا کہ نہیں ؟ اگر یہ صحیح ہے تو یوسفؑ چالیس سال تک کافروں کی قید میں رہا، کافروں کی صحبت میں رہا، وہاں کوئی مسلمان نہ تھا، دین سکھانے والا کوئی نہ تھا، نماز پڑھانے والا کوئی نہ تھا، یوسفؑ ساری عمر کافروں کے ماحول میں رہا، لیکن اِدھر یوسفؑ کے گیارہ بھائی چالیس سال تک نبی کے پاس بیٹھے رہے، نبی کی صحبت میں رہے، نبی کی خدمت کرتے رہے، نمازیں پڑھتے رہے، لوٹے بھر بھر کر دیتے رہے، لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ جب نبوّت کا عہدہ ملا ہے حقدار کو ملا ہے یا صحبت والوں کو ملا ہے۔

ارشاد ہوا میرے اللہ کا و اذ ابتلیٰ ابراهیم ربه بکلمات یاد کرو اُس وقت کو جب اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کا امتحان لیا۔ وہ امتحان کونسا تھا جس سے حضرت ابراہیم کو آزمایا گیا۔ ایک مولوی کہنے لگا کوئی اتنا بڑا سخت امتحان نہیں تھا صرف یہی تھا خدا نے فرمایا کہ اے ابراہیمؑ ! ڈاڑھی بڑھالو، مونچھیں کٹوالو بغلوں کے بال اُتروالو، ناخن کٹوالو میں تمہیں امام کر دوں گا۔ میں نے کہا سُبحان اللہ! اتنی سستی امامت کہ حجامت بھی ہوگئی اور امامت بھی مل گئی۔

غلطی نہ کر! میں بتاتا ہوں کہ وہ امتحان کیا تھا، تفسیر ابنِ کثیر جلد اوّل ص ۱۶۵ سے پڑھتا ہوں:۔

"خدا نے فرمایا اَے ابراہیمؑ ! تجھے ساری قوم چھوڑنی پڑے گی، کہا چھوڑ دوں گا، وقت کا بادشاہ نمرود ہے، اس کے سامنے کھڑا ہو کر کلمۂ حق بلند کرنا ہوگا، کہا کر دوں گا۔ جب نمرود غضب میں آ کے تجھ کو آگ میں ڈالے گا، کہا چلا جاؤں گا۔ جب آگ گلزار ہو جائے تو وطن چھوڑ کر بے وطن ہونا پڑے گا، کہا ہو جاؤں گا۔ جب بے وطنی میں جاؤ اپنی بیوی اور بچے کو جنگل میں چھوڑنا پڑے گا۔

کہا چھوڑ دوں گا۔ جب تیرا بیٹا اٹھاراں سال کا جوان ہو جائے تو چھری لے کر میری راہ میں ذبح کرنا پڑے گا، کہا کر دوں گا۔ جب کہا کر دوں گا تو عرشِ اعظم سے آواز آئی اِنّی جاعلك للناس اماما۔ اگر تو یہ تمام کام کر دے گا تو میں تجھے امام کر دوں گا"۔

جب حضرت ابراہیمؑ اپنی بیوی اور بچے کو جنگل میں چھوڑ کے جا رہے تھے تو جناب سارہ نے ابراہیمؑ کا دامن پکڑ لیا تھا اور کہا تھا کہ میرے سر تاج اتو نبی ہے میں تیری بیوی ہوں تو مجھے جنگل میں چھوڑ کے جا رہا ہے۔ تو حضرت ابراہیمؑ نے اپنا دامن چھڑا لیا تھا اور فرمایا تھا آرام سے بیٹھ جا! آج مجھے امامت مل رہی ہے۔ آج اگر میں اپنی بیوی اور بچے کو جنگل میں چھوڑ کر نہ جاؤں تو اگلی امامت پر اعتراض آئے گا کہ حسینؑ زینبؑ کو کیوں ساتھ لے گیا تھا۔

خدا فرماتا ہے کہ میں نے حضرت ابراہیمؑ کا امتحان بھی لیا تھا تمہارا امتحان بھی لوں گا۔ فرمایا:۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ۔

فرمایا پہلا پرچہ خوف کا ہوگا، خوف آئے گا۔ دوسرا پرچہ بھوک آئے گی پیاس آئے گی صبر کرنا ہوگا۔ تیسرا پرچہ و نقص من الاموال مالوں کا نقصان ہوگا، بیٹیوں کے دُر جائیں گے، بہنوں کی چادریں جائیں گی۔ چوتھا پرچہ والانفس جانوں کا نقصان ہوگا، عباسؑ کے بازو کٹیں گے، علی اکبرؑ کے سینے میں نیزہ لگے گا۔ پانچواں پرچہ جگر کے پھل جائیں گے، علی اصغر کے گلے پر تیر لگیں گے۔ فرمایا:۔

وبشر الصابرین اے محمدؐ! ان کو خوشخبری دے دے کہ جو اس امتحان کے باوجود بھی نہ ڈریں گے نہ پہاڑوں پر چڑھیں گے، نہ لا تحزن کے مصداق ہوں گے بلکہ کہیں گے انا للہ و انا الیہ راجعون، اولٰئک علیہم صلوات من ربہم و رحمۃ ان پر برسے گی میری صلوات۔

میدانِ جنگ بھی امتحان ہوتا ہے۔ تو آپھر جنگِ بدر تیرے سامنے، اُحد تیرے سامنے، خندق تیرے سامنے، خیبر سامنے، علم تیرے سامنے حلم تیرے سامنے، شجاعت تیرے سامنے، سخاوت تیرے سامنے۔ اگر ان تمام صفات میں علیؑ سے کوئی بڑھ جائے تو اس کو امام مان اور اگر سب سے علیؑ بڑھ جائے تو علیؑ کو امام مان، تجھے کسی حکیم نے بتایا ہے کہ علیؑ کو چھوڑ کے غیروں کو امام مان۔

میرا مولاؑ پاس ہوتا گیا سندیں ملتی گئیں۔ جب میرا مولاؑ جنگِ اُحد میں پاس ہوا تو سند ملی لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار۔ جب میرا مولاؑ خیبر میں پاس ہوا تو سند ملی کرّار غیر فرار۔ جب میرا مولاؑ خندق میں پاس ہوا تو سند ملی ضَرْبَتُ عَلِیٍّ یَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ جب میرا مولاؑ علم میں پاس ہوا تو سند ملی اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُہَا۔ جب میرا مولاؑ سخاوت میں پاس ہوا تو سند ملی وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا۔ علیؑ وہ ہے جو ہر امتحان میں پاس ہو۔ جن کا ناخن بھی نہیں اُترا وہ علیؑ کے ساتھ کیسے مل سکتے ہیں۔

میرے خالق کی آواز آئی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللہَ شَیْئًا وَسَیَجْزِی اللہُ الشّٰکِرِیْنَ ۝

اشرف علی تھانوی کا حاشیہ میرے سامنے ہے لکھا ہے کہ جب جنگِ اُحد میں حضورؐ کی موت کی خبر مشہور ہو گئی تو بعض مسلمان بولے محمدؐ قتل ہو گئے ہیں، بعض اُٹھ کھڑے ہوئے، بعض نے ہمت ہار دی، بعض بھاگ کھڑے ہوئے اور بعض نے کہا کہ اگر محمدؐ ہی نہیں رہے تو ہمیں پرانا دین ہی اچھا ہے

تو مجھے یہ بتا! کہ دین والا زمین پر گرا ہوا تھا، کافر تلواریں لیکر آ رہے تھے اور اپنے چھوڑ کر بھاگ رہے تھے، اس وقت کون تھا جس نے گرتے ہوئے محمدؐ کو اُٹھایا تھا جس نے آتے ہوئے کافروں کو پیچھے ہٹایا تھا اور تیرے جاتے ہوئے مسلمانوں کو واپس بلایا تھا۔

وہ میرا مولا علیؑ تھا جس نے فرمایا لوگو! واپس آجاؤ محمدؐ شہید نہیں ہوئے بلکہ زندہ ہیں۔ حضرت علیؑ نے میدان میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ اگر محمدؐ قتل بھی ہو جائے اور ساری دنیا بدل جائے تو میں علی بن ابی طالب نہیں بدلوں گا یا میدان میں مر جاؤں گا یا دینِ محمدؐ کو قائم کر جاؤں گا۔

تفسیر ابنِ کثیر کی پہلی جلد ص۴۱۱ میں ہے، فرمایا میں کیوں نہیں بدلوں گا اس لئے کہ وَاللہِ اِنِّیْ لَاَخُوْہُ وَوَلِیُّہٗ وَابْنُ عَمِّہٖ وَوَارِثُہٗ فَمَنْ اَحَقُّ بِہٖ مِنِّیْ۔ خدا کی قسم! میں محمدؐ کا بھائی ہوں، اس کا ولی ہوں، اس کا چچا زاد ہوں اور میں اس کا وارث ہوں۔

جب حضورؐ کے دانت مبارک شہید ہوئے اور مدینہ میں حضورؐ کی موت کی خبر پہنچی تو جناب فاطمہؑ کو پتہ چلا تو چادر بھی نہ سنبھلی کہ جنگِ اُحد میں سر پیٹتی ہوئی آگئی، کہتی تھی بابا! میں آرہی ہوں۔ بخاری شریف کی پہلی جلد ص۴۰۴ پر لکھا ہے کہ کَانَ عَلِیٌّ یَخْتَلِفُ بِالْمَاءِ فِی الْمِجَنِّ وَکَانَتْ فَاطِمَۃُ تَغْسِلُہٗ کہ علیؑ پانی لا رہے تھے اور فاطمہؑ خون دھو رہی تھی۔ فَلَمَّا رَأَتِ الدَّمَ یَزِیْدُ

عَلَی انْمَاء کَثْرَۃً ۔ جب جناب فاطمہؑ نے دیکھا کہ خون پانی سے
بند نہیں ہو رہا عَمَدَتْ اِلٰی حَصِیْرٍ فَاَحْرَقَتْھَا فَاَلْصَقَتْھَا عَلٰی
جُرْحِہٖ ۔ تو اپنا دوپٹہ اُتار کر اس کے پلّے کو آگ لگائی۔ جب راکھ بن گئی تو
اس راکھ کو حضورؐ کے زخموں پر لگایا تو خون بند ہو گیا۔ جب خون بند ہو گیا تو حضورؐ
کی آنکھ کھلی، کیا دیکھا کہ فاطمہؑ سامنے بیٹھی ہے ۔ فرمایا بیٹی! تو یہاں کیوں
آگئی ؟ کہا بابا! میری لاکھ چادریں قربان ہو جائیں، اور میں قربان جاؤں! دین پر
جب بھی مصیبت آتی ہے یا چادر فاطمہؑ کی ہوتی ہے یا چادر زینبؑ کی جنگِ
اُحد میں چادر فاطمہؑ کی اور جنگِ کربلا میں چادر زینبؑ کی۔

مقتل کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب جناب زینبؑ اپنے بھائی کی لاش
پر آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ لاش کے ٹکڑے کئی مقامات پر بکھرے پڑے ہیں۔
لاش کو دیکھ کر مدینے کی طرف رُخ کیا اور کہا اماں! جنگِ اُحد میں تو نے اپنے
بابے کا خون دھویا تیرے بابے کا ایک زخم تھا، میرے بھائی کے ہزاروں زخم ہیں
میں کہاں کہاں سے خون دھوؤں اور کہاں کہاں مرہم پٹی کروں۔

جب حضورؐ کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ تمام لوگ چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں، تو فرمایا
اے علیؑ! تو بہ برادرانِ خود ملحق نگشتی۔ کہ جہاں تیرے دوسرے بھائی
گئے ہیں تو اُن کے ساتھ کیوں نہیں گیا۔ علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہؐ! اَ اَکْفُرُ
بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۔ کیا میں ایمان لانے کے بعد کافر ہو جاؤں۔ تو حضورؐ نے فرمایا
کہ علیؑ! میری مدد کر کہ مدد کا وقت ہے۔ علیؑ نے حضورؐ کی مدد کی تو جبرائیل
فرشتہ نازل ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہؐ! مواسات این است کہ علیؑ بجا می آرد
کہ مدد اس کو کہتے ہیں جو علیؑ کر رہا ہے۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا
مِنْہُ ۔ کہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ عَلِیٌّ کوئی بیگانہ ہے جو

مجھے چھوڑ کر چلا جائے۔

کہتے ہیں یا علیؑ مدد کہنا بدعت ہے۔ یہ جھگڑا تو حضورؐ نے جنگِ اُحد
کے دن ہی ختم کر دیا تھا کہ اے علیؑ! تو میری مدد کر۔ کیا حضورؐ کو علیؑ کی مدد کی ضرورت
تھی، کیا حضورؐ علیؑ کی مدد کے محتاج تھے، اگر نہیں تو حضورؐ نے علیؑ سے مدد
کیوں مانگی۔ اس لئے حضورؐ نے فرمایا کہ کئی لوگ یا علیؑ مدد کو بدعت کہیں گے
کہ آج میں اُحد کے دن علیؑ سے مدد مانگ کے یا علیؑ مدد کہنا سنّت کیوں
نہ بنا دوں۔

جب حضورؐ زمین پر گرے ہوئے تھے اور علیؑ کافروں کے ساتھ جنگ کر
رہے تھے تو ساری دنیا علیؑ کی تعریف کر رہی تھی۔ حوروں کو حکم ہوا کہ
آسمان کے دروازے کھول کر میرے شیر کی جنگ کا نظارہ تو کرو۔ حوریں اپنی
زبان میں تعریف کرنے لگیں۔ فرشتے اپنی زبان میں تعریف کرنے لگے۔ خدا
نے فرمایا کہ جب میری ساری مخلوق میرے شیر کی تعریف کرتی ہے تو ایک
فقرہ مدح کا میں کیوں نہ کہہ دوں، تو اس وقت عرش سے آواز آئی لَا فَتٰی
اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار ۔

میں نے کئی مرتبہ سوچا کہ یا رسول اللہؐ! جب آپ کو پتہ تھا کہ خیبر علیؑ کے
ہاتھ پر ہی فتح ہو گا تو پہلے دن ہی علیؑ کو علم دیتے، فتح کراتے، گھر جاتے
خواہ مخواہ دو مہینے راشن ختم کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

حضورؐ نے فرمایا کہ اگر میں پہلے دن ہی علیؑ کو علم دے دیتا اور خیبر علیؑ
کے ہاتھوں فتح ہو جاتا تو ساری زندگی ان کے مُرید تمہاری جان کھا جاتے کہ پہلے
بزرگوں کو وقت نہیں ملا تھا۔ اگر ان کو وقت مل جاتا ——— علیؑ نے تو ایک
قلعہ فتح کیا تھا وہ خیبر کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتے۔ فرمایا اسی لئے سب کو

وقت دیا موقعہ دیا تاکہ بعد میں اعتراض نہ کر سکیں۔ ریاض النضرہ میرے ہاتھ میں ہے اس کے صفحہ ۲۴۶ میں لکھا ہے کہ کس طرح ان کو وقت ملا اَخَذَ اللِّوَاءَ اَبُوْ بَکْرٍ۔ سب سے پہلے حضرت ابوبکر نے عَلم لیا، حضورؐ نے دیا نہیں وہ خود لے گئے تھے لیکن واپس تشریف لے آئے۔ دوسرے دن دوسرے بزرگ نے عَلم لیا اور وہ بھی پہلے کی طرح واپس۔ جب تمام لوگوں سے خیبر فتح نہ ہو سکا تو سارے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یا رسولؐ اللہ! یہ قلعہ ہمارے بس کا نہیں ہے، جھنڈا اکھاڑ دو گھر چلو، ہم نے کوئی ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ سارے قلعے ہم نے ہی فتح کرنے ہیں کوئی ہوا کوئی ——— نہ ہوا

جب حضورؐ نے دیکھا کہ میرے فوجی بددل ہو رہے ہیں تو فرمایا آرام سے بیٹھ جاؤ بخاری شریف جلد دوسری صفحہ ۶۰۵ پر ہے کہ لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَةَ غَدًا رَجُلًا یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ۔ میں کل اس کو عَلم دوں گا جو مرد ہو گا، اللہ و رسولؐ اس سے محبت کرتے ہونگے اور وہ اللہ و رسولؐ سے محبت کرتا ہو گا اور اس کے ہاتھ پر اللہ فتح کرے گا۔ تو تمہیں پتہ نہ چل گیا کہ فتح خدا کرتا ہے ہاتھ علیؑ کا ہوتا ہے۔ مدد خدا کرتا ہے ہاتھ علیؑ کا ہوتا ہے اور رزق خدا دیتا ہے تقسیم کیلئے ہاتھ حیدرِ کرار کا ہوتا ہے۔

حضورؐ نے فرمایا کہ میں عَلم اس کو دوں گا جو مرد ہو گا۔ میں نے بڑا سوچا کہ حضورؐ نے علیؑ کو مرد کیوں فرمایا تھا، کیا پہلے مرد نہ تھے؟ بخاری شریف پڑھی پتہ نہ چلا مشکوٰۃ پڑھی پتہ نہ چلا، ساری کتابیں پڑھیں لیکن پتہ نہ چلا کہ مرد کیوں فرمایا۔ لیکن جب ۱۹۶۵ء کی جنگ ہوئی ہر آدمی نے فوجیوں کو خراجِ عقیدت پیش کیا لیکن جس دن ریڈیو پر یہ ترانہ آیا کہ "جنگ کھیڈ نہیں ہوندی زنانیاں دی"۔ اس دن پتہ چلا کہ رسولؐ نے علیؑ کو مرد کیوں فرمایا تھا۔

علیؑ کو عَلم دیا اور فرمایا علیؑ! جا اور خیبر کو فتح کر۔ حیدرِ کرار جب میدان میں نکلے تو نعرے مار کر نکلے، مرحب کو پکار کر نکلے، سامنے مرحب آ کر کہتا ہے میں مرحب ہوں۔ جب حیدرؑ نے سُنا تو فرمایا عَلِمَتْ خَیْبَرُ اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہْ کہ خیبر کی زمین کو معلوم ہو جانا چاہیئے کہ میں وہ ہوں جس کی ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔

ایک دفعہ تولنسہ شریف میں عبدالستار کے ساتھ مناظرہ ہوا۔ ابھی مناظرہ شروع نہیں ہوا تھا۔ مومن بڑے جوشیلے ہوتے ہیں۔ انہوں نے نعرہ حیدری لگانا شروع کر دیا تو مُلّاں نے کتابیں سمیٹنا شروع کر دیں اور کہا کہ مناظرہ ختم میں نے کہا کہ مولوی صاحب کیا بات ہے ابھی تو مناظرہ شروع بھی نہیں ہوا تو ختم کیسے ہو گیا۔ کہا جی بس ختم سمجھو، میں نے کہا حضرت! کچھ تو بتاؤ بات کیا ہے؟ کہنے لگا یہ نعرہ حیدری نہیں سُنا یہ کیوں لگاتے ہو۔ میں نے کہا مولوی صاحب! علیؑ کا نام بڑا بابرکت ہے علیؑ کا نام لینے سے تو جن بھوت چلے جاتے ہیں تمہیں کیوں تکلیف ہو رہی ہے۔ کہنے لگا تکلیف کی بات نہیں کیا تمہیں نعرہ تکبیر نہیں آتا، میں نے کہا آتا ہے نعرہ رسالتؐ نہیں آتا، میں نے کہا آتا ہے، تو اس نے کہا کہ اللہ کا نام چھوڑ کے، رسولؐ کا نام چھوڑ کے تم علیؑ کا نام کیوں لیتے ہو؟ میں نے کہا کہ تمہاری عزت کے لئے، کہنے لگا یہ کیسی عزت ہے، میں نے کہا مولوی صاحب! غلطی نہ کر، نعرہ تکبیر وہاں لگایا جاتا ہے جہاں اللہ کو ماننے والا کوئی نہ ہو۔ نعرہ رسالتؐ وہاں لگایا جاتا ہے جہاں محمدؐ کو ماننے والا کوئی نہ ہو تم تو ہمارے بھائی ہو، خدا کو مانتے ہو، رسولؐ کو مانتے ہو، بات تو ساری امامت کی ہے تم اپنے امام کا نعرہ لگاؤ ہم اپنے امام کا نعرہ لگاتے ہیں۔

کہنے لگا یہی تو مصیبت ہے ہم نعرے لگا لگا کے تمہاری جان کھا جاتے

لیکن کیا کریں ابھی تک ہمارے بزرگوں کا نعرہ بنا ہی نہیں ہے۔ تو میں نے کہا جب تک نہیں بنتا علیؑ علیؑ کرتے جاؤ جب بن جائے گا اُن کا لگا لینا۔ پھر کہنے لگا مولوی اسماعیل! یہ بتاؤ تم تو علیؑ کے نعرے لگاتے ہو کبھی علیؑ نے بھی اپنا نعرہ لگایا تھا میں نے کہا بالکل لگایا۔ جب مرحب کے سامنے علیؑ آئے تو فرمایا میں وہ ہوں جس کی ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔

جب جنگِ خیبر فتح ہو گیا تو میرے مولاؑ فرماتے ہیں میرا "حیدر" نام میری ماں نے اُس وقت رکھا تھا جب میں تین دن کا بچہ تھا اور پنگھوڑے میں اژدر کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے۔ لیکن میری ماں نے اُحد نہیں دیکھا، خندق نہیں دیکھا، آج خیبر نہیں دیکھا۔ اگر میری ماں آج جنگِ خیبر دیکھ لیتی تو خدا جانے میرا کیا نام رکھ دیتی۔

جب جنگِ خیبر فتح ہو گئی، لوگ قیدی ہو گئے ان قیدیوں میں مرحب کی بہن صفیہ بھی تھی۔ جب اس نے اپنے بھائی کی لاش دیکھی تو رونا پیٹنا شروع کر دیا وہ کافرہ تھی لیکن اُسے کسی نے اپنے بھائی کی لاش پر رونے سے روکا نہیں۔

لیکن قربان جاؤں حسینؑ تیری غربت پر تیری بہنوں کو تیری لاش پہ کسی نے رونے نہیں دیا۔ جب بیبیاں لاشِ حسینؑ پر آئیں تو ہاتھ رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ جب زینبؑ نے اپنے بھائی کی لاش کو دیکھا تو اُونٹ سے اس طرح اُتری جس طرح عباسؑ گھوڑے سے اُترا تھا۔

زینبؑ نے اپنے بھائی کی لاش پر بین کیا، سب بیبیوں نے بین کیا لیکن ایک بی بی ہے جو حسینؑ کی لاش کے قریب نہیں آئی چند قدم دُور کھڑی ہو گئی۔ عزادارو! پتہ ہے وہ کون بی بی ہے، وہ بی بی علی اصغر کی ماں اُمِ رباب ہے، لاش سے دُور کھڑے ہو کر کہتی ہے میرے سرتاج! میں تیری لاش کو دھوپ میں دیکھ کر جا رہی ہوں

لیکن میرے سر پر چادر نہیں ہے جو تجھ پر سایہ کر دوں، لیکن میرے سرتاج! میں تیری لاش پر کھڑے ہو کر وعدہ کرتی ہوں کہ جب تک رباب زندہ رہے گی نہ ٹھنڈا پانی پئے گی نہ سائے میں بیٹھے گی۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ رباب نے جو حسینؑ کی لاش پر وعدہ کیا تھا وہ پورا بھی کیا تھا یا نہیں؟ رباب ایک سال تک دھوپ میں بیٹھ کر حسینؑ حسینؑ کرتی رہی۔ جب جب بیبیاں رہا ہو کر مدینہ میں آئیں، تالے بنی ہاشم کے کھل گئے، تمام بیبیاں اندر چلی گئیں مگر اُمِ رباب صحن میں دھوپ میں بیٹھ گئی اور کربلا کی طرف مُنہ کر کے کہتی ہے میرے سرتاج! دیکھ میں تیرے وعدے یاد کر کے رہ رہی ہوں۔

میں مر نہ گیا کس مُنہ سے بیان کروں۔ جب ایک سال گذر گیا تو مدینے کی عورتیں اکٹھی ہو کر زینبؑ کے پاس آئیں، کہا زینبؑ! یہ مدینہ ہے شام نہیں، اب ہم سے برداشت نہیں ہوتا کہ اُمِ رباب دھوپ میں بیٹھ بیٹھ کر مر جائے۔ رباب سے کہو کہ سائے میں آ کر بیٹھ جائے۔ زینبؑ اُٹھی اُمِ کلثوم کو ساتھ لیا وہاں آئیں جہاں اُمِ رباب دھوپ میں بیٹھی تھی۔ رباب کا ایک ہاتھ زینبؑ نے پکڑا اور ایک ہاتھ اُمِ کلثوم نے پکڑا۔ زینبؑ نے فرمایا رباب: تُو مجھے کیا سمجھتی ہے، میں تجھے حسینؑ کی جگہ حسینؑ سمجھتی ہوں۔ جب زینب نے دیکھا کہ رباب کے دل میں میری بڑی قدر ہے تو فرمایا اگر تُو مجھے حسینؑ کی جگہ پہ حسینؑ سمجھتی ہے تو میں زینبؑ کہتی ہوں کہ آ کر سائے میں بیٹھ جاؤ۔ یہ سُننا تھا کہ رباب کی نظر آسمان کی طرف اُٹھ گئی۔

عرض کی خالقا! مجبوریاں بن گئیں، ہاتھ زینبؑ کا ہے وعدہ حسینؑ سے کر کے آئی ہوں۔ اگر سائے میں بیٹھ جاؤں تو حسینؑ کی وفا نہیں رہتی،

اگر نہ بیٹھوں تو زینبؑ کی حیا نہیں رہتی۔ یہ کہنا تھا کہ موت کا پسینہ آگیا۔
فضہ پاس کھڑی تھی کہا زینبؑ کس کا ہاتھ پکڑے کھڑی ہو اُمِّ رباب تو مرگئی ہے
شیعو! اُمِّ رباب مرگئی لیکن حسینؑ کے وعدے پورے کرگئی۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ۝

میری نسبت یہ یاد رکھو! کہ میں اہل بیتؑ کے سوا نہ کسی کو جانتا ہوں نہ کسی کو مانتا ہوں۔ جو ان کا ہے وہ میرا ہے جو ان کا نہیں وہ میرا بھی نہیں۔ جو ان کا ہے اس پر رحمت جو ان کا نہیں اس پر ....

(مبلغ اعظمؒ)

مجلس پنجم

خلافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(پ۱۸، سورۂ نور۔ آیت ۵۵)

حضرات! یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے، اٹھارہویں پارے سورۃ نور کی آیت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ خلافت بیان فرمایا ہے۔

حضرات! دیکھئے کہ خلیفہ کے معنی ہیں "بہ جائے کسے کار کردن"۔ کہ کسی کی جگہ کام کرنے کے۔ مثلاً میں ایک کتاب لکھنا چاہتا ہوں، آپ میری جگہ وہ کتاب لکھ دیں تو آپ میرے خلیفہ ہوں گے یا میں یہاں تقریر کرنا چاہتا ہوں اور آپ میری جگہ پر وہی تقریر کردیں تو آپ میرے خلیفہ ہوں گے جو میری جگہ پر کام کرے گا وہ میرا خلیفہ اور جو محمدؐ کی جگہ پر کام کرے گا وہ محمدؐ کا خلیفہ ہوگا۔

اگر میں اس جگہ پہ تقریر کرنے کے لئے حاضر نہ ہوتا تو آپ ...

پہ ایک لڑکا بھی کھڑا کر سکتے تھے کہ بٹیا اُٹھو! مولوی اسماعیل جیسی تقریر کر دو بابا! آپ اس کو بنا تو لیں گے لیکن میرے والا علم کہاں سے آئے گا۔

دیکھو! مَیں نے تو کوئی کتاب کسی جگہ پر پڑھی، کوئی کسی جگہ پر، کوئی کسی مولوی سے، مَیں ایک عام دنیا کا مولوی ہُوں میری جگہ پر آ کر عام آدمی میری نیابت نہیں کر سکتا تو جو عرشِ اعظم سے پڑھ کر آیا ہو اس کا اتنی جلدی خلیفہ کون بن سکتا ہے۔

اس آیت میں وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کو خلیفہ بنائے گا۔ فرمایا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ کہ اللہ نے وعدہ کیا مَیں خلیفے کروں گا۔ خدا کے بندے! مَیں یہ کیسے مان لُوں کہ وعدہ خدا کرے بنانا ہم شروع کر دیں۔ کیسے خلیفے کروں گا کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ جیسے مَیں نے ان سے پہلے خلیفے بنائے خدا نے معیار بتا دیا ہے جیسے پہلے بنائے۔ جب اللہ نے تیرے سامنے نمونہ پیش کر دیا ہے تو اس نمونے کے خلیفے ڈھونڈ، اپنی طرف سے کیوں بناتا ہے۔

دیکھو حضرات! اگر مَیں کپڑا لیکر کسی درزی کو دُوں کہ اس کی قمیض بنانی ہے، وہ ناپ بھی لے لے اور وعدہ کرلے کہ فلاں تاریخ کو آ کر لے جانا، مَیں وعدے کے مطابق جاؤں اور درزی قمیض کے بجائے پاجامہ بنا کر بیٹھا ہو۔ مَیں نہ پوچھوں گا کہ خدا کے بندے! مَیں نے ناپ کس چیز کا دیا تھا تُو نے بنا کیا دیا ہے۔ جب خدا نے خلیفہ کا ناپ دے دیا تو ایسے خلیفے تلاش کر، قمیض کا پاجامہ بنانے کی کیا ضرورت ہے۔

آ ذرا پہلے ان خلیفوں سے پُوچھتے ہیں جن کی مسلمان پُوجا کر رہے ہیں کہ تمہیں اللہ نے بنایا ہے یا رسُولؐ اللہ نے بنایا ہے۔ اگر وہ خود کہہ دیں کہ ہمیں کسی نے نہیں بنایا تو تمہیں زبردستی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

میرے ہاتھ میں مسلم شریف ہے دوسری جلد ہے ص ۱۲۰ ہے۔ کہ جب حضرت خلیفہ ثانی کا وقتِ آخر قریب آیا تو لوگوں نے عرض کیا یا حضرت! آپ تو دُنیا سے جا رہے ہیں آپ اپنے بعد کوئی خلیفہ مقرر کر کے جائیں تا کہ ہم گمراہ نہ ہوں تو خلیفہ صاحب نے فرمایا مَیں نہیں بنا سکتا، جس کو دل چاہے بنا لو۔ تو لوگوں نے عرض کی یا حضرت! اگر آپ کی بھیڑ بکریاں ہوں اور چرواہا جنگل میں چھوڑ کے آ جائے تو آپ کو تکلیف ہوگی یا نہیں۔ کہا ہوگی، تو انہوں نے کہا کہ پھر رسُولؐ کی اُمّت کو بھیڑ بکریوں سے کم تو نہ سمجھیں، کوئی چرواہا تو مقرر کر کے جائیں۔ جب دیکھا کہ لوگ مجبُور کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ مجھے مجبُور نہ کرو لم یستخلف رسول اللہ کہ جب رسُولؐ اللہ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا تو مَیں کیسے بنا کر جا سکتا ہُوں۔

جن کو تم خلیفہ کہتے ہو وہ خود کہتے ہیں کہ ہمیں پتہ نہیں ہے کہ رسُولؐ اللہ نے کس کو خلیفہ بنایا ہے۔

تفسیر ابنِ کثیر سے پڑھتا ہُوں چوتھی جلد سے پڑھتا ہُوں آخری صفحہ سے پڑھتا ہُوں۔

حضرت خلیفہ ثانی فرماتے ہیں کہ اگر مَیں رسُولِ خدا سے تین چیزیں پوچھ لیتا تو مجھے وہ سُرخ اُنٹوں سے بہتر ہوتا۔ پہلی چیز کہ مانعینِ زکواۃ سے جہاد جائز ہے یا نہیں۔ دوسری چیز کلالہ کا معنی کیا ہے، تیسری چیز مَنِ الْخَلِيْفَةُ بَعْدَهٗ کہ یا رسُولؐ اللہ تمہارے بعد خلیفہ کون ہوگا۔ وہ انکار کر رہے ہیں اور تو ان کو خلیفہ بنائے جا رہا ہے۔ مدعی سُست اور گواہ چُست والی بات ہو گئی۔

حضرات! دیکھو یہ میری شیروانی ہے۔ اگر میرا شاگرد کہہ دے کہ یہ شیروانی مولانا صاحب کی نہیں ہے آج ان کے پاس شیروانی نہیں تھی میں نے کہا چلو میری ہی پہن لو، کہنے کو تو کہہ سکتا ہے کہ یہ میری ہے مگر اس کو پہنا کر تو دیکھو اس کو فٹ بھی آتی ہے یا نہیں؟ اگر یہ اس میں سارا ہی سما جائے تو تمہیں پتہ نہ چل جاتے گا کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اور مجھے کیوں فٹ آ رہی ہے اس لئے کہ جب درزی نے شیروانی بنائی تھی تو اس نے میرا ناپ لیا تھا۔ تو خدا کے بندے! جب درزی بھی کپڑے کا ناپ لیتا ہے تو جب اللہ نے خلافت دی تو ناپ ہی نہیں لیا کہ کس کو فٹ آ رہی ہے اور کس کو نہیں؟

دیکھو! میں شیعہ ہوں لیکن پھر بھی حضرت علیؑ کو چوتھا خلیفہ مانتا ہوں پہلا نہیں مانتا۔ اب آپ سوچیں گے کہ مولوی اسماعیل کو شیعہ ہوئے چالیس سال ہو گئے نامراد ابھی پورا شیعہ نہیں ہوا۔ نا بابا! یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ تفسیر برہان میں حضرت علیؑ خود فرما رہے ہیں کہ اَنَا رَابِعُ الْخُلَفَاءِ میں چوتھا خلیفہ ہوں مَنْ لَّمْ یَقُلْ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ جو مجھے چوتھا خلیفہ نہ مانے اس پر خدا کی لعنت ہے۔ خدا کے بندے! علیؑ اجماع اور شوریٰ کا چوتھا نہیں بلکہ قرآن کا چوتھا ہے رحمان کا چوتھا ہے محمدؐ کے فرمان کا چوتھا ہے۔ قرآن کے لحاظ سے پہلا خلیفہ آدمؑ ہے، دوسرا داؤدؑ ہے، تیسرا ہارونؑ ہے اور چوتھا حیدرِ کرار ہے۔

خدا نے خلیفے کس طرح بنائے:۔

جب آدمؑ کو خلیفہ بنایا تو فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ داؤدؑ کو بنایا تو فرمایا یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ۔ اے داؤدؑ! میں نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا۔ اور ہارونؑ کو بنایا تو فرمایا

یَا ھَارُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ۔ اے ہارونؑ! تو میری قوم میں میرا خلیفہ ہو جا۔ تو آج پتہ چلا کہ خلیفے بنانے کے دو طریقے ہیں یا خدا خود اعلان کرے یا نبی ہاتھ پکڑ کر اعلان کرے کہ من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ۔

خدا نے فرمایا، اللہ نے وعدہ کیا میں خلیفے بناؤں گا، کیسے؟ کما استخلف الذین من قبلھم جس طرح پہلے بنائے ہیں۔ اگر علیؑ کی خلافت کو سمجھنا ہے تو پہلے ذرا پہلی خلافتوں کو دیکھ۔ پہلی خلافت آدمؑ کی۔ حضرت آدمؑ کس طرح خلیفہ بنا۔ میرے خالق نے فرمایا وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً اس وقت کو یاد کرو جب اللہ نے فرمایا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ تو اب پتہ چلا کہ خلیفہ وہ ہوتا ہے جس کو خلافت بھی خدا دے اور اعلان بھی خود کرے۔ لیکن جب خدا نے یہ اعلان فرمایا تو فرشتے بول پڑے قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ کہ یا اللہ! کیا اس کو زمین میں خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد کرے گا اور خونریزیاں کرے گا۔ حالانکہ ہم تیری حمد بھی کرتے ہیں اور تیری تقدیس بھی کرتے ہیں۔ تو خدا نے فرمایا چپ ہو جاؤ۔ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ آج پتہ چلا کہ اگر اجماع حجت ہوتا تو خدا فرشتوں کو خاموش نہ کرتا۔ فرشتے نوری مخلوق ہیں اور جب فرشتوں کا اجماع قابلِ قبول نہیں ہے تو تیرے اجماع کی کیا حقیقت ہے۔

پھر فرمایا عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کہ میں نے آدمؑ کو کُلی علم سکھا دیا۔ ثُمَّ عَرَضَھُمْ عَلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِیْ پھر اللہ نے فرشتوں کے سامنے وہ نام پیش کئے کہ ان کے نام بتلاؤ لیکن فرشتے نہ بتلا سکے۔ خالق نے فرمایا یٰٓاٰدَمُ اَنْبِئْھُمْ بِاَسْمَآئِھِمْ اے آدم! تم نام بتاؤ، تو آدم نے بتائے

اب بتلا! قرآن تیرے سامنے ہے۔ آدم نے فرشتوں سے پڑھا ہے یا ان کو پڑھایا ہے۔ تو تیری سمجھ میں نہ آیا کہ خلیفۃ اللہ وہ ہوتا ہے جو فرشتوں کا بھی اُستاد ہو۔

پھر فرمایا وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ یاد کرو اُس وقت کو جب ہم نے کہا فرشتوں کو کہ آدمؑ کو سجدہ کرو۔ تمام فرشتوں نے سجدہ کر دیا لیکن اِلَّآ اِبْلِیْسَ ایک چودھری اَڑ گیا۔ اَبٰی وَ اسْتَکْبَرَ وَ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ۔ اس نے انکار کر دیا اور تکبر کیا وہ پہلے ہی سے کافر تھا۔ دیکھو حضورؐ والا! کَانَ فعل ماضی کا صیغہ ہے یعنی شیطان پہلے ہی کافر تھا۔ اگر وہ کافر تھا تو فرشتوں کے ساتھ اُٹھتا بیٹھتا کیوں رہا۔ آج پتہ چلا کہ جب تک خلیفۃ اللہ کا اعلان نہ ہو جائے پُرانے کافروں کا پتہ نہیں چلتا۔

جب شیطان نے سجدہ سے انکار کر دیا تو خدا نے کیا سزا دی۔ فرمایا قَالَ فَاخْرُجْ مِنْھَا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ وَّ اِنَّ عَلَیْکَ لَعْنَتِیْٓ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ تُو یہاں سے نکل جا، تُو بڑا ذلیل ہے، تجھ پر میری قیامت تک لعنت ہے۔ آج پتہ چلا کہ خلیفہ کے مُنکر کی دو سزائیں ہیں، پہلی قُوْمُوْا عَنِّیْ کہہ کر دربار سے نکال دینا اور دوسری قیامت تک اس کے پیچھے لعنت کا لیبل لگا دینا۔

دیکھو! نمرُود اور فرعون خدا کی توحید کا انکار کر کے خود خدا بن بیٹھے تھے لیکن اتنی لعنت ان پر بھی نہیں ہوئی۔ شیطان نے صرف آدم کو سجدہ نہ کیا تو قیامت تک لعنت ہوتی رہے گی۔ حالانکہ شیطان توحید کا قائل تھا، بہت بڑا موحد تھا اس کے باوجود لعنت ــــــــ او بابا! تمہیں پتہ چل گیا کہ توحید کے مُنکر پر بھی اتنی لعنت نہیں ہوتی، نبوت کے مُنکر پر بھی اتنی لعنت نہیں ہوتی جتنی خلیفۃ اللہ کے مُنکر پر ہوتی ہے۔ بلکہ خلیفۃ اللہ کے مُنکر پر خود اللہ تعالےٰ لعنت کی بوچھاڑ کرتا ہے۔

ذرا ایمان سے بتاؤ! جب شیطان پر لعنت ہوئی تو وہ کہاں کھڑا تھا؟ جنّت میں؟ فرشتوں کی صحبت میں؟ کیا اس پاک محفل، پاک صحبت اور پاک مقام کو دیکھ کر لعنت رُک گئی تھی؟ نہیں نا، تو معاف کرنا جب اللہ لعنت کرتا ہے تو مقام چاہے کتنا ہی پاک کیوں نہ ہو لعنت رُکتی ہی نہیں۔

شیعو! نعرہ حیدریؑ سے نہ گھبرایا کرو کیونکہ ایک دفعہ نعرہ لگانے سے ختم قرآن کا ثواب ہو جاتا ہے۔

عبداللہ بن عباس کہتا ہے ایک دفعہ حضرت علیؑ بسم اللہ کی تفسیر فرما رہے تھے رات ختم ہو گئی لیکن بسم اللہ کی تفسیر ختم نہیں ہوئی۔ میں نے عرض کیا یا علیؑ! میں کتنا خوش قسمت ہوتا، کتنا خوش نصیب ہوتا کہ رات لمبی ہو جاتی، آپ تفسیر فرماتے رہتے اور میں تفسیر سُنتا رہتا۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا اَے عبداللہ! رات اگر ستّر ہزار سال کی ہو جائے اور میں علیؑ ابنِ ابی طالب بسم اللہ کی تفسیر کرنے والا ہوں تو رات ختم ہو سکتی ہے لیکن بسم اللہ کی تفسیر ختم نہیں ہو سکتی۔ میں نے عرض کی یا علیؑ! اتنی لمبی تفسیر پڑھے گا کون؟ تو علیؑ نے فرمایا اگر میں مختصر کرنے پر آ جاؤں تو ایک نقطے میں سمیٹ سکتا ہوں۔ پھر میں نے عرض کیا اتنی مختصر تفسیر کون سمجھے گا۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا سُن عبداللہ! خداوند عالم نے قرآن مجید کو سات منزلوں میں اُتارا ہے اور خدا نے ان سات منزلوں کا نچوڑ سورۃ الحمد میں رکھ دیا ہے اور الحمد کی سات آیتوں کا نچوڑ اللہ نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں رکھ دیا ہے اور بسم اللہ کا نچوڑ اللہ نے اس "ب" میں رکھ دیا ہے جو بسم اللہ کے شروع میں لگی ہوئی ہے۔ فرمایا اگر اب بھی نہیں سمجھا تو اَنَا نُقْطَۃُ تَحْتَ الْبَاءِ جو "ب" کے نیچے نقطہ لگا ہوا ہے وہ میں علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کی ذات کا نقطہ ہے۔

جس طرح تمام قرآن کی تنزیل "ب" میں آ کر سما گئی ہے اسی طرح تمام قرآن

کا تو اب میری ذات میں آکر سما گیا ہے۔

پڑھے لکھے بیٹھے ہو بتاؤ! "ب" کے نیچے کتنے نقطے ہوتے ہیں؟ ایک اور "پ" کے نیچے، تین۔ کیا "پ" قرآن میں آتی ہے؟ نہیں آتی نا۔ تو جھگڑا کس بات کا ہے۔ اگر "ب" کے نیچے ایک نقطہ لگا دو تو قرآن کے اندر اور اگر تین نقطے لگا دو تو فوراً قرآن سے باہر ہو جائے گی۔

میرے مولاؑ نے فرمایا مجھے "الف" نہ کہنا کیونکہ "الف" مقام توحید ہے اور مجھے "ب" بھی نہ کہنا کہ وہ مقام رسالتؐ ہے بلکہ میں وہ نقطہ ہوں جو "ب" کے نیچے لگا ہوتا ہے۔ فرمایا میں ہوں تو اتنا چھوٹا جتنا "ب" سے نقطہ چھوٹا ہوتا ہے لیکن ضروری اتنا ہوں کہ اگر "ب" کے نیچے نقطہ نہ ہو تو پتہ نہیں چلتا کہ یہ "ب" ہے یا "ت"۔ اسی طرح اگر محمدؐ کو محمدؐ سے علیحدہ کر دو گے تو پتہ نہیں چلے گا کہ محمدؐ نور ہو کر آیا ہے یا خاک ہو کر آیا ہے۔

سکوں میں آکر ذرا جوشیلی صلوات پڑھو تاکہ میں دوسری خلافت بیان کروں۔

دوسری خلافت داؤدؑ کی، میرے خالق نے فرمایا یَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ کہ اے داؤدؑ! ہم نے تجھ کو زمین میں خلیفہ بنا دیا۔ پھر فرمایا اٰتَیْنٰہُ الْحِکْمَۃَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ کہ ہم نے داؤدؑ کو حکمت اور فیصلہ کرنے کی طاقت دی، اور رسول کریمؐ نے فرمایا اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا کہ میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے۔ دوسری چیز ہے فصل الخطاب کہ فیصلہ کرنے کی طاقت دی۔ اب رسولؐ کے بعد وہ بندہ پیش کرو جس کو فیصلہ کرنے کی طاقت دی گئی ہو۔ بخاری شریف میں لکھا ہے کہ اہل یمن حضورؐ کے پاس آئے عرض کی یا رسول اللہؐ کہ ہمیں اپنے اصحاب سے ایک قاضی دیجئے جو ہمارے فیصلے کرے، تو حضورؐ نے فرمایا اقضاکم علی ابن ابی طالب کہ تم میں سب سے بڑا

قاضی علیؑ ہے۔ تم علیؑ کو لے جاؤ۔ تو اس وقت علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ابھی کمسن ہوں میں ان کے فیصلے کیسے کروں گا۔ تو فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے مجھے اپنے پاس بلا کر اپنے ہاتھ کو میرے سینے پر رکھا، اس کے بعد مجھے کوئی ایسا مسئلہ در پیش نہیں ہوا جس کا میں جواب نہ دے سکوں۔

پھر فرمایا النا لہ الحدید کہ جب ہم نے داؤدؑ کو خلیفہ بنایا تو اس کے لئے لوہا نرم کر دیا، اس کے لئے پہاڑ مسخر کر دیئے، پرندے سر پر جمع ہو گئے۔ اب ذرا وہ بندہ پیش کرو جس کے سامنے لوہا نرم ہو جائے اور پہاڑ مسخر ہو جائیں، ورنہ میں پیش کرتا ہوں۔ ریاض النضرہ میں ہے، جب علیؑ خیبر کے دن مرحب کی طرف آئے تو فَرَکَزَ رَایَتَہٗ فِی حِجَارَۃٍ کہ علیؑ نے اپنے علم کو پتھر میں گاڑ دیا تو کسی نے پوچھا یا علیؑ! آپ کا علم پتھر میں کیسے گڑ گیا تو علیؑ نے فرمایا میں ہوں خلیفۃ اللہ اگر میرے سامنے پتھر بھی پانی نہ ہو جائیں تو میں خلیفۃ اللہ کیسے ہو سکتا ہوں۔

داؤدؑ کو خلافت کب ملی، خالق کی آواز آئی فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ جب طالوت اور جالوت کے درمیان جنگ ہونے لگی تو قَالُوْا لَا طَاقَۃَ لَنَا الْیَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِہٖ طالوت کی فوجوں نے جواب دیا کہ ہم جالوت اور اس کی فوجوں کے ساتھ نہیں لڑ سکتے۔ تو حضرت طالوت نے فرمایا او خدا کے بندو! مجھے چھوڑ کر نہ جاؤ، جالوت کو قتل کر دو۔ جو آج جالوت کو قتل کرے گا میں اس کو اپنی پگڑی بھی دوں گا اور اپنی بیٹی کا رشتہ بھی دوں گا۔ قرآن تیرے سامنے ہے فرمایا قَتَلَ دَاوُدُ جَالُوْتَ۔ حضرت داؤدؑ نے جالوت کو قتل کر دیا تو حضرت طالوت دوڑ کر آئے اور کہا کہ میں پگڑی بھی دیتا ہوں اور بیٹی کا رشتہ بھی دیتا ہوں۔ وہ لڑکی حضرت سلیمانؑ کی ماں تھی۔ تو جب میرے مولاؑ حیدر کرار نے جنگ خندق کے دن عمرو بن عبدود کو قتل کیا تو حضورؐ دوڑ کر آئے، فرمایا پگڑی

اب دیتا ہوں بیٹی کا رشتہ پہلے دے چکا ہوں۔

تیسری خلافت ہارونؑ کی ہے فرمایا اِذْ قَالَ مُوسٰی لِاَخِیْهِ یَا هَارُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ کہ جب حضرت موسیٰؑ تورات لینے کے لئے کوہ طور پر جا رہے تھے تو اپنے بھائی ہارونؑ کو کہا اخلفنی فی قومی کہ اے ہارون! تو میری قوم میں میرا خلیفہ ہو جا۔ حضرت موسیٰؑ طور پر چلے گئے اور چالیس دن وہاں رہے۔

قوم نے پیچھے بچھڑا بنا لیا اور بچھڑا پرستی شروع کر دی۔ حضرت ہارونؑ نے قوم کو بہت سمجھایا بجھایا مگر وہ نہ ماننے میں آئی وَلَمَّا رَجَعَ اِلٰی قَوْمِهٖ غَضْبَانَ جب حضرت موسیٰ واپس تشریف لائے تو بڑے غضبناک ہو کر آئے۔ ہارونؑ سے پوچھا کہ جب یہ لوگ گمراہ ہو رہے تھے تو تو نے ان پر تلوار کیوں نہیں اٹھائی، تو حضرت ہارونؑ نے کہا اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ کہا بھیا! میں نے انہیں بہت سمجھایا۔ مگر میں ان سے لڑتا تو مجھے ڈر تھا کہ آپ فرماتے تو نے بنی اسرائیل میں تفریق پیدا کر دی ہے۔ تو پھر ہمیں کیوں تنگ کرتا ہے کہ اگر علیؑ خلافت کا حقدار تھا تو علیؑ نے تلوار کیوں نہیں اٹھائی۔ حضورؐ فرماتے ہیں یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی۔ کہ اے علیؑ! تیری میرے ساتھ وہی منزلت ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ کے ساتھ تھی۔ اگر ہارونؑ نے تلوار اٹھائی تھی تو علیؑ بھی اٹھا لیتے۔ خدا کے بندے! جب ہارون بنی اسرائیل میں تفریق پسند نہیں کرتا تو علیؑ امتِ محمدؐ میں تفریق کیسے برداشت کر سکتا ہے۔

میں تین خلافتیں آپ کے سامنے پڑھ چکا ہوں۔ نعرہ حیدری لگا
اب چوتھی خلافت پڑھتا ہوں۔

حضرات! خلیفہ کی ضرورت تین مقام پر ہوتی ہے۔ اِنَّ الْخِلَافَةَ

عَنِ الْغَیْرِ اِنَّمَا یَکُوْنُ لِغَیْبَتِهٖ اَوْ عَجْزِهٖ اَوْ مَوْتِهٖ۔ پہلا منیب جب غائب ہو جائے، دوسرا منیب جب لاچار و بیمار ہو جائے اور تیسرا جب منیب مر جائے یا اس کی موت مشہور ہو جائے۔

پہلی نیابت جب منیب غائب ہو جائے۔ حضورؐ کب غائب ہوئے، شب ہجرت کا واقعہ دیکھو۔

اب آ ذرا کوئی بندہ پیش کر جس نے بسترِ رسولؐ پر حقِ نیابت ادا کیا ہو۔

کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ کو حضورؐ ساتھ بھی تو لے گئے تھے اور شبِ ہجرت راستے میں حضورؐ کو اپنے کندھوں پر سوار کیا تو میرے عزیز! ٹھیک، علیؑ کو فتح مکہ کے دن حضورؐ نے اپنے کندھوں پر سوار کیا۔ ایک کو سواری بنایا ایک کو سوار بنایا، تو خدا کے بندے! سوار کو سوار رہنے دے اور سواری کو سواری رہنے دے۔

حضورؐ نے شبِ ہجرت ہی فیصلہ کر دیا تھا کہ میرا خلیفہ کون ہو سکتا ہے آدمی ساتھ اپنے نوکروں کو لے جاتا ہے اور پیچھے گھر میں اپنے جیسا چھوڑتا ہے تو حضورؐ شب ہجرت ایک کو ساتھ لے گئے اور ایک کو اپنے بستر پر سلا کے گئے غار تھا امن کی جگہ اور بستر تھا خطرے کا مقام۔ ایک کو امن کی جگہ پر ساتھ لیکر گئے اور دوسرے کو خطرے کے مقام پر سلا کے گئے تاکہ دنیا والوں کو پتہ چل جائے کہ خطرے کے مقام پر سوتا کون ہے اور امن کے مقام پر روتا کون ہے۔

کسی نے پوچھا کہ یا علیؑ! شبِ ہجرت آپ کو نیند آ گئی تھی، فرمایا جیسا اس رات سویا تھا کبھی سویا ہی نہیں۔ تو عرض کی مولاؑ! وہاں تو کافر تلواریں لئے کھڑے تھے آپ کو نیند کیسے آ گئی، تو میرے مولاؑ فرماتے ہیں کہ جب رسولِ خدا گھر

سے نکل رہے تھے تو حضورؐ نے فرما دیا تھا کہ یا علیؑ! آرام سے سو جا، کافر
تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اگر رسولؐ کے کہنے کے باوجود اگر میں رو پڑتا تو خلیفۃ اللہ
کیسے ہو سکتا تھا۔

تمام جنگوں میں حضرت علیؑ تشریف لے گئے ہیں لیکن غزوۂ تبوک میں
شریک نہیں ہوئے۔ رسولِ خدا نے تبوک جاتے وقت حضرت علیؑ کو پیچھے چھوڑ
دیا تھا تو علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر
جا رہے ہیں تو حضورؐ نے فرمایا اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَكُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ
مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ
تیری منزلت مجھ سے ایسی ہے جیسے ہارونؑ کی موسٰیؑ سے تھی لیکن فرق صرف یہ
ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

حضورؐ تشریف لے گئے جب کافروں کو پتہ چلا کہ آج علیؑ نہیں آئے
تو سب کہنے لگے پھر فکر کی کوئی بات نہیں، اب مسلمان جنگ نہیں جیت سکتے، بات
ساری علیؑ کی تھی۔ حضورؐ نے بھی سوچا اب کیا ہوگا۔ تو خدا نے چار فرشتوں کو
حکم دیا کہ آج تم علیؑ کی شکل اختیار کر کے جاؤ اور مشرق، مغرب، شمال اور
جنوب سے کافروں کو اپنی شکلیں دکھاؤ۔ جب جنگ شروع ہوئی تو کافروں نے
علیؑ کی شکل دیکھی تو کہنے لگے کہ مسلمانوں نے ہم سے دھوکہ کیا ہے، کہتے
تھے کہ علیؑ نہیں آئے۔ مشرق والے کہنے لگے علیؑ تو ادھر سے آ رہے ہیں
مغرب والے کہنے لگے علیؑ ادھر آ رہے ہیں۔ سب کافر آپس میں گھبرا کر ٹکرانے
لگے۔ کچھ آپس میں ٹکرا کر مر گئے باقی کافر بھاگ گئے۔ مسلمانوں کو اس جنگ میں
بہت مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ اب مالِ غنیمت کو تقسیم کرنے کی باری آئی تو سب کا حصہ
رکھ کے علیؑ کا بھی ایک حصہ حضورؐ نے رکھا تو سارے صحابہ ہاتھ جوڑ کر عرض کرتے ہیں

یا رسول اللہ! اگر جسارت نہ ہو تو عرض کریں کہ جس جنگ میں علیؑ جائیں
اس میں تو علیؑ کا حق ہے لیکن جس جنگ میں علیؑ نہ ہوں اس میں علیؑ کا حصہ رکھنا زیادتی
ہے، یہ ساری ہماری محنت ہے۔ جبرائیلؑ نے کہا کہ اگر علیؑ نہیں تو علیؑ کے غلام
جو ہیں، ہمارا حصہ علیؑ کو دے دیا جائے۔

جب منیب کی خبر مشہور ہو جائے تو خلیفہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جنگِ
اُحد دیکھو کہ جب شیطان نے اعلان کر دیا کہ قد قتل محمدؐ، کہ محمدؐ قتل ہو گئے تو
ساری دنیا بھاگ رہی تھی۔ بتاؤ اس وقت گرتے ہوئے محمدؐ کو اٹھایا کس نے
تھا، آتے ہوئے کافروں کو پیچھے ہٹایا کس نے تھا اور بھاگتے ہوئے مسلمانوں کو
واپس بلایا کس نے تھا۔

میرے مولا حیدر کرار فرماتے ہیں کہ اگر ساری دنیا بھی رسولؐ کو چھوڑ کر
بھاگ جائے تو میں علیؑ نہ بھاگوں گا۔ یا میدان میں مر جاؤں گا یا دینِ محمدؐ کو
قائم کر جاؤں گا۔

بس میرے عزیزو! وقت نہیں ہے ورنہ خلافتِ علیؑ پر آیتوں اور
حدیثوں کے دریا بہا دیتا۔ صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ اگر مسلمان خلافت اور
وراثت کو سمجھتے تو علیؑ کو جو تھا خلیفہ نہ بناتے اور فاطمہؑ کو دربار سے خالی
واپس نہ کرتے۔ حد ہو گئی مسلمان تیری عقل کی کہ جس کا تو کلمہ پڑھتا ہے اس کی
بیٹی روتی ہوئی تیرے دربار سے خالی آ رہی ہے۔ جب رسولؐ کی وفات ہوئی تو
فاطمہؑ بڑی روئی۔ رات دن رونا، ہر وقت رونا لیکن کسی مسلمان نے آ کر نہیں کہا
کہ فاطمہؑ تیرے بابا کا بڑا افسوس ہے، تسلی تو تسلی رہی۔ ایک دفعہ مسلمانوں کا
وفد علیؑ کے پاس آیا، کہا یا علیؑ! فاطمہؑ رات دن روتی ہے نہ ہم رات کو
سو سکتے ہیں اور نہ دن کو آرام کر سکتے ہیں۔ کہا فاطمہؑ سے کہو کہ اپنے

روئے یا دن کو روئے۔ اگر رات کو روئے تو ہم دن کو آرام کر لیں اور اگر دن کو روئے تو ہم رات کو آرام کر لیں۔ بی بی رو کر کہتی ہے بابا! مجھے رونے بھی کوئی نہیں دیتا۔ اکثر بی بی فرماتی تھی:-

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّہَا
صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَ

بابا! مجھ پہ تیرے بعد وہ مصیبتیں پڑیں کہ اگر وہ مصیبتیں دنوں پر پڑتیں تو وہ سیاہ رات ہو جاتے۔

لکھا ہے بتولؑ نے گھر میں رونا چھوڑ دیا اور جنت البقیع میں آکر رونا شروع کر دیا۔ کچھ دن گذرے تھے کہ جناب سلمانؓ آئے کہا بی بی! تو یہاں رو رہی ہے زینبؑ اور حسینؑ گھر میں رو رہے ہیں۔ فرمایا کیوں؟ کہا مسلمانوں نے تیرا حق دینے سے انکار کر دیا ہے۔ بی بی روتی ہوئی گھر آئی۔ بنی ہاشم کی عورتوں کو اکٹھا کیا کہا بیبیو! آج میرے گھر سے دربار تک پردہ بناؤ میں اپنے بابا کے دربار میں اپنا حق مانگنے جاؤں گی۔ عورتوں نے پردہ بنایا۔ دائیں پردہ، بائیں پردہ، اوپر پردہ۔ اس پردے میں محمدؐ کی بیٹی چلی۔ جب مسجد کے دروازے پر آئی تو دیوار کے ساتھ سر لگا کر بی بی بہت روئی۔ عورتوں نے پوچھا بتولؑ! کیوں رو رہی ہے بتولؑ نے فرمایا مجھے وہ وقت یاد آرہا ہے جب میں پہلے اپنے بابا کے دربار میں آتی تھی تو میرا بابا خود منبر سے اُتر کر مجھے لینے کے لئے آجاتا تھا لیکن آج میں دیکھ رہی ہوں کہ کوئی مسلمان میری تعظیم کو اُٹھتا ہے یا نہیں؟ جب بہت دیر ہو گئی اور کسی نے نہ پوچھا کہ بی بی! تو کون ہے تو روتے ہوئے بتولؑ نے کہا مسلمانو! میں تمہارے نبیؐ کی بیٹی ہوں۔ پوچھا بی بی تو کیوں آئی ہے؟ کہا میں اپنا حق لینے آئی ہوں۔ کہا کونسا حق؟ فرمایا جو میرے بابا نے مجھے دیا ہے۔ کہا بی بی! تیرا کوئی حق نہیں

جب سُنا کہ تیرا کوئی حق نہیں، میں قربان جاؤں، اُس وقت بی بی نے بر قعے سے ایک رُقعہ نکالا جس میں لکھا تھا، وقف محمد ابن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ھاشم بن عبد مناف ھذہ القریۃ المعلومۃ بحدودھا الاربعۃ علی فاطمۃ وقفا محرمًا علی غیرھا موبدا علیھا و من بعدھا علی ذریتھا فمن بدلہ من بعد ما سمعہ فانما اثمہ علی الذین یبدلونہ ان اللہ سمیع علیم۔

کہ میں محمدؐ بیٹا عبد اللہ کا یہ جائداد اپنی بیٹی فاطمہؑ کو وقف کر رہا ہوں۔ جو اس کو بدلے گا خدا سُننے اور دیکھنے والا ہے۔ تو ایک مسلمان نے وہ رُقعہ لے لیا فشقفھا شقفۃ۔ اس سند کے پُرزے پُرزے کر دیئے۔ جب سند کے پُرزے پُرزے ہوگئے اور بی بی نے دیکھا کہ مسلمان مجھے حق نہیں دیتے تو روتی روتی اپنے بابا کی قبر پر آگئی۔ اتنا روئی کہ قبرِ رسولؐ آنسوؤں سے تر ہو گئی، کہا بابا! دربار ہے تیرا اور میں خالی واپس جا رہی ہوں۔

کہتے ہیں بی بی نے حق مانگا ہی نہیں۔ تو لو! یہ میرے سر پر قرآن ہے اور سینے پر بخاری شریف ہے، کعبہ کی طرف میرا مُنہ ہے۔ سر پر قرآن رکھ کر سینے پر بخاری رکھ کر کعبے کی طرف مُنہ کر کے کہتا ہوں کہ بی بی خالی واپس آگئی۔ شیعو! جب قیامت کا دن آئے تو میری گواہی دینا کہ بی بی! مولوی اسماعیل قرآن اُٹھا اُٹھا کر تیرے حق کی گواہی دیتا تھا۔

جب بی بی روتی ہوئی واپس آئی تو عورتوں نے پوچھا تیرا حق ملا یا نہیں، تو فرمایا میں خالی واپس جا رہی ہوں۔

او میں قربان جاؤں کس مُنہ سے پڑھوں، جب بی بی دروازہ پر پہنچی تو دروازے پر زینبؑ کھڑی تھی۔ کہا اماں روتی کیوں ہے، کیا ہوا جو اُمت نے حق نہیں دیا

تو بتولؑ نے زینبؑ کا سر چوم کر کہا زینبؑ! میں فدک کو نہیں روتی، جو طور درباروں کے میں دیکھ کر آرہی ہوں، تیرے سر پر چادر کسی نے نہیں چھوڑنی۔

جناب زینبؑ فرماتی ہیں مجھے اپنی ماں کا کہنا اُس وقت یاد آیا جب شمر نے کہا:-

لُوٹو تبرکات علیؑ و بتولؑ کو
قیدی بنائے لے چلو آلِ رسولؐ کو

الا لعنۃ اللہ علی الظالمین

مودّت

قُلْ لَّا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ شَكُورٌ۔

حضرات! میں دُنیا کو آلِ محمدؐ کی محبت کی دعوت دے رہا ہوں جیساکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے قُل کہ میرا حبیب! یہ کہہ دے اعلان کر دے کہ لا اسئلکم علیہ اجراً کہ اس دین پر، اس قرآن پر، اس اسلام پر، اس نظام پر، اس تمہاری نجات پر، اس جنت پر، اس توحید پر اس رسالت پر اور اس شریعت پر تم سے کوئی اُجر نہیں مانگتا صرف دوستی مانگتا ہوں مگر تمہارے قریبیوں میں نہیں بلکہ اپنے قریبیوں میں، ورنہ اپنے قریبیوں کی دوستی تو ہر شخص کرتا ہے۔

میرے عزیزو اور بھائیو! آپ کو معلوم ہے کہ عرب کے اندر قبائل پرستی تھی اور قبائل آپس میں لڑتے تھے اور اپنی اپنی رشتہ داریوں پر ایک دوسرے کی حمایت کرتے تھے جیساکہ میرے اللہ نے فرمایا:-

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا۔ (پ)

کہ وہ وقت یاد کرو جب تم آپس میں لڑتے تھے مگر اللہ تعالےٰ نے تمہیں دینِ اسلام میں داخل کرکے ایسی اُلفت و محبت عطا فرما دی کہ تم مسلمان ہونے کے بعد ایک دوسرے کے بھائی بن گئے۔

حضرات! وہ اپنے اپنے قبیلوں کی وجہ سے لڑتے تھے۔ لیکن جب دائرۂ دینِ محمدؐ میں آگئے تو بھائی بن گئے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا۔

کہ سارے مل کر اللہ کی رسّی کو پکڑو اور آپس میں تفرقہ نہ کرو اور وہ وقت یاد کرو جب تم دشمن تھے اور اللہ کی رسّی نے تمہیں اکٹھا کر دیا۔

میرے عزیزو! یہ فرماؤ کہ جب عرب لوگ لڑتے تھے تو سالہا سال تک لڑتے تھے۔ بتاؤ ان کی اس لڑائی کو کس نے ختم کر دیا۔ اللہ کی توحید نے، محمدؐ کے کلمے نے مسلمان بن گئے، بھائی بھائی بن گئے، مجھے تسلیم ہے لیکن اب مجھے یہ فرماؤ رسالتمآبؐ نے یہ فرمایا تھا کہ اب تو تم بھائی بھائی بن گئے ہو مگر سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّ سَبْعِیْنَ فِرْقَۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً۔ کہ میرے بعد پھر لڑائیاں شروع ہو جائیں گی، تہتر فرقے ہو جائیں گے، فرقے فرقے سے بندہ لڑے گا۔

اب یہ فرماؤ! کہ پہلے تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ نے جمع کر دیئے تھے، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نے جمع کر دیئے تھے، قبائلی دشمنی دور کر دی تھی، عداوتیں دُور کر دی تھیں، اب بتاؤ جب مسلمان کلمہ پڑھ کے اُٹھنے لگے، تہتر آپس میں لڑنے لگے تو اب مجھے ذرا ان کی وحدت کا کوئی طریقہ بتا کہ یہ کس طرح اکٹھے ہو سکتے ہیں۔

مسلمان بن کے لڑنے لگے، اس اخوت کے بعد پھر عداوت، مسلمان کو مسلمان برداشت نہیں کرتا۔ بابا! سچ پوچھو تو ایک ایک فرقے میں سے پندرہ پندرہ فرقے بن گئے ہیں جو ایک دوسرے کو برداشت نہیں کرتے۔

مگر یہ فرماؤ کہ دیوبندیوں اور بریلویوں کا امام ایک ہے۔ فقہ ایک ہے، حدیث ایک ہے، پیری مُریدی ایک، بزرگوں کی بارگاہیں ایک، مزاریں ایک،

لیکن ایک ان کے خیال سے مُشرک ہے اور دُوسرا کافر۔ اس کی وجہ؟

دیوبندی کہتے ہیں کہ حضورؐ کا علمِ غیب ماننا شرک ہے، چلو انہوں نے حضورؐ کا علمِ غیب مانا وہ مشرک ہو گئے، اور بریلوی کہتے ہیں علمِ غیب نہ ماننا کفر ہے آدھے علمِ غیب ماننے کی وجہ سے مُشرک ہو گئے اور آدھے نہ ماننے کی وجہ سے کافر ہو گئے میں کہتا ہوں کہ تم تو کافر و مُشرک خود بن رہے ہو مگر ہمیں تو کچھ مسلمان بننے کا موقعہ دو۔

میں عرض کر رہا تھا کہ عرب آپس میں لڑتے تھے، مگر آوازِ محمدؐ آئی کہ

بھائیو! سنو: پہلے تم اپنے اپنے قبیلوں کی حمایت میں لڑتے، اگر کوئی تمہارا آدمی مشرق یا مغرب میں لڑتا تھا اور جب تمہیں خبر ہوتی تھی کہ اسے قتل کر دیا گیا ہے تو تم فوجیں بنا کر جا کے لڑتے تھے اور تمہاری لڑائیاں شروع ہو جایا کرتی تھیں اب اسلام اور قرآن نے تمہیں متحد کر دیا ہے۔ میرے بعد اگر پھر کبھی فرقہ پرستی آجائے اور لڑائی چھڑ جائے تو دیکھنا! اب اپنے اپنے قریبیوں کی محبت میں نہ لڑنا، اپنے اپنے قریبیوں کی دوستی نہ کرنا، کہہ دے قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ۔ کہ دین تو میرا ہے، نظام تو میرا ہے، لیکن اگر میرے بعد لڑائی شروع ہو جائے تو میرے قریبیوں کی دوستی کرنا غیر کی دوستی نہ کرنا۔

یہ فرمایا! تاجدارِ مدنی نے، حبیبِ خدا نے، اشرفِ انبیاء نے تمہیں وحدت کا سبق دے دیا ہے یا نہیں؟ اب اگر تم اپنے قریبیوں کی محبت میں لڑنا شروع کر دو تو یہ عداوتیں کبھی ختم ہو سکتی ہیں؟ نہیں ہو سکتیں نا۔ تو پھر ذرا آ! آلِ محمدؐ کی محبت تو بھی کر اور ہم بھی کرتے ہیں۔ جس کا کلمہ پڑھا ہے اس کی دوستی میں تو بھی آجا اور ہم بھی آتے ہیں، ہم اپنے قریبیوں کو چھوڑتے ہیں تو اپنے قریبیوں کو چھوڑ دے، ہم اپنے یاروں کو چھوڑتے ہیں تو اپنے یاروں کو چھوڑ دے۔

دیکھو! اس مودّت کا مفہوم تو خالق نے بیان فرما دیا ہے کہ اپنے اپنے قریبیوں کی محبت میں نہ لڑو۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ ۔ (پ۲۸ سورہ ممتحنہ) کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! میرے

دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تُلْقُوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ ان کو دوستی اور محبت کے پیغام نہ بھیجو۔ وَقَدْ کَفَرُوْا بِمَا جَاءَکُمْ مِنَ الْحَقِّ۔ اِس لئے کہ وہ حق کا انکار کر چکے ہیں۔ یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ۔ رسُولُ اللہ کو مکہ سے نکال چکے ہیں۔ آگے فرمایا تُسِرُّوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ ان کو خفیہ خفیہ دوستی اور محبت کے پیغام نہ بھیجو۔

لفظ مودّۃ آٹھ دفعہ قرآن مجید میں آیا ہے اور جہاں جہاں آیا ہے انتخاب کر لو، چُن لو اور جو معنے وہاں لکھے ہیں ان معنوں کے لحاظ سے آلِ محمدؐ کی دوستی کر۔ آلؑ، رسولؐ کی ہے نا اور دِین کس کا ہے، رسُول کا، تو پھر جس کا دِین ہے اس کے قریبیوں سے محبت کر، مَیں کیسے مان لُوں کہ دِینِ محمدؐ کا ہو ـــ قریبی تیرے ہوں۔

دیکھو! یہ آیت اُس وقت اُتری جب حضورؐ نے فتح مکہ کی تیاریاں فرمائیں تو ایک صحابی جس کا نام حاتم بن ورع تھا، اس نے خفیہ طور پر کافروں کو خط لکھ دیا تھا کہ ہوشیار ہو جاؤ، چوکنے ہو جاؤ! محمد رسولؐ اللہ مکہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ ایک عورت مکہ معظمہ سے آئی ہوئی تھی اس کو وہ خط دے دیا کہ لے جاؤ اور یہ خط کافروں کو دے دو۔ وہ خط لے گئی۔ رسالتمآبؐ کو وحی کے ذریعے سے معلوم ہُوا کہ وہ عورت خط لے کر جا رہی ہے۔ آپؐ نے حضرت علیؑ، خالد بن ولید اور بہت سارے صحابیوں سے کہا کہ جاؤ اور جا کر اس عورت سے خط چھین لو دیکھنا یہ خط کافروں تک نہ پہنچنے پائے، یہ فوجی راز ہے۔ چلے گئے اور اس کو راستے میں جا کر پکڑ لیا کہ تیرے پاس خط ہے وہ ہمیں دے دے۔ اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں میری تلاشی لے لو۔ اُنہوں نے تلاشی لی لیکن کچھ نہ نکلا حضرت علیؑ چونکہ امیرِ وفد تھے اس لئے خالد نے آ کر کہا کہ یا علی! وہم ہو گیا، غلطی ہو گئی اس کے پاس خط نہیں ہے ہم نے بالکل تسلی کر لی ہے، اس کی تلاشی لے لی ہے۔ آپ نے فرمایا او صحابیو! تمہارا یہ ایمان ہے۔ محمدؐ فرماتے ہیں اس کے پاس خط ہے اور یہ کہتی ہے میرے پاس خط نہیں ہے اور محمدؐ آسمان کی خبریں دیتا ہے۔ اگر محمدؐ کی

یہی خبر سچی نہیں تو دوسری آسمانی خبریں کیسے سچی ہو سکتی ہیں۔

فرمایا خبر رسالتمآبؐ دیں اور ہم اس عورت کے کہنے پر اسے چھوڑ دیں خالد نے کہا حضورؐ شاہ صاحب! آپ پہلے بھی زبردست ہیں آپ نے مانی تو کبھی کسی کی نہیں آپ خود جا کر دیکھ لیں۔ پس حضرت علیؑ اپنے مقام سے اُٹھے اور میان سے تلوار نکال کر فرمایا دیکھ! محمدؐ غلط نہیں کہہ سکتا۔ زمین بدلے، آسمان بدلے، ساری کائنات بدلے لیکن قولِ محمدؐ نہیں بدل سکتا۔ آپ دانا ہیں جب حضرت علیؑ نے تلوار کو نیام سے نکالا۔ بس تلوار کا نکلنا تھا، نہ کسی نے اس کی تلاشی لی نہ پُوچھ گچھ کی اس نے اپنے بالوں سے خط نکال کر کہا یا علیؑ! یہ لے لو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا خالد! یہ خط ہے یا کوئی اور چیز ہے۔ اس نے کہا ہم نے تو بہت تلاش کیا تھا لیکن ہمیں کیا پتہ تھا کہ اس نے خط کو بالوں کے نیچے چُھپایا ہُوا ہے۔ جن کو بالوں کے نیچے خط نظر نہیں آتا خُدا جانے ان کو اور کیا نظر آئے گا۔

خط آیا آپؐ نے حاتم بن وَرع کو بُلا کر فرمایا کہ تُو نے مسلمان ہو کر کافروں کو خط لکھ دیا، کہا حضورؐ! سچ یہ ہے کہ سارے صحابہ کے بچے یہاں ہیں اور میرے بچے مکے میں ہیں۔ مَیں نے ان کو ممنون کرنا چاہا تاکہ کافر میرے بچوں کی حفاظت کریں تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَاءَ کہ تم اپنے دشمنوں کو اور میرے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ اور ان کو دوستی کے پیغام نہ بھیجو۔ لیکن تم اپنے اور میرے دشمنوں کو دوستی کے پیغام بھیج رہے ہو۔ کیوں میرا عزیز! کیوں میرا دوست! فرما یہ جنگ کی تیاریاں تھیں، اس صحابی کا کافروں کو خط لکھ دینا یہ مودّت ہے یا نہیں؟ اس سے اللہ نے روکا ہے یا نہیں؟ اللہ نے فرمایا جنگی کارنامے ہوں، کبھی جہاد ہو تو اب آلِ محمدؐ کی دوستی کرنا غیر کی دوستی نہ کرنا۔

اَب مَیں تو کچھ نہیں کہتا مگر جب دُنیا علیؑ سے لڑ رہی تھی تو مسلمان کہاں تھے؟ اور جب لوگ حضرت امام حسینؑ سے لڑ رہے تھے تو مسلمان کہاں تھے؟ ہائے!

جگر برداشت نہیں کرتا قدرت کی آواز آرہی ہے دوستی آلِ محمدؑ کی کرو اور دُنیا غیر کی طرف جارہی ہے۔ ابھی مصائب شروع نہیں کیا لیکن ایک فقرہ کہے بغیر رہ بھی نہیں سکتا کہ جب اسّی ہزار کی فوجیں کربلا کے میدان میں جمع ہوئیں تو ایک ایک ہزار سوار آتے، گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز آتی، مٹی اُڑتی، تلواریں چمکتیں تو حسینؑ کی بچیاں دوڑ کے آتیں اور کہتیں بابا! یہ کس کی فوج آرہی ہے، حسینؑ فرماتے بیٹیا! یہ یزید کی فوج ہے۔ جب کئی مرتبہ حسینؑ نے فرمایا کہ یزید کی فوج ہے تو سکینہ نے کہا بابا! میں جب بھی پوچھتی ہوں یہ کس کی فوج ہے تو آپ فرماتے ہیں یہ یزید کی فوج ہے بابا! ساری دُنیا یزید کی ہے، تیرا کوئی بھی نہیں؟ کوئی چار مسلمان تیرے بھی ہیں جو کسی جگہ سے آکر کہیں کہ ہم حسینؑ کی دوستی میں آرہے ہیں۔

قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الاّ المودّۃ فی القربیٰ۔ فرمایا میں مُفت نہیں مانگتا۔ میں نے پتھر کھائے، میرے دانت شہید ہوئے، قرآن میں نے سُنایا، دادا عبد المطلب کا وطن میں نے چھوڑا، سب کچھ میں نے چھوڑا، اب میں تم سے اور کچھ نہیں مانگتا صرف میرے قریبیوں کی محبت کرنا، اس لئے کہ تمہارا دین بچ جائے گا، تمہارا ایمان بچ جائے گا، تمہارا قرآن بچ جائے گا، محمدؐ کا نام بچ جائے گا، سوائے آلِ محمدؐ کے دین کا حامی کوئی نہیں جب ان کے سوا دین کا حامی کوئی نہیں تو تیری دوستی آلِ محمدؐ سے ہونی چاہیئے صلواۃ دی جھل آوے میں عرض کراں۔

سچ پوچھو تو آلِ محمدؑ کی دوستی دین کی دوستی ہے، آلِ محمدؑ کی دوستی قرآن کی دوستی ہے، آلِ محمدؑ کی دوستی اسلام کی دوستی ہے اور آلِ محمدؑ سے دوستی اللہ و رسولؐ سے دوستی ہے، اسی لئے یہ سارا دین یہ سارا مذہب منحصر ہو کے آلِ محمدؑ میں آگیا ہے۔

کہتے ہیں تم دین دین کہتے ہو اور کہتے ہو کہ سارا دین آلِ محمدؑ میں آگیا، لیکن دین تو قرآن میں ہے اور تم میں قرآن کا حافظ کوئی نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں ٹھیک ہے ایمان قرآن میں ہے، مذہب قرآن میں ہے، اسلام قرآن میں ہے، ہر مسئلہ قرآن میں ہے تو میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ ساری دُنیا کی کتابیں جمع کر کے مجھے ایک حدیث دکھلا دو کہ قرآن اوّل کے ساتھ ہے یا قرآن ثانی کے ساتھ ہے یا قرآن ثالث کے ساتھ ہے یا قرآن اعظم کے ساتھ ہے یا قرآن حنبل کے ساتھ ہے یا قرآن شافعی کے ساتھ ہے یا میں دکھاتا ہوں کہ اَلْقُرْآنُ مَعَ عَلِیٍّ وَعَلِیٌّ مَعَ الْقُرْآنِ کہ قرآن علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ قرآن کے ساتھ ہے۔

دین قرآن میں، ایمان قرآن میں اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔ صواعق محرقہ میں یہ حدیث موجود ہے۔ صفحہ ۱۲۲ ہے، بی بی اُمّ سلمہ راوی ہے، نبی کریمؐ کا فرمان ہے اور میرے مولاؑ کی شان ہے کہ عَنْ اُمِّ سَلْمَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَلْقُرْآنُ مَعَ عَلِیٍّ وَعَلِیٌّ مَعَ الْقُرْآنِ لَا یَفْتَرِقَانِ حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ قرآن علیؑ کے ساتھ ہے علیؑ قرآن کے ساتھ ہے۔ حوضِ کوثر تک قرآن علیؑ سے علیحدہ نہ ہوگا اور علیؑ قرآن سے علیحدہ نہ ہوگا۔ جب تک حوضِ کوثر پر مومنوں کو پانی پلا نہیں لیں گے اپنے اپنے مقاموں پر نہیں جائیں گے۔

قرآن کس کے ساتھ ہے؟ علیؑ کے ساتھ۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ اَللّٰھُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ حَیْثُ مَادَارَ عَلِیٌّ کہ یا اللہ! حق کو اُدھر پھیر دے جدھر علیؑ پھر جائے، تو علیؑ جہاں بھی ہوگا حق علیؑ کے ساتھ ہوگا۔ علیؑ اگر بسترِ رسولؐ پر ہوگا تو حق علیؑ کے ساتھ۔ علیؑ اگر جنگِ صفین میں ہوگا تو حق علیؑ کے ساتھ اور علیؑ اگر جمل میں ہوگا تو حق علیؑ کے ساتھ۔ اب پتہ چلا کہ علیؑ نہیں پھرتا بلکہ حق علیؑ کے پیچھے پیچھے پھرتا ہے۔

اب تو حق پہچاننا بڑا ہی آسان ہو گیا، اب تو تلاش ہی نہ کرنا پڑا۔ علیؑ کو دیکھ لو کہ علیؑ کہاں کھڑا ہے۔ جنگِ جمل میں، جنگِ صفین میں، نہروان میں، جس طرف علیؑ ہو یا علیؑ کی نسل کا کوئی امام کھڑا ہو حق اسی طرف ہوگا۔ ساری دنیا ایک طرف ہو جائے اور علیؑ ایک طرف تو حق کس کی طرف ہوگا؟ علیؑ کی طرف۔ تو قرآن بھی علیؑ کے ساتھ اور حق بھی علیؑ کے ساتھ۔ اور یہ صحیح بخاری ہے اس کی پہلی جلد میں لکھا ہے کہ جنت بھی علیؑ کے ساتھ ہے یدعوھم الی الجنۃ و یدعونہ الی النار۔ علیؑ کی دعوت جنت کی طرف ہے۔ جس طرف علیؑ ہوگا جنت بھی اسی طرف ہوگی اور جو علیؑ کے مخالف ہوں گے یدعوھم الی النار۔ نعرۂ حیدری

قرآن بھی علیؑ کے ساتھ، حق بھی علیؑ کے ساتھ، جنت بھی علیؑ کے ساتھ اور بخاری شریف کی دوسری جلد میں لکھا ہے اللہ بھی علیؑ کے ساتھ ہے یدعوھم الی اللہ محمد بھی علیؑ کے ساتھ۔ تو اب آپ ہی انصاف سے فرمائیں! کہ جب قرآن بھی علیؑ کے ساتھ ہے، حق بھی علیؑ کے ساتھ ہے، اللہ بھی علیؑ کے ساتھ ہے اور محمدؐ بھی علیؑ کے ساتھ تو ہمیں کسی حکیم نے بتایا ہے کہ تم دوسرے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

حق علیؑ کے ساتھ ہے ہمیں حق تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ جہاں علیؑ ہوگا وہاں حق ہوگا۔ کہتے ہیں کہ حق قرآن میں ہے میں کہتا ہوں ٹھیک ہے لیکن قرآن جو علیؑ کے ساتھ ہے۔ ایک مولوی کہنے لگا تم قرآن کا بڑا نام لیتے ہو لیکن تمہارا تو قرآن پر ایمان ہی نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ بڑی مشکل ہوگئی کہ ہمارا قرآن پر ایمان نہیں ہے اور تمہارا اس میں نام نہیں ہے۔ وہ کہنے لگا میں سمجھا نہیں، میں نے کہا میں سمجھا دیتا ہوں کہ میں علیؑ کا نام قرآن میں دکھلاتا ہوں تم اپنے بزرگوں کا نام قرآن میں دکھاؤ، میں اپنا وضو قرآن میں دکھلاتا ہوں تم اپنا وضو دکھاؤ۔ میں اپنے مذہب کا نام قرآن میں دکھلاتا ہوں تم اپنے مذہب کا نام قرآن میں دکھلاؤ۔ میں ماتم قرآن میں

دکھاتا ہوں تم متع قرآن میں دکھاؤ۔ میں اپنی نماز قرآن میں دکھاتا ہوں تم اپنی نماز دکھاؤ۔ میں اپنی امامت قرآن میں دکھاتا ہوں تم اپنی امامت دکھاؤ۔ میں اپنی خلافت قرآن میں دکھاتا ہوں تم اپنی خلافت دکھاؤ۔ آخر میں میں نے کہا میں اسماعیل قرآن میں دکھاتا ہوں تم عبدالستار دکھلاؤ۔

جنیہ میں مناظرہ ہوا تو اس میں مولوی عنایت اللہ سانگلوی نے کہا کہ۔

شیعہ کدرے آئے نئیں، اللہ نے فرمائے نئیں، لکھے نئیں لکھائے نئیں

میں نے قرآن کھولا کہا اِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ ایک، هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ دو، فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ تین، ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِیْعَةٍ چار، پھر میں نے صواعق محرقہ پکڑی کہا یا علی اَنْتَ وَ شِیْعَتُكَ فِی الْجَنَّةِ ایک، اَنْتَ وَ شِیْعَتُكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ رَاضِیْنَ وَ مَرْضِیِّیْنَ دو، شِیْعَتُنَا عَنْ اَیْمَانِنَا وَ شَمَائِلِنَا تین، اِنَّ هٰذَا وَ شِیْعَتَهٗ لَهُمُ الْفَائِزُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ چار۔

جب میں نے چار آیتیں اور چار حدیثیں پڑھیں تو وہ کھڑے ہو کر سینے پر ہاتھ مار کر کہتا ہے کہ خدا کے فضل سے جو جنت میں جانے والے شیعہ ہیں وہ ہم شیعہ ہیں۔ ایک آدمی اُٹھ کر کہنے لگا مولوی صاحب! پھر کتابیں بند کرو اور گھر جاؤ۔ مولوی اسماعیل صبح سے کہہ رہا ہے میں شیعہ ہوں۔ اب تم بھی کہنے لگ گئے ہو کہ میں بھی شیعہ ہوں تو مناظرہ کرنے کی ضرورت کیا ہے۔

سُن! شیعہ کی شان۔ تفسیر درِ منثور سے پڑھتا ہوں چھٹی جلد سے پڑھتا ہوں صفحہ ... سے پڑھتا ہوں، محمدؐ کی زبان سے پڑھتا ہوں، شیعیانِ حیدرِ کرار کی شان سے پڑھتا ہوں۔ نعرۂ حیدری لگائیں شروع کرتا ہوں۔

فرمایا دربار محمد مصطفےٰ لگا ہوا تھا، شمع نبوت روشن تھی، پروانے قربان ہو رہے تھے۔ فاقبل علی کہ علیؑ دربار میں تشریف لائے، حضورؐ نے اٹھ کر علیؑ کو گلے سے لگایا اور فرمایا:۔ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ اِنَّ هٰذَا وَشِیْعَتَهٗ

نُهُمُ الْفَائِزُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - قسم ہے مجھے اُس ذات کی جس کے قبضے میں
میں محمدؐ کی جان ہے۔ قیامت کے دن جو بندے جنت کو جانیوالے ہوں گے
نام ان کا شیعہ ہوگا اور امام ان کا حیدرِ کرار ہوگا۔

فرمایا قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ کہ میں تم
سے اور کوئی اجر نہیں مانگتا، صرف میرے قریبیوں کی محبت کرو کیونکہ تمہارا دین
بچ جائیگا۔ تمہارا ایمان بچ جائے گا، سچ پوچھو تو تمہیں جنت مل جائے گی کیونکہ
جنت کا تقسیم کرنے والا حیدرِ کرار ہے۔

میں تو سمجھ نہیں سکا، بڑے بڑے علماءکرام کی کتابیں میں نے پڑھی ہیں۔
مولانا مودودی کا نام میں بڑے ادب سے لیتا ہوں بہت بڑی شخصیت ہیں اور
بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں۔ وہ اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں کہ شیعوں
سے کوئی پوچھے کہ اگر رسولؐ نے اپنے قریبیوں کی محبت مانگی ہے تو یہ تو کنبہ پروری ہوگئی
اب رسول اللہؐ کیا جواب دیں گے کہ دین دے کے آیا اور آخر میں اپنے قریبیوں کی دوستی
مانگنے لگا۔ میں تو کچھ نہیں کہتا اگر وہ فرمائیں اور اجازت دیں تو میں عرض نہ کر دوں کہ
اگر آپ کو آلِ محمدؐ کی محبت سے اتنی کنبہ پروری نظر آرہی ہے تو قرآن کی باقی آیتوں کا
کیا جواب دیں گے۔ آپ صلوٰۃ پڑھیں ذرا میں وہ آیتیں پڑھتا ہوں۔

خداوند عالم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى
الْعٰلَمِيْنَ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ - کہ میں نے
سب سے پہلے آدم کو چنا، پھر نوح کو چنا، پھر آلِ ابراہیم کو چنا، پھر آلِ عمران کو
چنا تمام عالمین پر۔

کیوں میرے بھائیو! قرآن میں سورۃ آلِ عمران ہے یا نہیں؟ سورۃ بقرہ

سے اگلی سورۃ کا نام کیا ہے؟ آلِ عمران۔ میں تو حافظ نہیں ہوں، یہاں حافظ بھی
بیٹھے ہوں گے خصوصاً حافظ عنایت صاحب تشریف فرما ہیں وہ بہت بڑے
حافظ ہیں وہ جانتے ہیں اور گواہی دیں گے۔

لوگ کہتے ہیں کہ شیعوں میں قرآن کا حافظ ہی کوئی نہیں ہوتا، نہیں شیعوں
میں حافظ بہت ہوتے ہیں، کہتے ہیں نہیں ہوتے۔ میں کہتا ہوں چلو کوئی بات نہیں
آج تک یہی اعتراض ہوتا آیا ہے نا کہ شیعوں کو قرآن نہیں آتا کبھی کسی نے یہ بھی کہا ہے
کہ شیعوں کے اماموں کو قرآن نہیں آتا، حضرت علیؑ کو قرآن نہیں آتا، حسنؑ کو قرآن نہیں آتا
حسینؑ کو قرآن نہیں آتا، نہیں نا، تو پھر دعا کرو کہ خدا کرے کسی گھر کا مرید بے علم ہو
مگر کسی گھر کا پیر بے علم نہ ہو۔ ہمیں قرآن آئے یا نہ آئے مگر ہاتھ اس کے دامن کو ہے
جو ایک رکاب میں قدم رکھ کر قرآن شروع کرتا تھا اور دوسری رکاب میں تب قدم رکھتا
تھا جب سارے قرآن کو ختم کر دیتا تھا۔

مولانا جامی نے "شواہد النبوت" میں لکھا ہے کہ "بروایاتِ صحیحہ ثابت شدہ
است کہ علیؑ دریک رکاب قدم می نہاد قرآن را شروع می کرد و در دیگرے
تا می نہاد کہ قرآن را ختم می کرد"۔ کہ علیؑ ایک رکاب میں قدم رکھ کر قرآن شروع کرتا تھا
اور دوسری رکاب میں تب قدم رکھتا تھا جب حیدرؑ سارے قرآن کو ختم کر
دیتا تھا۔

میں نے یہ روایت ایک مولوی صاحب کو سنائی، کہنے لگا غلط، بالکل غلط،
میں نے کہا کیوں؟ کہا کہ اتنی جلدی قرآن ختم ہو ہی نہیں سکتا، میں نے کہا کیوں؟ کہا
کہ ہم سے جو نہیں ہوتا۔ میں نے کہا پھر تو معراج بھی غلط ہے۔ اس نے کہا وہ کیسے؟
میں نے کہا ہمیں جو کوئی نہیں لے جاتا۔ ہم تو تب مانیں جب ایک دو پھیرے ہمیں
بھی پھرا کے لے آئیں۔ اگر یہ صحیح ہے کہ پانی کے قطرے گرتے رہے، بسترِ محمدؐ

گرم رہا، حلقۂ در ہلتا رہا اور آقائے نامدارؐ عرشِ اعظم سے ہو کر آگیا تو جس کے بادشاہ کو یہ طاقت ہے کہ آنِ واحد میں فرش سے عرش تک آجا سکتا ہے تو اس کے وزیر کو یہ طاقت کیوں نہیں کہ الحمد للہ سے والناس تک کیوں نہیں جاسکتا۔

تو دوسری سُورۃ کا نام کیا ہے سُورۃ آلِ عمران، پوچھو مسلمانوں سے کہ اس سُورۃ کا نام آلِ عمران کیوں ہے؟ کہتے ہیں اس میں حضرت مریمؑ کا ذکر ہے اور حضرت علیسیٰؑ کا ذکر ہے۔ اور مریمؑ بیٹی ہے عمران کی اور عیسیٰؑ نواسہ ہے عمران کا۔ عقل کی بات کرو جب عیسیٰؑ نواسہ ہے اور مریمؑ کا شوہر کوئی نہیں بغیر شوہر کے بچہ عمران کا نواسہ بن گیا، تو مریم کا ذکر بھی اس میں آگیا، عیسیٰؑ کا ذکر بھی آگیا اور عمران کا ذکر بھی آگیا، تو تیری عقل میں نہ آیا کہ مریمؑ بیٹی ہے عمران کی، عیسیٰؑ نواسہ ہے عمران کا اگر نواسہ کی وجہ سے سُورۃ آسکتی ہے تو فاطمہؑ بیٹی ہے محمدؐ کی، حسنینؑ نواسے ہیں محمدؐ کے تو پھر آلِ محمدؐ کیوں نہیں آسکتے۔

انّ اللہ اصطفٰے آدم ونوحًا وآل ابراھیم و آل عمران الخ

ایک دوسرے کی اولاد چلے آتے ہیں۔ فرماؤ! لفظ اولاد آیا ہے یا نہیں؟ تو پھر اللہ کے بندے! جب بی بی مریمؑ کا ذکر آیا اور حضرت علیسیٰؑ کا ذکر آیا تو آلِ عمران سمجھ میں آگئی تو میری ادب سے گذارش ہے کہ یہ مباہلہ والی آیت سُورۃ آلِ عمران میں ہے یا کسی اور سُورۃ میں۔ خدا نے اسی سُورۃ میں فرمایا۔ انہیں انسانوں سے فرمایا جو مریم پر بڑا ناز کرتے تھے ان کو فرمایا فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ یہ آیت آلِ عمران میں ہے یا نہیں؟ اگر موجود ہے تو جب اسی آیت میں ابناء موجود ہے نساء موجود ہے انفسنا موجود ہے تو تجھے آلِ محمدؐ ہی سمجھ میں نہیں آئی کیونکہ فاطمہؑ بیٹی ہے محمدؐ

کی، حسنینؑ نواسے ہیں محمدؐ کے اور علیؑ تو نفسِ رسولؐ ہے۔

انّ اللہ اصطفٰے آدم ونوحًا و آل ابراھیم و آل عمران۔ فرما! آدمؑ کے بعد کس کی آل ہے؟ آدمؑ کی، نوحؑ کے بعد نوحؑ کی، ابراہیمؑ کے بعد ابراہیمؑ کی عمران کے بعد عمران کی، فرمایا الحمد للہ الذی وھب لی الکبر اسماعیل و اسحٰق شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے بڑھاپے میں بخش دیئے اسماعیلؑ اور اسحاقؑ، یہ کس نے کہا؟ حضرت ابراہیمؑ نے۔ تو یہ تمہاری بخاری شریف پہلی جلد ص۴۷۷ میں کیا ہے؟ نبی کریمؐ فرماتے ہیں کہ کان النبی یعوذ الحسن والحسین ویقول ان اباکما کان یعوذ بھا اسماعیل و اسحٰق۔

کہ حضور حسنینؑ ہما بن سیدین شریفین کو بلا کر فرماتے تھے کہ اے بیٹا حسنؑ اور حسینؑ میں تمہارے لئے وہی دعا پڑھتا ہوں جو میرا بابا ابراہیمؑ پڑھتا تھا اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کے لئے۔ کیونکہ وہ دونوں اس کے بیٹے تھے تم دونوں میرے بیٹے ہو ابراہیمؑ کی آل اسماعیلؑ اور اسحاقؑ سے چلتی ہے اور محمدؐ کی آل حسنینؑ ہمائین سے چلتی ہے۔

درود میں بڑے اضافے ہو گئے ہیں مگر میں کچھ نہیں کہتا۔ مسلمان جب تک کعبہ کی طرف رہتا ہے۔ تشہد پڑھا، التحیات پڑھا، سارا پڑھ پڑھ کے کہتا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ہر مسجد پر لکھا ہے:۔

روزِ محشر کہ جاں گداز بُود
اوّلیں پرسشِ نماز بُود

سب سے پہلے نماز کی پرسش ہوگی، ٹھیک ہے مگر اس کی بھی پرسش ہوگی یا نہیں کہ درود نماز میں پڑھا ہے یا نہیں؟ اگر پڑھا ہے تو قبول اگر نہیں پڑھا۔۔۔۔ تو ایسی منہ پر ماری کہ منہ پھر گیا۔

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ:۔

یَا اَھْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ حُبُّکُمْ
فَرْضٌ مِّنَ اللّٰہِ فِی الْقُرْآنِ اَنْزَلَہٗ
کَفَاکُمْ مِنْ عَظِیْمِ الْفَضْلِ اِنَّکُمْ
مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْکُمْ لَا صَلٰوۃَ لَہٗ

کہ اے اہلبیتِ رسولؐ! اللہ نے تمہاری دوستی فرض کردی ہے۔ فرمایا اور کیا عزت ہو اور کیا عظمت ہو۔ میں آپ کی اور کیا شان بیان کروں کہ بغیر درود کے نماز نہیں اور بغیر نماز کے نجات نہیں۔ جو تم پر درود نہ پڑھے گا اس کی نماز نہیں ہے۔

آلِ محمدؐ کی دوستی میں تو کوئی کلام نہیں ہے مگر ذرا پتہ تو کر کہ جو کچھ اللہ نے چاہا تھا وہ دوستی ہوگئی ہے۔ دوستی کسے کہتے ہیں۔ شیخ سعدیؒ نے فرمایا کہ

دوست آں باشد کہ گیرد دستِ دوست
در پریشاں حالی و درماندگی

کہ دوست وہ ہے جو دوست کا ہاتھ پریشانی میں پکڑے۔

دوست مشمار آں کہ در نعمت زند
لاف یاری و برادر خواندگی

جو دسترخوان پر یار بنے وہ یار نہیں ہے۔ دوست وہ نہیں ہے جو مشکل کے وقت چھوڑ کر چلا جائے۔ میں آپ کو اس وقت اُحد، بدر یا خیبر یاد نہیں کرانا چاہتا۔ اگر ضرورت ہوئی تو انشاء اللہ کسی وقت عرض کردوں گا۔ آج صرف یہی پوچھتا ہوں کہ فرماؤ! آلِ محمدؐ کی یہی مودت ہے، یہی دوستی ہے کہ محمدؐ کا بیٹا کربلا کے میدان میں پیاسا کھڑا ہے اور بچیاں رو رہی

ہیں۔ کھڑا ہو کے کیا کہہ رہا ہے هَلْ مِنْ نَاصِرٍ یَّنْصُرُنَا یزید کے بڑے مددگار مگر میری کوئی مدد کرو۔ لیکن کوئی جواب نہیں آیا۔ پھر فرمایا هَلْ مِنْ مُّغِیْثٍ یُّغِیْثُنَا۔ میری کوئی نصرت نہ کرو میں مظلوم ہوں مظلوم سمجھ کر میری مدد کرو۔ تیسرا فقرہ سید بیٹھے ہو برداشت نہ کرسکو گے۔ هَلْ مِنْ ذَابٍّ یَّذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ میری کوئی مدد نہ کرو، میری کوئی فریاد نہ سنو مگر محمدؐ کی بیٹیوں کے پردے بچالو بتاؤ مومنو! کیا نبی زادیوں کے پردے بچ گئے۔ میں قربان جاؤں خیمے جل گئے، لاشیں پامال ہوگئیں، زینبؑ خیمے سے باہر آگئی ایسی باہر آئی کہ کربلا سے لیکر یزید کے دربار تک ننگے سر چلی گئی۔

محمدؐ کی بیٹیاں جب قید ہوئیں، شام میں قید ہیں، آدھی رات کا وقت ہے، داروغہ نے آواز دی قبلہ! باہر آؤ۔ فرمایا کیوں؟ کہا کہ کون بی بی ہے جو قید خانے کی دیواروں کے پاس بیٹھ کر روتی ہے۔ امام باہر آئے دیکھا کہ ایک کالے برقعے والی بی بی ہے جو رو رہی ہے۔ فرمایا پھوپھی باہر آکر پتہ کرو کہ یہ کون بی بی ہے جو رو رہی ہے۔ تمام بیبیاں گئیں کہا مَنْ اَنْتِ بی بی! تو کون ہے غریب حسینؑ کو رونے والی۔ میں مرجاؤں، اس وقت منہ سے نقاب ہٹا کے کہتی ہے اَنَا فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ۔ زینبؑ میں تیری ماں فاطمہ ہوں۔ کہا اماں! یہاں کیوں رو رہی ہو۔ فرمایا زینبؑ! تو صرف شام میں روتی ہے، میں کبھی کربلا میں روتی ہوں، کبھی خولی کے تنور پر روتی ہوں، کبھی شام کی دیواروں کے پاس روتی ہوں، مجھے مسلمانوں نے بہت رلایا ہے۔

اب تو میرا دل نہیں چاہتا کہ میں تقریر کروں یا مناظرے کروں، دل یہ چاہتا ہے کہ جنگل میں شہادت کی کتاب لیکر بیٹھ جاؤں، اس کو پڑھ پڑھ کے روتا رہوں، بی بی! تو کہاں کہاں رلتی رہی۔

جب محمدؐ کی بیٹیاں شام سے واپس آئیں، مقتل ابی مخنف میں لکھا ہے کہ ایک ماتمیوں کا لمبا جلوس تھا، جو بی بی کو مدینہ سے باہر ملا۔ مدینہ کے لوگ، ہاشمی محلہ یاحسینؑ کرتا ہوا آیا، ایک جگہ پہ ماتم کا جلوس رُک گیا، زینبؑ کہتی ہیں بیٹا سجّاد! پتہ کرو یہ ماتمی کیوں رُک گئے ہیں چلتے کیوں نہیں، وہ رو کے کہتے ہیں بی بی! محلہ بنی ہاشم آگیا ہے، تیرا گھر آگیا ہے، دروازے کھل گئے ہیں۔ زینبؑ رو کے فرماتی ہیں کہ مَیں اُجڑ گئی ہوں میرا کونسا گھر ہے، میرا کوئی گھر نہیں ہے، مجھے سیدھا نانا کے روضے پرلے چلو، کہتے ہیں ماتم ہوتا ہوا قبرِ رسولؐ پر گیا، زینبؑ نے فرمایا اب سارے پیچھے ہٹ جاؤ۔ جب سارے پیچھے ہٹ گئے تو رو کے کہتی ہے مَدِیْنَۃَ جَدِّنَا لَا تَقْبَلِیْنَا نانا کے مدینے! مجھے قبول نہ کر، نانا! مَیں تیرے مدینے کے قابل نہیں رہ گئی یہ کہہ کر بی بی نے اپنے بُرقعے سے ایک کُرتہ باہر نکالا، کہتے ہیں اس کُرتے میں ایک ہزار نوسو پچاس سُوراخ تھے جب قبر کے سامنے کیا تو قبرِ رسولؐ کانپ گئی، روضۂ رسولؐ ہِل گیا، کہا نانا! تیری قبر یہ کُرتہ دیکھ کر کانپ گئی ہے، مَیں وہ زینبؑ ہوں جو لاشیں دیکھ کر آرہی ہوں۔ آخری فقرہ ہے برداشت نہیں کر سکو گے۔

کہا نانا! یہ دن کا وقت ہے، یہ کُرتہ حسینؑ کا ہے۔ رات کو آؤں گی، جب کوئی دوسرا نہیں ہوگا، یا تُو ہوگا یا مَیں ہوں گی۔ نہیں اپنا کُرتہ اُٹھا کے دکھاؤں گی کہ مسلمانوں نے کیا ظُلم کیا ہے اور لاشِ حسینؑ سے کیسے اُٹھی تھی۔

الا لعنۃ اللہ علی الظالمین

مجلس ہفتم

مبلّغِ اعظمؒ کی آخری تقریر

مودّت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ○

حضرات! جو کسی چیز کو بناتا ہے جتنا اسے پتہ ہوتا ہے اُتنا کسی اور کو پتہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ چیز اس کے ہاتھوں سے جو بنی ہے اگر ساری کائنات بھی معرفتِ علیؑ کی کوشش کرے تو نہ کر سکے گی کیونکہ اللہ علیؑ کا بھی خالق ہے، اس لئے جتنا اللہ علیؑ کو جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا۔

لہٰذا میں آلِ محمدؐ کا وہ قصیدہ پڑھتا ہوں جو اللہ نے فرمایا ہے باقی آپ کو پتہ ہے کہ مَیں ذاکروں کا خیر خواہ ہوں اور ان کا بھی ایک مقام سمجھتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے پاس یہ مکان بھی ہوں، آپ کے پاس دولت بھی ہے، آپ کے پاس دُنیاوی سہولتیں بھی ہوں لیکن اگر یہ ہوا نہ ہو تو آپ کی موت واقع ہو جائے، نہ مکان کام آئیں گے اور نہ یہ دولت کام آئے گی۔ آپ کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ ہوا کہ حالانکہ ہم کسی گنتی میں نہیں سمجھتے لیکن اس کے بغیر زندگی محال ہے

خدا کے بندے! تیرے دل میں اگر نماز بھی ہو، روزہ بھی ہو، حج بھی ہو لیکن آلِ محمدؐ کی محبت کی ہوا نہ ہو تو ہر چیز برباد ہو جائے گی۔ جب آپ آگ جلاتے ہیں تو اس کو پھونکیں مارتے ہیں تاکہ آگ تیز ہو جائے، لیکن جو تیرے دل کے اندر آلِ محمدؐ کی آگ ہے یہ ذاکر کی آواز اس کیلئے پھونک ہے تاکہ وہ تیز ہو جائے۔

ہم مولاؑ کی فوج کے تین ملازم ہیں **مولوی، ذاکر اور ملنگ** سب مل کر اپنی اپنی ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ آپ لوگ مولاؑ کے ملازم نہیں ہیں آپ مولاؑ کی رعایا ہیں۔ رعیت کے اندر نواب بھی ہوتے ہیں۔ زمیندار بھی ہوتے ہیں اور غریب بھی ہوتے ہیں۔ ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں لیکن ہم لوگ ملازم ہیں کوئی تھانے کا، کوئی تحصیل کا، کوئی ضلع کا اور کوئی پورے ملک کا۔

مُعاف کرنا! ذاکر کیا کرتے ہیں مولاؑ کے درد کی حکایت کرتے ہیں مولوی کیا کرتے ہیں، مذہب آلِ محمدؐ کی حمایت کرتے ہیں اور ملنگ کیا کرتے ہیں، دشمنانِ آلِ محمدؐ کی شکایت کرتے ہیں۔ لہٰذا ہر شخص اپنے اپنے مقام پر ڈیوٹی دے رہا ہے ذاکر اپنے مقام پہ، ملنگ اپنے مقام پر اور یہ مُلّاں اپنے مقام پر۔

ان ذاکروں کو سُنا کرو اور تھوڑا سا ہم مولویوں کو بھی سُن لیا کرو۔ جہاں شادی ہوتی ہے وہاں بہت انتظام ہوتا ہے۔ دیگیں پکتی ہیں، ڈھول، باجے قوالیاں اور جو بھی رنگ راگ ہے وہ سب کچھ ہوتا ہے۔ اب ایمان کی بات کرو کہ دیگیں بھی ہوں، ڈھول باجے بھی ہوں، خورد و نوش بھی ہو، اگر ان میں ایک مولوی نکاح پڑھنے والا نہ ہو تو بتائیے! شادی بنتی ہے، جو حرام کو حلال کرتا ہے۔ اگر مولوی نہ ہو اور ایسے ہی لے آئے تو پھر نکاح نہیں بنتا کچھ اور بنتا ہے اس لئے ہم مولویوں کو بھی سُن لیا کرو۔

مجھے اپنی قوم کا پتہ ہے اگر ذاکر ایک قصیدہ پڑھے تو سارے مومن فرمائش شروع کر دیتے ہیں کہ ذاکر صاحب ایک قصیدہ اور پڑھو! لیکن اگر کوئی مولوی دو چار آیتیں زیادہ پڑھ دے تو مومن حاضری ماننا شروع کر دیتے ہیں کہ یا غازی عباسؑ! بٹھا اس مولوی کو ہم تیری حاضری دیں گے۔

آلِ محمدؐ کے ماننے کے تین رُکن ہیں۔ پہلا اہل بیتؑ کی امامت پر ایمان لانا، دوسرا اہل بیتؑ کی محبت کو واجب سمجھنا اور تیسرا اہل بیتؑ کے دشمنوں سے بیزار ہو جانا۔ جو آلِ محمدؐ کی امامت پر ایمان نہیں لایا، جس نے آلِ محمدؐ کی محبت کو واجب نہیں سمجھا اور جو اہل بیتؑ کے دشمنوں سے بیزار نہ ہوا یا تو وہ آلِ محمدؐ کو مانتا نہیں یا پھر ماننا جانتا نہیں۔

میں آلِ محمدؐ کی محبت کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔ آواز آئی قُلْ میرا حبیب! کہہ دے، اعلان کر دے کہ دین میرا ہے، قرآن میرا ہے، اسلام میرا ہے، نظام میرا ہے، پروگرام میرا ہے، شریعت میری ہے محنت میری ہے، رسالت میری ہے تمہارا حصّہ نہیں ہے۔ قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا کہ اس شریعت کا، اس قرآن کا، اس اسلام کا، اس نظام کا اس پروگرام کا میں کوئی اجر نہیں مانگتا۔ اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی مگر آلِ محمدؐ کی محبت مانگتا ہوں۔ نعرۂ حیدری

میں مانتا ہوں قرآن بڑی دولت ہے، اسلام بڑی دولت ہے محمدؐ کی شفاعت بڑی دولت ہے، اللہ کی توحید بڑی دولت ہے، رسالت بڑی دولت ہے۔ اب قرآن سے فیصلہ کریں کہ یہ ساری چیزیں ایک طرف اور آلِ محمدؐ کی محبت ایک طرف۔

اگر ایک آدمی لاہور سے قرآن مجید لے آئے اور گلیوں میں بیچتا

پھرے، یہ سمجھتے رہتے ہیں نا اور کہتے ہیں کہ "قرآن شریف، قاعدے،
سپارے کتابیں لے لو"۔ جب وہ قرآن کھول کر بیچ رہا ہو اور ایک آدمی
وہاں سے ایک قرآن چوری کر کے گھر لے جائے اور اپنی ماں کو کہے کہ اماں!
پڑھو! میں آپ کے لئے قرآن لایا ہوں۔ ایمان سے کہو کہ ان کا سارا خاندان
اس قرآن کو پڑھے جس کی قیمت نہیں دی، اجر نہیں دیا، ساری زندگی یہ پڑھتے
رہیں تو کیا جائز ہے؟ کوئی اس کا فائدہ ہوگا؟ نہیں نا۔ تو خدا کے بندے!
جو لاہور سے قرآن لیکر آئے اگر اس کی قیمت نہ دے تو اس کی تلاوت جائز
نہیں ہے تو جو عرش سے قرآن لایا ہو، اس کی اُجرت نہ دے تو اس کی تلاوت
کیسے جائز ہو سکتی ہے۔ نعرۂ حیدری

آواز آئی قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا میرے حبیبؐ!
ان لوگوں سے کہہ دے، میری طرف سے اعلان کر دے کہ میں اور کچھ نہیں
مانگتا سب کچھ میرا ہے، مسلمان تمہیں میں نے کیا، تم بے دین تھے دیندار
میں نے کیا، میں اب دنیا سے جا رہا ہوں صرف اپنے قریبیوں کی محبت مانگتا
ہوں۔

کیوں دوستو! سارے بیٹھے ہو کبھی کسی کی سمجھ میں بات آئی ہے کہ
اصل جھگڑا کیا ہے۔ میں تمہیں سمجھا دیتا ہوں۔ میں تو ان باتوں کا وکیل ہوں۔ جھگڑا
زیادہ نہیں ہے، نمازیں سارے پڑھتے ہیں، روزے سارے رکھتے ہیں،
لیکن جھگڑا صرف اُجرت کا ہے۔ اگر ایک راج مسجد بنائے جب تک وہ بناتا
رہے تم اس کی تعریف کرتے رہو، واہ واہ، سبحان اللہ! کیسا اچھا کام کرتا
ہے۔ کتنی صفائی سے کام کرتا ہے اور جب وہ مسجد بنا کے فارغ ہو جائے اور
آپ کو کہے کہ چوہدری صاحب! ملک صاحب! شاہ صاحب! تشریف لائیں ذرا

تھوڑا سا حساب کتاب کر لیں میری اُجرت دیں، اور آپ کہیں کہ جاؤ جا، ہم تمہیں
کتنا اچھا سمجھتے تھے، آخر میں پیسے مانگنا شروع کر دیئے ہیں، آخر کمینہ نکلا نا،
اور تم اس کو دھکے دیکر باہر نکال دو، ایمان سے بتاؤ! سارا شہر اس مسجد میں نماز پڑھے
بتاؤ نماز جائز ہوتی ہے۔ جب ایک مسجد کی اُجرت نہ دیں تو نماز نہیں ہوتی اور یہ
شریعت جو ہے اس کی اُجرت نہ دو تو تمہاری نمازیں کیسی، روزے کیسے، حج
کیسا، زکواۃ کیسی۔

اب تمہاری سمجھ میں بات آگئی ہوگی۔ میں جتنا مولوی ہوں، جتنی کتابیں میں
نے پڑھی ہیں اگر میں اس قسم کا وعظ کروں کہ "پڑھو نمازاں تے رکھو روزے" تو سارے
مولوی میرے ساتھ ہوتے۔

اب بتاؤ! یہ مولوی میرے ساتھ عداوت کیوں کرتے ہیں اور ملنگ
محبت کیوں کرتے ہیں، میں بتاؤں؟ اس لئے کہ میرا اور ملنگ کی محبت کا مرکز ایک
ہے۔ اسے بھی علیؑ سے محبت ہے مجھے بھی حیدرِ کرارؑ سے محبت ہے۔

ہماری محبت آلِ محمدؐ سے ہے، بات ہی ختم ہو جاتی ہے۔ دنیا میں دو
مذہب ہیں ایک ہمارے بھائیوں کا اور ایک ہمارا۔ ہمارا مذہب اہل بیتؑ کا
مذہب ہے اور ہمارے بھائیوں کا مذہب صحابہ کرامؓ کا مذہب ہے۔ اصحاب
بنتا ہے صحبت کے ساتھ اور آل بنتی ہے قرابت کے ساتھ۔ اب آؤ! ذرا
قرآن سے پوچھ لیں کہ وہ صحبت کی محبت مانگ رہا ہے یا قرابت کی محبت مانگ
رہا ہے۔ یہ منبر پہ کتابیں ہیں جب میں قرآن اٹھاتا ہوں تو تمہیں پتہ چل جاتا
ہے کہ میں نے قرآن اٹھایا ہے عام کتاب نہیں اٹھائی۔ جب ایک طرف اصحاب
بیٹھے ہیں اور ایک طرف اہل بیتؑ بیٹھے ہیں اور جب خالق نے قرابت کی آواز
دی ہے تو تمہیں پتہ نہ چل گیا کہ صحبت کسے کہتے ہیں۔ نہیں سمجھ آئی، اور سنو!

ہمارا اور ان کا آل اور اصحاب کا فرق ہے۔ اصحاب صحبت سے نکلا ہے
صحبت کے معنی ہیں ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ لگ جانا، جیسے پگڑی
میرے سر پر ہے لیکن مصائب پڑھتے وقت اس کو اُتار دیتا ہوں، کرتہ بھی
اُتر سکتا ہے، جوتا بھی اُتر سکتا ہے مگر یہ بتائیں کہ ہاتھ کیوں نہیں اُترتے
کان، ناک اور سر کیوں نہیں اُترتے، اس لئے کہ ہم شکمِ مادر سے لیکر آئے
ہیں۔ لیکن یہ کپڑے کیوں اُترتے ہیں؟ گرمیوں میں کپڑے اور سردیوں میں
کپڑے اور۔ معاف کرنا! بچپن میں اور جوانی میں اور، کپڑے بدلتے رہتے
ہیں لیکن یہ اعضاء نہیں بدلتے اس لئے کہ کپڑے بن کے ساتھ لگتے ہیں اور
آنکھ، کان، ناک جسم کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں، تو بابا! اصحاب وہ ہوتے
ہیں جو کلمہ پڑھ کے ساتھ ملتے ہیں اور اہل بیتؑ وہ ہوتے ہیں جو محمدؐ سے
پیدا ہوتے ہیں۔

صحبت والے اور ہیں اور قرابت والے ——— اور ہیں۔

آواز آئی قل لا اسئلکم علیہ اجرا۔ اس اسلام کا، اس
قرآن کا میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا صرف اپنے قریبیوں کی محبت مانگتا ہوں
مولوی کہتا ہے کہ مولوی اسماعیل مولوی ہو کر ملنگوں سے محبت کرتا ہے،
حالانکہ وہ شراب پیتے ہیں، بھنگ پیتے ہیں نشے کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں
مولوی صاحب! تم بھی سچے ہو تمہاری نظر شریعت پر ہے لیکن میری نظر
محبت پر بھی ہے، شریعت ظاہر میں ہے محبت دل میں ہے۔ اگر دل کی
حرکت صحیح ہے تو سارا بدن صحیح ہے، اگر یہ حرکت ختم ہو گئی تو مُردہ سمجھو۔ جب
کوئی ایک آدمی مر گیا تو اس کی لاش آئی۔ عورتیں بیٹھ کر اس کو کہتی ہیں کہ خدا کا شکر
ادا کرو اس کی آنکھ بچ گئی ہے، کان بچ گئے ہیں۔ بھئی جب مر ہی گیا تو کان آنکھ

کے بچنے کا کیا فائدہ؟ او خدا کے بندے! جب تیرے دل سے آلِ محمدؐ کی محبت ہی
نکل گئی جو روح ہے تو نماز پڑھنے کا کیا فائدہ اور تیرے روزوں کا کیا فائدہ۔

میری بہت خدمات ہیں۔ میں نے ہر جگہ خدمت کی ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ
میں نہ قصیدہ پڑھ سکتا ہوں نہ دوہڑہ۔ میری صرف یہ ڈیوٹی ہے کہ قرآن سے آلِ محمدؐ
کا مذہب ثابت کروں۔ ان مولویوں کو کہو کہ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میری زندگی
میں جتنے مسئلے پوچھنے ہیں پوچھ لو۔ ماتم پوچھ لو کہاں لکھا ہوا ہے، زنجیر زنی کہاں
لکھی ہوئی ہے میری زندگی میں مجھ سے پوچھ لو میں اجازت دیتا ہوں۔ یہ دعویٰ
بہت بڑا ہے۔ یہ میرا حق نہیں تھا کیونکہ یہ دعویٰ میرے مولاؑ کا ہے کہ سَلُوْنِیْ قَبْلَ
اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ۔ لیکن میرے مولاؑ کا دعویٰ نبیوں کے سامنے تھا، ولیوں کے
سامنے تھا، فرشتوں کے سامنے تھا، غوث کے سامنے تھا، قطب کے
سامنے تھا۔ مگر میرا دعویٰ ان کے سامنے نہیں ہے میرا دعویٰ ان ملاؤں
کے سامنے ہے کہ مولوی جی! جو چاہو پوچھ لو۔

خدا تمہیں آباد و شاد رکھے، اب تمہیں تھوڑا سا اس محبت کا ثواب
بتا دوں تاکہ آپ کو اجازت دوں اور زیادہ تنگ نہ کروں اور ذاکروں کو بھی وقت
دوں۔ خدا اس محبت کا ثواب بیان فرماتا ہے وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ
فِیْهَا حُسْنًا۔ جو آلِ محمدؐ کی محبت کریں گے اگر ان کی نیکیاں کم ہوں گی تو نیکیاں
زیادہ کر دوں گا۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ گناہ معاف ہو گئے، مومن
جانے لگے، عرش سے آواز آئی مومن! تیرا شکریہ، میری طرف سے شکریہ، ملائکہ
کی طرف سے شکریہ، تو نے ان سے محبت کی جن سے کسی نے محبت نہ کی۔

قیامت کا دن آئے گا تو تمہیں آلِ محمدؐ کی محبت کا پتہ چل جائے گا۔ قیامت
کا دن جب آئے گا تو میزان لگے گی، نیکیوں کا وزن ہوگا۔ جتنی نمازیں، روزے

حج، زکوٰتیں ہوں گی، ان کو سر پر اُٹھا کر لوگ اس ترازو کے اِرد گرد پھریں گے کہ
شاید ہمیں بھی بلالیں لیکن قرآن مجید فرماتا ہے فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ
وَزْنًا۔ کہ جن لوگوں نے آلِ محمدؐ سے محبت نہیں کی ہم نے ان کی نیکیاں تولنی ہی نہیں
ہیں کیونکہ جب خریدنی ہی نہیں تو تولنی کیوں ہیں۔

(یہاں پر ماتم کے متعلق سوال ہوا) میں تو تمہارا خادم ہوں، ایک
مولوی نے کہا کہ یہ جو تم آگ پر ماتم کرتے ہو یہ دوزخیوں کا کام ہے۔ میں نے کہا
یہ امتحان ہو رہا ہے، خدا فرماتا ہے یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ
جب حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا تو عرش سے آواز آئی کہ اے آگ!
ابراہیمؑ پر ٹھنڈی ہو جا۔ بس ہم یہی بتاتے ہیں کہ آگ مومنوں پر ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور
منافقوں پر گرم ہو جاتی ہے۔

یہ قرآن کی آیت ہے یا نہیں؟ حضرت ابراہیمؑ پہ آگ ٹھنڈی ہو گئی تھی
یا نہیں؟ کیا اس پہ پانی ڈالا گیا تھا؟ خود بخود ٹھنڈی ہو گئی تھی نا۔ تو آپ کو
پتہ نہ چل گیا کہ خدا کا قانون ہے کہ مومنوں پہ آگ ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور منافقوں
پر گرم ہو جاتی ہے۔ باوا صدا حسین نے ماتم کرایا، چالیس من لکڑیاں جلا کر ماتم
کرایا، سیال شریف والا پیر آ گیا کہ یہ چرس پی رہے ہیں بھنگ نوش ہیں۔ میں نے کہا کہ پیر صاحب!
انہوں نے چالیس من لکڑیاں جلا کر ماتم کیا ہے تم پانچ سیر جلا کر داخل ہو جاؤ
میں مان جاؤں گا۔

میں عرض کر رہا تھا جب قیامت کا دن آئے گا تو ساری دنیا اپنی اپنی
نیکیاں لے کر جائے گی تو جبرائیل کہے گا یا اللہ! یہ لوگ مجبور کرتے ہیں کہ ہماری
نمازوں کا وزن کرو۔ فرمایا بیشک وزن کرو لیکن وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ
کہ ان کو کھڑے کر دو، نمازیں ان کے سر پہ رکھو، ان سے سوال کرو، اگر سوال کا جواب

آ جائے تو تول لو ورنہ واپس کر دو۔ عرش سے آواز آئی اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ عَنْ
وِلَایَةِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ (صواعق محرقہ ص۔) ان سے علیؑ کی ولایت پوچھو
جو عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ کے قائل ہیں ان کی نیکیاں تول لو باقی جب لینی ہی نہیں ہیں تو
تولنی کیوں ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ میں نے بغیر اس کے نماز لینی ہی نہیں، اور یہ علیؑ
ولی اللہ کا انکار کر کے نمازیں اُٹھائے پھرتے ہیں۔

پھر پوچھا جائے گا یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ کہ تمہارا
امام کون ہے۔ جب امام کا نام لیا تو آواز آئے گی کہ اس کی تو اپنی کسی نے نہیں تولیں
تمہاری کون تولے گا۔ ہمارے شیعہ علیؑ کے ملنگ، حیدر کرارؑ کے نعرے
لگانے والے، محبت کے مظاہرے کرنے والے، جب قیامت کے دن
میزان کے پاس جائیں گے تو میزان کے ایک طرف امام ہوگا اور دوسری طرف
شیطان ہوگا۔ نیکیاں تولی جائیں گی۔ اگر نیکیاں کم ہوں گی تو شیطان کہے گا
کہ یہ میرا ہے، تو امام کہے گا ٹھہر جاؤ! یہ علیؑ کا محب ہے، حسینؑ کا درد سینے
میں ہے میں کیسے جہنم میں جانے دوں۔ وہ کہے گا اس کی نیکیاں کم ہیں، آواز
آئے گی میری نیکیاں لے کر اس کی نیکیاں پوری کر دو اور داخل بہشت کر دو۔
آواز آئے گی یا علیؑ! آپ کی نیکیوں کے لاکھوں انبار ہیں کون سے انبار کو
ہاتھ لگائیں۔ فرمایا باقی میرے سارے انبار بند رکھو صرف ایک انبار کھولو
ضَرْبَةُ عَلِیٍّ یَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَیْنِ۔

میں ان ملاؤں کو نہیں مانتا مقام محبت اور ہے۔ لو دیکھو یہ قرآن ہے
حضرت یوسفؑ مصر کا بادشاہ ہے، مصر میں خشک سالی ہو گئی، دنیا زیورات اور
سونا لے کر گندم لینے جاتی تھی اور حضرت یعقوبؑ کے بیٹے نہ ان کے پاس سونا اور
نہ چاندی، صرف اون وغیرہ لے گئے، جیسے چونگی والے پوچھتے ہیں کہ تم کہاں

سے آئے ہو، تمہارے پاس کیا سامان ہے۔ اسی طرح ان سے بھی پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اتنی اون ہے، یہ یہ چیزیں لے کر آئے ہیں۔ کہا، کون ہو؟ کہا میں یہودا ہوں، یہودا بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم۔ میں قربان جاؤں لکھا ہے کہ جب حضرت یوسفؑ کے سامنے وہ تحریر پیش ہوئی اور پڑھی گئی۔ پڑھنے والے نے جب یہودا ابن یعقوب کا نام لیا تو آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ کہا اس کو ایک مرتبہ پھر پڑھو، اس نے پھر پڑھا، فوراً کھڑے ہو گئے، فرمایا ان کے لئے اچھے انتظامات کرو، ان کو کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیئے۔ کیوں مسلمان! لوگ سونا لے کر گئے، تاج پہن کر گئے، کسی کو گندم ملتی ہے کسی کو نہیں لیکن ان کی عزت ہو رہی ہے ——————— گندم مل رہی ہے۔ اب ذرا بتاؤ! یہاں دولت کی قدر ہو رہی ہے یا محبت کی قدر ہو رہی ہے۔ قیامت کے دن علیؑ کا تخت لگا ہوا ہوگا جب مثل پیش ہوگی کہ یہ فلاں ہے عزادارِ حیدرؑ ہے، سوگوارِ حسینؑ ہے تو اگر امام خود اٹھ کے جنت کی پرچی نہ دے تو مجھے مبلغ نہ کہنا۔

فضائلِ علیؑ کے آخری فقرے ہیں، یہ تو آلِ محمدؐ کی محبت کا ثواب ہے یہ جو دوسرے بزرگوں کی محبت کر کے دنیا سے گئے ہیں اگر کہو تو ان کی محبت کا ثواب بھی عرض کر دوں۔ قرآن سے پڑھنا ہے اپنی طرف سے تو بنانا نہیں۔ دیکھو سورۃ عنکبوت ہے اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا۔ جنہوں نے باطل سے محبت کی، تجارتیں بنالیں، سوداگری بنالی۔ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ۔ عزیزوں سے محبت کرنے والے سوداگری کر کے گئے، عزت کرا کے گئے تو قیامت کے دن ایک دوسرے کو کہیں گے کہ تم نے مجھے کافر بنایا تھا، تم نے ہم سے غیروں کی محبت کرائی تھی۔ خدا فرماتا ہے دوسرا ثواب يَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا۔ وہ ایک دوسرے پر لعنت کریں گے کہ

او لعنتی! میں تو تیرے پیچھے جاتا ہی نہیں تھا تو زبردستی مجھے لے گیا تھا۔ تیسرا ثواب وَمَأْوٰىكُمُ النَّارُ۔ تمہارا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نَّاصِرِيْنَ اور مددگار کوئی نہیں ہوگا۔

ہم علیؑ سے اسی لئے محبت کرتے ہیں کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ حُبُّ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ۔ علیؑ کی محبت عبادت ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ فرمایا کہ اَلنَّظْرُ اِلٰى وَجْهِ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ۔ کہ علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا اللہ کی عبادت ہے۔ پھر حضورؐ کو خیال آیا کہ ہر آدمی علیؑ کی زیارت نہیں کر سکے گا۔ جو علیؑ کے زمانے میں نہیں ہوں گے وہ تو اس عبادت سے محروم رہ جائیں گے۔ تو حضورؐ نے ہماری سہولت کے لئے فرمایا کہ جو علیؑ کا چہرہ نہ دیکھ سکے ذِكْرُ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ کہ علیؑ کا ذکر کرنا عبادت ہے۔ ایک دفعہ نعرہ حیدری لگا لینا بھی اللہ کی عبادت ہے۔

پھر حضورؐ نے سوچا کہ ہر جگہ علیؑ کا نام بھی کوئی نہیں لینے دے گا۔ اس وقت فرمایا جو علیؑ کا نام نہ لے سکیں حُبُّ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ کہ علیؑ کی دل میں محبت رکھ لینا بھی اللہ کی عبادت ہے۔ حضورؐ کا مقصد یہ تھا کہ نہ کسی مومن کی آنکھ نورِ علیؑ سے خالی رہے نہ کسی مومن کی زبان ذکرِ علیؑ سے خالی رہے اور نہ کسی مومن کا دل حبِّ علیؑ سے خالی رہے۔

اب ذرا مجھے ایمان سے بتاؤ! کہ جس آنکھ میں نورِ علیؑ ہو، جس زبان پر ذکرِ علیؑ ہو اور جس دل میں حبِّ علیؑ ہو کیا ایسا بندہ جہنم میں جا سکتا ہے؟ نہیں نا تو جب ایسا مومن جس کی آنکھ میں نورِ علیؑ ہوگا، جس کی زبان پر ذکرِ علیؑ ہوگا جس کے دل میں حبِّ علیؑ ہوگی وہ جہنم کی پل سے گذرے گا تو جہنم کی آواز آئے گی کہ جُزْ يَا مُؤْمِنُ فَاِنَّ نُوْرَكَ اَطْفٰى نَارِىْ کہ اے مومن!

جلدی سے گذر جا کہ تیرے نور نے میری آگ بجھا رکھی ہے۔

ریاض النضرہ میں لکھا ہے بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ میرے بابا جب بھی میرے گھر تشریف لاتے تو علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھتے رہتے۔ میں نے پوچھا بابا! آپ جب بھی میرے گھر آتے ہیں تو علیؑ کی طرف دیکھتے رہتے ہیں کیا بات ہے؟ تو فرمایا بیٹی! تمہیں پتہ نہیں کہ رسولِ خدا نے فرمایا ہے کہ اَلنَّظَرُ اِلیٰ وجہ علیٍ عبادۃٌ۔ کہ علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا اللہ کی عبادت ہے۔ فرمایا جب میں اپنے گھر ہوتا ہوں تو قرآن صامت کی تلاوت کرتا ہوں اور جب تیرے گھر آتا ہوں تو قرآن ناطق کی تلاوت کرتا ہوں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے اپنی تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ تین چیزوں کی طرف دیکھنا اللہ کی عبادت ہے۔

اَلنَّظَرُ اِلَی الْکَعْبَۃِ عِبَادَۃٌ۔ اَلنَّظَرُ اِلَی الْمُصْحَفِ عِبَادَۃٌ۔ اَلنَّظَرُ اِلیٰ وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ۔ کہ کعبہ کی طرف دیکھنا اللہ کی عبادت ہے، قرآن کی طرف دیکھنا اللہ کی عبادت ہے اور حیدرِ کرار کی طرف دیکھنا اللہ کی عبادت ہے۔

اگر آدمی کعبہ کا طواف نہ بھی کرے صرف کعبے کی طرف دیکھتا رہے تو عبادت ہوتی رہے گی، قرآن کو اگر نہ بھی پڑھے صرف سطروں کو دیکھتا رہے عبادت ہوتی رہے گی اور علیؑ سے کوئی مسئلہ پوچھے یا نہ پوچھے صرف علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھتا رہے تو عبادت ہوتی رہے گی۔

فرمایا کیوں عبادت ہے؟ اس لئے کہ ان تینوں چیزوں پر اللہ کا نور برستا ہے۔ کعبہ کی چھت پر اللہ کا نور برستا ہے، قرآن کی سطروں پر اللہ کا نور برستا ہے اور حیدرِ کرار کے چہرے پر اللہ کا نور برستا ہے۔ جب کعبہ کی چھت

پر اللہ کا نور برسا تو وہ بیت اللہ ہو گیا اور جب قرآن کی سطروں پر اللہ کا نور برسا تو وہ کلام اللہ ہو گیا۔ پھر یوں کیوں نہ کہہ دوں کہ جب حیدرِ کرار کے چہرے پر اللہ کا نور برسا تو وہ وجہ اللہ ہو گیا۔

آپ کو پتہ ہے کہ ایک مرتبہ پاکستان میں کعبہ کا غلاف تیار ہوا تھا اور اس کو تمام پاکستان میں پھرایا گیا تھا کہ دیکھو! اس کو دیکھنا اللہ کی عبادت ہے کعبہ کے غلاف کو دیکھنے کے لئے لوگ آئے، کئی آدمی پاؤں کے نیچے آکر مر گئے کہ کیا ہو رہا ہے؟ کعبہ کے غلاف کی زیارت ہو رہی ہے۔ تمام مولویوں نے فتوے دے دیئے تھے کہ یہ کعبہ کا غلاف ہے اس کو دیکھنا اللہ کی عبادت ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ کپڑا پاکستان کا ہے، دھاگہ پاکستان کا، کارخانہ پاکستان کا، کاریگر پاکستان کے۔ ابھی یہ سمندر سے پار ہوا نہیں، ابھی یہ کعبے سے مس ہوا نہیں تو اس کو دیکھنا اللہ کی عبادت کیسے ہو گئی؟ کہتے ہیں جی نیت جو ہو گئی کہ یہ کعبے کا غلاف ہے۔ جب نیت ہو گئی کہ یہ کعبے کا غلاف ہے تو اس کو دیکھنا اللہ کی عبادت ہو گئی۔ تو میں کہتا ہوں کہ جب ایک معمولی سے کپڑے پر یہ نیت ہو جائے کہ یہ کعبے کا غلاف ہے اس کو دیکھنا اللہ کی عبادت ہو جاتی ہے تو جس گھوڑے پر نیت کر لی جائے کہ یہ گھوڑا حسینؑ کا ہے تو اس کو دیکھنا اللہ کی عبادت کیوں نہیں ہوتی؟

بس عزیزو ختم کروں دو فقرے مصائب کے پڑھوں۔ ساری زندگی گذر گئی، رقعے آتے رہے اور سارے یہی پوچھتے رہے کہ مولوی صاحب! پیٹنا کہاں لکھا ہے لیکن آج تک کسی نے یہ نہ پوچھا کہ زینبؑ کو لوٹنا کہاں لکھا ہے، بعد شہادت حسینؑ کے پانچ سال تک سادات کے گھروں میں آگ نہیں جلی، پانچ سال تک محلہ بنی ہاشم سے کسی نے دھواں نکلتے نہیں دیکھا، پانچ سال تک سیدانیاں ماتم

کرتی رہیں۔

سادات کے گھر میں چار عزا خانے تھے۔ پہلا حضرت عباسؑ کی ماں کا، دوسرا حضرت مسلمؑ کی بہنوں کا، تیسرا سکینہ کی ماں کا اور چوتھا اُجڑی زینبؑ کا، کہتے ہیں جب زینبؑ نے صفِ ماتم بچھائی تو مستورات رونے لگیں۔ زینبؑ نے ایک ہاشمی عورت سے کہا کہ جاکر صغریٰ کو کہو کہ پھوپھی زینبؑ کہتی ہے آؤ مل کر حسینؑ کا ماتم کرلیں۔ وہ عورت کہتی ہے کہ جب میں گئی تو کیا دیکھا کہ چھوٹی چھوٹی سہیلیوں کو اکٹھا کرکے صغریٰ ماتم کر رہی ہے۔ میں نے کان میں جاکر کہا صغریٰ! تیری پھوپھی کہتی ہے کہ میرے ساتھ آکر ماتم کرو۔ صغریٰ نے کہا پھوپھی سے کہو کہ پہلے میں کوئی تمہارے ساتھ ماتم کرتی تھی، پہلے بھی بابا کو اکیلے روتی تھی اب بھی اکیلے رو لیا کروں گی۔

عزادارو! صغریٰ کب سے ماتم کر رہی ہے، جب حسینؑ کا قافلہ مدینہ سے چلنے لگا تو حسینؑ صغریٰ کو ساتھ نہیں لے جانا چاہتے تھے۔ عورتوں کو کہا گیا کہ صغریٰ کے ساتھ کوئی بات نہ کرنا صرف اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتی چلی جاؤ۔ جب سب بیبیاں چلی گئیں تو آخر میں صغریٰ نے زینبؑ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ پھوپھی اماں! تم بتاؤ یا نہ بتاؤ لیکن مجھے پتہ ہے کہ میرے بابا کا گھر اُجڑ رہا ہے۔ فرمایا صغریٰ! تجھے کیسے پتہ ہے کہ تیرے بابا کا گھر اُجڑ رہا ہے۔ کہا پھوپھی اماں! میں بیمار ہوں، ساری ساری رات مجھے نیند نہیں آتی۔ میں ہر روز دیکھتی ہوں کہ جب رات کا پچھلا پہر ہوتا ہے تو آسمان کی طرف سے ایک کالے برقعے والی بی بی آکر مکان کی چھت پر بیٹھ کر روتی ہے۔

طور بربادی کا معلوم مجھے ہوتا ہے
روز کوئی اس گھر میں پچھلے پہر روتا ہے

زینبؑ اپنے بھائی کے پاس آئی۔ کہا بھیا! سب نے سفارش کی ہے لیکن میں نے سفارش نہیں کی آج سفارش کرتی ہوں کہ صغریٰ بیمار ہے ہمارے بعد یہ اکیلی مر جائے گی اس کو ساتھ کیوں نہیں لے چلتے۔ میں آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہونے دوں گی۔ میں اس کی دیکھ بھال کرتی جاؤں گی۔ فرمایا زینبؑ! مجھے مجبور نہ کریں مجبور ہوں۔ کیونکہ باقی میری بیٹیاں کوئی تیری شکل کی ہے کوئی میری شکل کی ہے اور کوئی بابا کی شکل کی ہے لیکن صغریٰ کی شکل ماں زہراؑ کی شکل ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری ماں کی شکل شام کے بازاروں اور درباروں میں رُلتی پھرے۔

بس عزیزو! آخری فقرہ۔ میں تمہاری قوم کا مشہور مبلغ ہوں۔ جب میں مر جاؤں تو میری کتابیں یاد نہ رکھنا، میرے مناظرے یاد نہ رکھنا مگر میری دو وصیتیں یاد رکھنا "ایک خونِ حسینؑ نہ بھولنا دوسری چادرِ زینبؑ نہ بھولنا" جب دسویں محرم آئے تو گھر میں آرام سے نہ بیٹھنا۔ سر سے پگڑی اتارو، پاؤں سے جوتے اتارو جہاں تعزیہ جا رہا ہو کندھا دیکر کہنا محمدؐ کے بیٹے! تیرا جنازہ اُٹھانے آیا ہوں کیونکہ تو تین دن تک کربلا کی گرم ریت پر پڑا رہا۔ بیبیو! سارا سال زینت کرو لیکن جب محرم کا چاند نکل آئے تو کوئی زینت نہ کرو، سروں میں تیل نہ ڈالو کیونکہ زینبؑ رُل گئی ہے۔ بلکہ سر میں مٹی ڈال کر کہو کہ زینبؑ! تیرے کھلے بالوں کا بڑا ارمان ہے کہ تو محمدؐ کی بیٹی ہو کر درباروں اور بازاروں میں رُلتی رہی

الا لعنۃ اللہ علی الظالمین

مجلس ہشتم

ولایت

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین ٥

حضرات! یہ جو آیت میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے قرآن مجید کے چھٹے پارے سورۃ المائدہ کی آیت ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ ولایت کو بیان فرمایا ہے۔ اسی لئے میں آج کی محفل میں آپ کے سامنے ولایتِ جناب امیرؑ پڑھتا ہوں، اعلانِ خلافت کی تشہیر پڑھتا ہوں، واقعہ خمِ غدیر پڑھتا ہوں مستانِ ولا کے لئے جامِ مئے غدیر کی تاثیر پڑھتا ہوں یعنی آج کی محفل میں یا ایھا الرسول بلغ کی تفسیر پڑھتا ہوں۔ نعرۂ حیدری لگائیں شروع کرتا ہوں۔

میرا خالق فرماتا ہے یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک اے میرے رسولِ خاص! وہ چیز پہنچا جو تیرے رب کی طرف سے تیری طرف نازل کی گئی - وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو

تو نے رسالت ہی نہیں پہنچائی واللہ یعصمک من الناس۔ اللہ تجھ کو لوگوں سے بچائے گا۔ ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین۔ تحقیق اللہ قوم کافر کو ہدایت نہیں کرتا۔

تیرہ سال قرآن مکے میں اترا، دس سال قرآن مدینے میں اترا، نماز اتر چکی، روزہ اتر چکا، حج اتر چکا، تمام احکام اتر چکے۔ اب وہ مسئلہ کونسا ہے جس کیلئے محمدؐ کو کہا جا رہا ہے کہ اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو تو نے میری رسالت کا کوئی کام ہی نہیں کیا۔

اس آیت کے چار جملے ہیں پہلا جملہ۔ کہ اے میرے رسولؐ! وہ چیز پہنچا جو تیری طرف نازل کی گئی ہے۔ دوسرا جملہ۔ اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو سمجھ لینا کہ تو نے میرا کوئی کام ہی نہیں کیا تیسرا جملہ۔ اور اللہ تجھ کو لوگوں سے بچالیگا۔ اور چوتھا جملہ تحقیق اللہ قوم کافر کو ہدایت نہیں کرتا۔

اب پتہ یہ کرنا ہے کہ وہ رسول کون ہے جس کو اس مسئلہ کے پہنچانے کا حکم ہو رہا ہے اور وہ مسئلہ کیا ہے جس کے نہ پہنچنے سے اتنا بڑا نقصان ہوگا، وہ بندے کون ہیں جن سے اللہ بچانے کا وعدہ کر رہا ہے اور وہ کافر کون ہیں جن کو ہدایت نہیں ہوگی۔

خدا کے بندے! جنگِ بدر ہو چکی، احد ہو چکی، خندق ہو چکی، خیبر ہو چکی، مرحب مر چکا، عنتر کی مٹی پلید ہو گئی، ابوجہل واصلِ جہنم ہو گیا، ابولہب کی خاک اڑ گئی، عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین تباہ و برباد ہو گیا، سارے تو تباہ و برباد ہو گئے وہ نامراد بندے کون ہیں جن سے بچانے کا وعدہ ہو رہا ہے واللہ یعصمک من الناس وہ ناس کون ہیں ہو وے ان کل۔ ستیا ناس۔

خدا فرماتا ہے میرے حبیبؐ! تو تبلیغ کر لیکن اللہ نے ان کو ہدایت نہیں کرنی۔ میں کہتا ہوں یا اللہ! جب تو نے لوگوں کو ہدایت ہی نہیں کرنی تو خواہ مخواہ رسولؐ کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے۔

اگر آپ کہیں کہ مولوی صاحب! آپ مجلس پڑھیں لیکن ہم نے ماننا نہیں تو

میں نہ پوچھوں گا کہ جب تم نے میری بات ماننی ہی نہیں ہے تو مجھے مجلس پڑھانے کی کیا ضرورت ہے آپ گھر تشریف لے جائیں۔

میں مجلس پڑھنے کے لئے کھڑا ہوں تو آپ کہیں کہ مولوی صاحب! آپ بے فکر ہو کر مجلس پڑھیں ان لوگوں کا فکر نہ کریں، تو میں نہ سمجھ جاؤں گا کہ اس مجلس میں سارے مومن نہیں ہیں کچھ دوسرے بھی ہیں۔ تو جب اللہ نے فرمایا کہ میرے رسولؐ! تو تبلیغ کر لیکن ان لوگوں کا خیال نہ کرنا، تو رسولؐ کو پتہ نہ چل گیا ہوگا کہ ابھی سارے مومن نہیں ہوئے ابھی نامراد کچھ باقی رہتے ہیں۔ میرے خالق نے فرمایا وہ بندے کیسے ہیں جن کو ہدایت نہیں کرنی۔ فرمایا کَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ۔ کہ اللہ کیسے ہدایت کرے اس قوم کو جو کافر ہو گئی ایمان لانے کے بعد، رسولؐ کا کلمہ پڑھ کے مکر رسولؐ کے معجزے دیکھ کے مکر گئے، فرمایا یہ کافر نہیں یہ ظالم ہیں جو غیروں کا حق لینا چاہتے ہیں۔

ایک آدمی حکیم اجمل خان کے پاس علاج کے لئے گیا کہ حکیم صاحب! مجھے یہ بیماری ہے تو حکیم صاحب نے دوا لکھ دی۔ جب اس نے دیکھا تو کہا کہ یہ دوا تو میں بہت استعمال کر چکا ہوں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کہا اچھا اور لکھ دیتا ہوں۔ جب وہ نسخہ دیکھا تو کہا کہ یہ دوا تو میں نے پچھلے سال پی تھی تو حکیم صاحب نے کہا چلو کوئی بات نہیں اور لکھ دیتا ہوں۔ جب تیسرا نسخہ لکھا تو پھر اس نے دیکھ کر کہا کہ یہ دوا تو میں ابھی راستے میں استعمال کرتا آیا ہوں مجھے تو کوئی فائدہ نظر نہیں آیا۔ تو حکیم صاحب نے کہا کہ نامراد! پھر تو اپنے گھر جا تو تو میری ساری دکان پی بیٹھا ہے۔ میں تیرا کیا علاج کروں۔ خدا فرماتا ہے میرے پاس بھی تین چیزیں

تھیں، ایک ایمان لانا، دوسرا رسولؐ کا کلمہ پڑھوانا، تیسرا رسولؐ کے معجزے دکھلانا۔ جب یہ تینوں چیزیں ہضم کر گئے ہیں تو اب میں ان کو ہدایت کیسے کروں۔

پہلے تھوڑا یہ تہ کر لیں کہ وہ بندے کون ہیں جن سے بچانے کا وعدہ ہو رہا ہے۔ ان بندوں کے نام تو مجھے بھی معلوم نہیں کیونکہ اللہ نے جو نہیں بتائے لیکن اللہ نشاندہی کرتا ہے پہچان تو لے۔ پہلا پارہ کھول، دوسرا رکوع کھول میرا خالق فرماتا ہے:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ يُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ

کئی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور قیامت کے دن پر۔ لیکن خدا فرماتا ہے وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ کہ وہ مومن نہیں ہیں، وہ بیچارے تو کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں لیکن اللہ فرماتا ہے یہ نامراد ابھی مومن نہیں ہوئے۔ یخادعون اللہ والذین آمنوا۔ یہ بات کہہ کر وہ اللہ اور مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ لیکن اللہ فرماتا ہے یہ ان کی غلطی ہے وہ ہمیں دھوکہ نہیں دیتے وہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں لیکن اس بات کا شعور نہیں رکھتے۔ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں اس لئے کہ فی قلوبهم مَرَضٌ کہ ان کے دلوں میں بیماریاں ہیں فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وہ جتنا قرآن سنتے ہیں ان کی بیماریاں بڑھتی جاتی ہیں

اللہ نے ان کو کیا فرمایا ہے؟ مریض۔ رسولؐ کے لئے فرمایا یٰسٓ والقرآن الحکیم کہ میرا حبیب حکیم ہے۔ بندے ہو گئے مریض اور حضورؐ ہو گئے حکیم۔ لوگ کہتے ہیں کہ جب حضورؐ کو علم تھا کہ ان میں کئی لوگ اچھے نہیں ہیں تو ان کو اپنے پاس کیوں بیٹھنے دیا۔ میں پوچھتا ہوں کہ نبیؐ تو ہو گیا حکیم اور لوگ ہو گئے مریض۔ ہے جو

کبھی کسی نے سُنا ہے کہ کوئی ڈاکٹر یا حکیم ہسپتال کے دروازے پر ڈنڈا لے کر کھڑا ہو کہ میں نے مریض کی چارپائی اندر نہیں آنے دینی۔ خدا کے بندے! وہ تو دعائیں مانگتا ہے کہ کوئی نہ کوئی مریض آجائے اس میں اعتراض کی کون سی بات ہے وہ لوگ بھی اسی طرح بیٹھ گئے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں اِنہیں ابھی نہیں نکالوں گا۔ یہ لوگ میرا وعظ سُنتے رہیں، قرآن پڑھتے رہیں، حج کرتے رہیں، نمازیں پڑھتے رہیں، من کنت مولا سُنتے رہیں، علیؑ کا ہاتھ پکڑنا دیکھتے رہیں، بخٍ بخٍ بھی کریں اگر پھر بھی مکر جائیں تو قُومُوا عنّی کہہ کر دربار سے نکال دوں گا ایسے نہیں نکالوں گا۔

کئی مریض لا علاج ہوتے ہیں اور کئی مریض ہسپتال میں مر بھی جاتے ہیں، جب کوئی مریض ہسپتال میں مرجاتا ہے تو ڈاکٹر اعلان کرتا ہے کہ اگر اس کا کوئی وارث ہو تو لے جاکر دفن کردو۔ اگر کسی کا وارث ہُوا تو لے جاتے ہیں باعزت کفن دفن کرتے ہیں اور اگر کوئی بے وارث ہو تو اس کو ہسپتال کے کسی کونے میں دفن کردیا جاتا ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ فلاں شخص ہسپتال میں دفن ہے تو کیا یہ کوئی فضیلت اور فخر کی بات ہے۔ نہیں بابا! یہ فخر کی بات نہیں ہے بلکہ ہسپتال میں بے وارث دفن ہوتے ہیں وارثوں والا دفن نہیں ہوتا۔ صلواۃ دی چھل آوے میں عرض کراں۔

میں عرض کر رہا تھا کہ خدا فرماتا ہے وہ ہمیں نہیں بلکہ وہ اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ آگے ارشاد ہوتا ہے وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم زمین میں فساد نہ کرو، لڑائی نہ کرو جنگ وجدل نہ کرو تو وہ کہتے ہیں ہم تو بڑے مُصلح ہیں، ہم تو بڑے نیک ہیں، ہم تو بڑے موحد ہیں۔ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا

إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ جب وہ مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب اپنے شیطانوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم تو ان کے ساتھ ٹھٹھہ مخول کر رہے تھے۔

میرا خالق فرماتا ہے پتہ ہے ان کی مثال کیسی ہے۔ میری روانیاں سُن قرآن خوانیاں سُن۔ فرمایا۔ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ ان کی مثال ایسی ہے جیسے آگ روشن ہوئی اس کے اردگرد روشنی ہوگئی آگ بجھ گئی تو اندھیرا چھا گیا۔ اسی طرح وہ رسولؐ کا وعظ سُنتے ہیں، رسولؐ کے معجزے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں سبحان اللہ! اور جب گھر جاتے ہیں تو صفائیاں۔

ان کی دوسری مثال کیا ہے فرمایا۔ أَوْ كَصَيِّبٍ مِنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ۔

ان کی دوسری مثال ایسی ہے جیسے اندھیرا ہوتا ہے آسمان سے بجلی چمکتی ہے، روشنی ہو جاتی ہے تو ایک دو قدم اُٹھاتے ہیں، جب اندھیرا ہو جاتا ہے تو پھر رُک جاتے ہیں۔ فرمایا کبھی کبھی ان کے دلوں میں چمکیں پڑتی ہیں لیکن اکثر اندھیرا ہی رہتا ہے۔

اللہ فرماتا ہے، مثالیں تو ان کی بہت ہیں لیکن قسمیں ان کی تین ہیں صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ فرمایا صُمٌّ کانوں سے بہرے ہیں، میرا محبوبؐ! چاہے جتنے مرضی اُو بچے خطبے پڑھ انہوں نے سُننا نہیں۔ بُكْمٌ منہ سے گونگے ہیں خواہ لاکھ دفعہ من کنت مولا کہہ، اُنہوں نے حق کی گواہی دینی نہیں

عُمْیٌ آنکھوں سے اندھے ہیں، میرا محبوب! خواہ بازو پکڑ پکڑ کر دکھا اُنہوں نے دیکھنا نہیں۔

اب صرف دو مسئلے آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہُوں کہ وہ رسُولؐ کون ہے جس کو حکم ہو رہا ہے اور وہ مسئلہ کیا ہے جس کے پہچاننے کا حکم ہو رہا ہے۔

دنیا کہتی ہے ہمارا نبیؐ چالیس سال کے بعد نبیؐ ہوا ہے، یاد رکھو! مَیں اس نبی کو نبی نہیں مانتا جو چالیس سال کے بعد نبی بنے۔ ہمارا نبیؐ عالم ازل سے نبی ہے۔ آ! میری روانیاں سن قرآن خوانیاں سُن!

میرا خالق فرماتا ہے:۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ،

فرمایا اُس وقت کو یاد کرو جب زمین و آسمان بنے نہ تھے، شمس و قمر کے چراغ جلے نہ تھے دُنیا آباد نہ تھی، شاد نہ تھی۔ مَیں وعدے لے رہا تھا نبیؐ وعدہ دے رہے تھے کہ تمہارے بعد ایک نبی آئے گا اس پر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا۔ اگر تم پھر گئے تو یاد رکھنا مومنوں سے نام کاٹ کر فاسقوں میں لکھ دُوں گا۔ اس آیت نے ثابت کر دیا کہ باقی نبی اُمتوں کے نبی تھے اور محمدؐ نبیوں کا نبی ہے۔

جب حضرت ابراہیمؑ کا زمانہ آیا تو کعبہ بنا کر مکان سجا کر اللہ سے دُعا کی۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْہِمْ رَسُوْلًا مِّنْہُمْ یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْہِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ کریا اللہ!

میں کعبہ بنا بیٹھا، مکان سجا بیٹھا، وہ رسُولؐ جس نے میرے بعد آنا ہے اگر وہ میرے اس بنے ہوئے کعبے میں آجائے تو تیری بڑی مہربانی ہوگی۔

جب حضرت موسٰیؑ کا زمانہ آیا تو اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہٰىھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْہِمُ الْخَبٰٓئِثَ کہ میرے رسُولؐ کا نام تورات بھی تھا اور انجیل بھی تھا۔

جب حضرت عیسٰیؑ کا زمانہ آیا، وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىۃِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ۔ حضرت عیسٰیؑ نے بشارت دی کہ اے بنی اسرائیل! مَیں تمہاری طرف رسُول ہو کر آیا ہُوں اور مَیں تورات کی تصدیق کرنے والا ہُوں اور میرے بعد ایک نبی آئے گا جس کا نام ہوگا "احمدؐ" غلام احمد نہیں ہوگا۔

میرے اللہ نے فرمایا۔ اُے وہ میرے رسُولؐ! جس کو مَیں نے عالم اَزل میں رسُولؐ کہا، اُے وہ میرے رسولؐ! جس کو ابراہیمؑ کی دُعا میں مَیں نے رسُولؐ کہا اُے وہ میرے رسُولؐ! جس کو موسٰیؑ کی تورات میں مَیں نے رسولؐ کہا، اُے وہ میرے رسُولؐ! جس کو عیسٰیؑ کی بشارت میں مَیں نے رسُولؐ کہا، اُے وہ میرے رسُولؐ! جس کو کلمۂ طیّب میں مَیں نے رسُولؐ کہا، اب وہ چیز پہنچا جو تیری طرف نازل کی گئی ہے۔

اِکیسواں پارہ کھول سُورۃ احزاب کھول، خدا فرماتا ہے:۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَہُمْ وَمِنْکَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰہِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَاَخَذْنَا مِنْہُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا لِّیَسْـَٔلَ الصّٰدِقِیْنَ

مِّنۡ صِدۡقِہِمۡ وَ اَعَدَّ لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابًا اَلِیۡمًا ؕ

فرمایا اَے میرے محبوب! اس وقت کو یاد کر جب مَیں نے نبیوں سے تیرے لئے وعدہ لیا تھا اور تجھ سے بھی وعدہ لیا تھا۔ اَب ذرا بتا! کہ نبیوں سے تو محمدؐ کی رسالت کا وعدہ لیا گیا تھا لیکن محمدؐ سے کس کا وعدہ لیا جا رہا ہے۔

تو تفسیر فتح القدیر سے پڑھتا ہوں ص۵۷ سے پڑھتا ہوں، دوسری جلد سے پڑھتا ہوں۔ عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کُنَّا نَقْرَءُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ اَنَّ عَلِیًّا مَوْلَی الْمُؤْمِنِیْنَ۔

عبداللہ بن مسعود کہتا ہے کہ ہم رسولِ خداؐ کے زمانے میں اس آیت کے ساتھ یہ بھی پڑھتے تھے اِنَّ عَلِیًّا مَوْلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کہ علیؑ مومنوں کا سردار ہے۔ تو آج پتہ چلا کہ تمام نبیوں سے محمدؐ کا وعدہ لیا گیا تھا اور محمدؐ سے حیدرِ کرّارؑ کا وعدہ لیا گیا تھا کہ تم حیدرؑ کی منادی کرو۔

جب آخری حج کر کے حضورؐ واپس آ رہے تھے تو مقامِ غدیرِ خم پر جو لوگ ساتھ تھے ان کو روک لیا گیا جو آگے نکل گئے تھے ان کو واپس بُلایا اور جو پیچھے رہ گئے تھے ان کا انتظار فرمایا، جب تمام جمع ہو گئے تو پلانوں کا منبر بنایا، کیا فرمایا:۔

مشکوٰۃ شریف سے پڑھتا ہوں، ص۵۶۵ سے پڑھتا ہوں، پانچویں سطر سے پڑھتا ہوں، بائیں جانب سے پڑھتا ہوں، باب مناقب علیؑ سے پڑھتا ہوں، نبی کریمؐ کے فرمان سے پڑھتا ہوں، خم غدیر کے میدان سے پڑھتا ہوں، مولا علیؑ کی شان سے پڑھتا ہوں، نعرہ حیدری لگائیں شروع کرتا ہوں آپ کے سامنے

فرمایا:۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِیْرِ خُمٍّ اَخَذَ بِیَدِ عَلِیٍّ فَقَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ

مِّنْ نَفْسِہٖ قَالُوْا بَلٰی قَالَ اَللّٰھُمَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ۔ فرمایا جس کا مَیں مولا ہوا کرتا تھا اس کا حیدرِ کرّارؑ مولا ہے۔

جب علیؑ کا ہاتھ پکڑ کے مَنْ کُنْتُ مَوْلَا کہا تو آوازِ قدرت آئی میرے محبوب! اَیسے نہیں کچھ ہاتھوں سے بھی کر کے دکھا۔ مسند ابو طیالسی سے پڑھتا ہوں، ص۲۳ سے پڑھتا ہوں، حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ رسولِ خداؐ نے تبرکات کا صندوق منگایا، کھول کر اس سے ایک پگڑی نکالی عَنْ عَلِیٍّ عَمَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَوْمَ غَدِیْرِ خُمٍّ مولا علیؑ فرماتے ہیں کہ غدیر خم پر رسولِ خداؐ میرے سر پر پگڑی کے پیچ آپ باندھ رہے تھے جب آخری پیچ باندھ رہے تھے تو عرشِ اعظم سے آواز آئی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا کہ مَیں نے آج دین مکمّل کر دیا اور نعمت پُوری کر دی۔ تو خدا کے بندے! لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دین ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بھی دین ہے مگر کامل تب ہوتا ہے جب عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ آ جائے ورنہ کامل نہیں ہوتا۔

کہتے ہیں مولا کے معنی وہ نہیں ہیں جو تم کہتے ہو، مَیں کہتا ہوں جھگڑا کیسا پتہ کر لو کہ حضورؐ کس معنی میں مولا ہیں جس معنی میں حضورؐ مولا ہوئے اسی معنی میں علیؑ بھی مولا ہوں گے۔ بخاری شریف ص —— پہلی جلد —— صفحہ نمبر ۳۲۳ ——

حضرت ابوہریرہ راوی۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ قَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَ اَنَا اَوْلٰی بِہٖ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ فَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ مَاتَ وَ تَرَکَ مَالًا فَلْیَرِثْہُ عَصَبَتُہٗ مَنْ کَانُوْا وَ مَنْ تَرَکَ دَیْنًا اَوْ ضِیَاعًا فَلْیَاْتِنِیْ فَاَنَا مَوْلَاہُ۔

جب کوئی آدمی فوت ہو جاتا، لوگ آتے کہ یا رسولَ اللہ! آپ اس کا جنازہ

پڑھا دیں، تو رسولِ کریمؐ پوچھتے کہ مرنے والے کے ذمّہ کوئی قرضہ ہے؟ اگر کوئی کہتا کہ ہاں ہے تو حضورؐ فرماتے کہ اس کا جنازہ تم خود پڑھ لو۔ جب کہتے کہ اس کے ذمّہ قرضہ نہیں ہے تو اس کا جنازہ پڑھ دیتے۔ لیکن جب جنگیں فتح ہو گئیں اور مال جمع ہو گیا تو حضورؐ نے اعلان فرما دیا کہ اب اگر کوئی آدمی فوت ہو جائے تو اس کا جنازہ مَیں پڑھ دوں گا، اس کا قرضہ مَیں ادا کر دوں گا فانا مولاہ کیونکہ میں اس کا مولا ہوں ساری زندگی فرماتے رہے مَیں مولا ہوں لیکن جب اس دُنیا سے تشریف لے جانے لگے تو فرمایا کہ جس کا مَیں مولا ہوا کرتا تھا آج کے بعد اس کا علیؑ مولا ہو گا۔

لُغت میں مولا کے معنی دیکھو۔ دیکھ! مولوی اسماعیل پڑھ رہا ہے۔ میری تحقیق کی داد دینا۔ بخاری شریف جلد دوم ص۱۴۳ کتاب التفسیر سے پڑھتا ہوں کہ اَلْوِلَایَةُ مَفْتُوحَۃٌ مَصْدَرُ الْوَلَاءِ وَھِیَ الرَّبُوْبِیَّةُ وَاِذَا کُسِرَتِ الْوَاوُ فَھِیَ الْاِمَارَۃُ۔ ولایت کے دو معنی ہیں یا واؤ کی زبر سے ہے یا واؤ کی زیر سے ہے۔ اگر ولایت واؤ کی زبر سے ہو تو اس کے معنی ہیں رب ہونے کے اور اگر واؤ کی زیر سے ہو تو اس کے معنی امیر المومنین ہونے کے ہیں۔ ایک رب معنی ہیں، ایک امیر المومنین معنی ہیں۔ علیؑ کو یا رب مان کے نصیری ہو جا یا علیؑ کو امیر المومنین مان کر شیعہ ہو جا تیسرا تو کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔

کہتے ہیں جی! تم کلمہ میں عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہ کیوں پڑھتے ہو، قرآن میں دکھاؤ کہاں لکھا ہے۔ مَیں کہتا ہوں چشمِ ما روشن دلِ ماشاد۔ پہلے ذرا تم بتاؤ آپ جو ہر روز پانچ مرتبہ اذان پڑھتے ہیں اللہ اکبر اللہ اکبر یہ کہاں لکھی ہوئی ہے۔ کہتے ہیں رسولِ کریمؐ نے فرمائی۔ چھ کلمے پڑھتے ہو کس پارے میں ہیں کہ رسولِ کریمؐ نے فرمائے۔ سبحانک اللّٰھم و بحمدک و تبارک اسمک و تعالیٰ جدّک ولا الٰہ غیرک۔ کس پارے میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا، مَیں

کہتا ہوں کہ اتنا کچھ جو تمہیں رسولِ خداؐ فرما گئے اگر ہمیں تھوڑا سا علیٌّ ولی اللہ بتا گئے تو تمہیں کیا تکلیف ہو رہی ہے۔

تو یاد رکھ! اگر قرآن میں انّما ولیّکم اللہ کی آیت نہ ہوتی اور محمدؐ کی زبان پر من کنت مولا کی روایت نہ ہوتی تو ہمیں علیؑ ولیّ اللہ پڑھنے کی ضرورت نہ ہوتی، انّما ولیّکم اللہ کی آیت نے اور من کنت مولا کی روایت نے ہمیں علیؑ ولیّ اللہ پڑھا دیا۔ بابا! صرف ہمیں ہی نہیں بڑے بڑے بزرگوں سے بخٍ بخٍ کہلوا دیا۔

کہتے ہیں ثبوت دکھاؤ کہاں لکھا ہے۔ اچھا سُن شفاء قاضی عیاض کے ص۱۱۸ سے پڑھتا ہوں۔ عَنْ اَبِی الْحَمْرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَمَّا اُسْرِیَ بِیْ اِلَی السَّمَاءِ اِذَا عَلَی الْعَرْشِ مَکْتُوْبٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَیَّدْتُہٗ بِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ۔ حضورؐ فرماتے ہیں جب مَیں معراج کی رات عرشِ اعظم پر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ عرش پر لکھا ہوا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ الخ مَیں نے عرض کی یا اللہ! لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ تیری توحید ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ میری رسالت ہے یہ میرے بھائی علیؑ کا نام کیوں لکھا ہوا ہے۔ آواز آئی اے میرے محبوب! ٹھیک ہے توحید میری ہے، رسالت تیری ہے لیکن جب تک حیدرؑ مدد کے لئے نہ آئے نہ توحید رہتی ہے نہ رسالت رہتی ہے۔

پھر کہتے ہیں علیؑ کا نام تو آ گیا ہے لیکن علیؑ ولیّ اللہ تو نہیں آیا، تو پھر سُن! مقتل خوارزمی جلد دوم ص۱۰۸ سے پڑھتا ہوں۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ مَکْتُوْبٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہ، حضورؐ فرماتے ہیں جب مَیں معراج کی رات عرش پر گیا تو جنّت کے دروازے پر کیا دیکھتا ہوں کہ تین سطریں لکھی ہوئی ہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیؑ

ولی اللہ۔ نعرۂ حیدری۔

بابا! تُو تو کہتا تھا کہ جس مکان پر علیؑ ولی اللہ لکھا ہو وہ شیعوں کا مکان ہوتا ہے، جس مسجد پر لکھا ہو وہ شیعوں کی مسجد تو اَب جنّت کے دروازے پر بھی علیؑ ولی اللہ لکھا ہے۔ اَب بتا! جنّت شیعوں کا ہے یا غیروں کا ہے۔

لوگوں کو علیؑ ولی اللہ سے بڑی ضد ہے۔ ایک مرتبہ مَیں منٹگمری گیا وہاں امام باڑے کے اوپر مسجد ہے۔ نماز کا وقت ہوا مَیں بھی نماز کے لئے مسجد میں چلا گیا تو ایک مولوی صاحب بھی اذان سُن کر تشریف لے آئے، وضو کرنا شروع کیا، مؤذن نے کہا اللہ اکبر، ہاتھوں پہ پانی ڈالا، وضو کرتا رہا، ابھی وہ مُنہ پہ پانی ڈال رہا تھا کہ مؤذن نے کہا اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ تو مولوی کہتا ہے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ جُوتے بغل میں دبائے اور باہر جانے لگا مَیں نے کہا مولوی صاحب! آپ آئے بھی اور جا بھی رہے ہیں نماز کیوں نہیں پڑھی، کہنے لگا یہ مسجد کوئی نماز کے قابل ہے؟ مَیں نے کہا اگر مرمّت کی ضرورت ہو تو بتا دو کرا دیں گے۔ کہنے لگا نہیں مسجد تو اچھی ہے لیکن یہ اذان میں علیؑ ولی اللہ کیوں پڑھتے ہو۔ مَیں نے کہا صرف تمہیں نکالنے کے لئے کہ علیؑ والا آئے اور دوسرا ——— جائے۔

جب سے میں نے کتابوں میں پڑھا ہے نا۔ کہ جنّت کے دروازے پر علیؑ ولی اللہ لکھا ہو گا تو مجھے ان مولویوں کی بڑی فکر ہے جو علیؑ ولی اللہ کو اچھا نہیں سمجھتے۔ جب ایسے ہی مولوی غلطی سے جنّت کے دروازے پر جائیں گے اور جنّت کے دروازے پر دیکھیں گے علیؑ ولی اللہ لکھا ہوا تو ایک دُوسرے کو کہیں گے مولوی نظام دین صاحب! مولوی نُور دین صاحب! واپس چلو یہ جنّت نہیں یہ تو کوئی شیعوں کا امام باڑہ معلوم ہوتا ہے۔

ایک مولوی کہنے لگا تم وَلی ولی بڑا کہتے ہو لیکن آج تک شیعوں میں تو کوئی وَلی ہوا ہی نہیں۔ مَیں نے کہا چلو بات ہی ختم ہو گئی آج تک دُنیا میں جتنے وَلی ہوئے ہیں اگر علیؑ علیؑ کر کے ہوئے ہیں تو ہمیں دے دو اگر اور کسی کا نام لیکر ہوئے ہیں تو تم لے لو۔

کسی نے خواجہ نظام الدّین اولیاء سے پُوچھا کہ خواجہ صاحب! آپ کو بھی دُنیا وَلی کہتی ہے اور علیؑ کو بھی ولی کہتی ہے، آپ کے اور علیؑ کے ولی ہونے میں کیا فرق ہے؟ تو خواجہ صاحب نے فرمایا تو کمّی ہے یا زمیندار؟ کہنے لگا حضُور! مَیں تو کمّی ہُوں۔ کہا تو دانے گندم کے کھاتا ہے یا اور کسی چیز کے؟ کہا گندم کے، تو فرمایا یہ بتا! کہ تیرے گندم کھانے اور سرداروں کے گندم کھانے میں کیا فرق ہے۔ کہا خواجہ صاحب! سرداروں کی اپنی گندم ہوتی ہے ہم ان سے لے کر کھاتے ہیں، تو خواجہ صاحب نے فرمایا او عقل کے اندھے! تمہیں اَب بھی پتہ نہیں چلا کہ علیؑ خود مالکِ ولایت ہے مَیں گدا گر رہا ہُوں حیدرؑ کے دروازے سے۔

مَیں ایک دفعہ شہباز قلندرؒ کے دربار سیون شریف گیا۔ دروازے پر کیا دیکھا لکھا تھا:-

سُر گروہے تمام رِندانم
ہادیٔ سالکانِ عرفانم

کہ مَیں تمام رِندوں کا سربراہ ہُوں اور تمام سالکوں کا رہنما ہُوں۔

مَیں نے پُوچھا قلندر صاحب! یہ مرتبہ آپ کو کہاں سے مِل گیا۔ فرمایا:-

کہ سگِ کوئے شیر یزدانم

کہ مَیں علیؑ کے دروازے کا کتّا جو ہو گیا ہُوں۔

پھر مَیں نے پُوچھا قلندر صاحب! مجھے یہ پتہ تو چل گیا ہے کہ آپ کو تمام مرتبے علیؑ کے دروازے سے ملے ہیں لیکن یہ بتائیں! کہ آپ کا مذہب کیا ہے کیا آپ شیعہ ہیں، سُنّی ہیں، شافعی ہیں، حنبلی ہیں، دیوبندی ہیں، چکڑالوی ہیں، نقشبندی ہیں آپ کا مذہب کیا ہے۔ فرمایا نہ میں شیعہ ہُوں نہ سُنّی ہُوں بلکہ

؎ حیدریم قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علیؑ ہستم

مولانا ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری کی دوسری جلد میں فرماتے ہیں مَا بَلَغَ اَحَدٌ مِنَ الْاُمَمِ السَّابِقَةِ بِدَرَجَةِ الْاَوْلِيَاءِ اِلَّا بِتَوَسُّطِ رُوْحِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ کہ ان اُمتوں کو چھوڑ دو۔ آج تک پہلی اُمتوں میں بھی کوئی وَلی نہیں بن سکا۔ جب تک حیدرِ کرّار کی رُوح نے مدد نہیں کی کوئی ولی نہیں بن سکا۔

حضرت علیؑ نے اپنی زندگی میں بڑے وَلی بنائے میں لیکن حسینؑ نے میدانِ کربلا میں صرف شبِ عاشور بہتر وَلی بنا دیئے۔ رسُولؐ کے بھی وَلی تھے حسینؑ کے بھی وَلی تھے۔ لیکن رسُولؐ اور حسینؑ کے وَلیوں میں بڑا فرق ہے۔ رسُولؐ کہتے تھے مجھے چھوڑ کر نہ جاؤ لیکن حسینؑ شبِ عاشور فرماتے ہیں کہ ان کو تم سے دشمنی نہیں ہے مجھ سے ہے لہٰذا تم چلے جاؤ لیکن نہیں جاتے بلکہ کہتے تھے کہ ہم آپ کے قدموں میں اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ ہر آدمی چاہتا تھا کہ میں پہلے میدان میں جاؤں۔ لیکن ایک ہستی ایسی ہے جس کو حسینؑ میدان میں جانے کی اجازت نہیں دیتے وہ مولا غازی عباسؑ ہے۔

لیکن جب سکینہ پیالہ لیکر حضرت عباسؑ کے پاس آئی کر چچا! اب پیاس برداشت نہیں ہوتی ایک گھونٹ پانی لاکے دے دو۔ تو عباسؑ کا دل بے چین ہو گیا زہیر ابن قین نے کہا کہ عباسؑ! آج مَیں تمہیں ایک حدیث سُناؤں، تو جناب عباسؑ

نے فرمایا کہ زہیر! یہ حدیثیں سُننے کا وقت نہیں ہے۔ زہیر نے کہا کہ مَیں اس وقت کا واقف ہُوں جب حضرت امیر المومنینؑ نے جناب اُمّ البنین سے شادی کی خواہش کی تو عقیل سے کہا کہ میری شادی ایسی جگہ کرو جو بہادر خاندان ہو۔ بہادر خاندان کی لڑکی تلاش کرو، تاکہ اللہ مجھے ایک بچہ عطا فرمائے جو حسینؑ کی مصیبت کے وقت اس کی مدد کرے۔ جب جناب عباسؑ نے یہ سُنا تو رونگٹے کھڑے ہو گئے اور فرمایا زہیر! تُو نے ایسے وقت جوش دلا دیا، اسی حالت میں عباسؑ حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی مولاؑ! اب مجھ سے برداشت نہیں ہو تاکہ عباسؑ زندہ ہو اور سکینہ پیالہ لئے کھڑی ہو۔ مجھے اب اجازت دیجئے تاکہ سکینہ کے لئے پانی لے آؤں۔ تو حسینؑ نے فرمایا عباسؑ! تم نہ جاؤ تم تو میری فوج کے علمدار ہو۔ کہا مولاؑ! جب فوج ہی نہ رہی تو علمداری کس کی کروں گا۔

بس عزیزو! جناب عباسؑ گئے مشکیزہ لیا، لکھا ہے کہ مقابلہ کر کے نہر کے کنارے پہنچ گئے پانی کے اندر قدم رکھ دیا، جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عباسؑ نے پانی پی لیا تھا بالکل غلط ہے۔ تمام تاریخوں میں لکھا ہے کہ عباسؑ نے پانی کا چلّو بھرا اور کہا عباسؑ! تیرے ہاتھ پانی تک پہنچ گئے ہیں اور سکینہ پیاسی پھر رہی ہے۔ پانی پھینکا اور خشک لب ہی دریا سے باہر آ گئے۔ دس ہزار آدمیوں نے حملہ کیا، کہا کہ پانی خیموں تک نہ پہنچنے پائے۔ ادھر عباسؑ کی کوشش تھی کہ کسی طرح پانی سکینہ تک پہنچ جائے۔ ایک ظالم نے چھپ کر وار کیا ایک بازو قلم ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد دوسرا بازو بھی قلم ہُوا تو مشکیزہ دانتوں سے پکڑا، آواز دی سکینہ! مَیں پانی لئے آ رہا ہُوں۔

مَیں قربان جاؤں! ایک تیر مشک میں آ کر لگا، سارا پانی بہہ گیا، اب عباسؑ کی آس ٹوٹ گئی۔ سوچا اگر مَیں خالی ہاتھ گیا تو سکینہ کو کیا منہ دکھاؤں گا، تو عباسؑ نے

زین سے زمین پر آتے ہوئے آواز دی یا مولاہ ادرکنی ، مولا! میری مدد کیجئے ۔ جب حسینؑ نے آواز سُنی تو کرسی سے اُٹھے ، کمر پہ ہاتھ رکھ کر کہا اَلْاٰنَ اِنْکَسَرَ ظَھْرِیْ اَب میری کمر ٹوٹ گئی ۔

شیعو! حضرت امام حسینؑ وہاں آئے جہاں حضرت عباسؑ زمین پر گرے ہوئے تھے ۔ حضرتؑ آگے بڑھے عباسؑ کا سر اُٹھا کے زانو پر رکھا ، کہا عباسؑ! آنکھیں کھول کر دیکھ کہ میں کون ہوں ۔ عرض کی میرا مولا و آقا ہے ۔ حسینؑ نے فرمایا میں کوشش کرتا ہوں کہ تیری لاش اُٹھاؤں ۔ بس او عزیزو ! یہ سُننا تھا کہا مولاؑ ! میری لاش نہ اُٹھانا کہ اوّل تو میں برداشت نہیں کرتا کہ آقا غلام کی لاش اُٹھائے دوسرا یہ کہ ابھی تک ساری فوج کو پتہ نہیں چلا کہ عباسؑ شہید ہو گیا ہے ، فوجیں جو زینبؑ کے خیمے پر حملہ نہیں کرتیں میرے جلال کی وجہ سے نہیں کرتیں ، میرے رُعب کی وجہ سے نہیں کرتیں ۔ اس لئے جب آپ میری لاش اُٹھا کے لے جائینگے تو سب کو پتہ چل جائے گا کہ عباسؑ شہید ہو گیا ہے تو زینبؑ کا خیمہ لُوٹ لیا جائے گا اُس وقت امام حسینؑ نے فرمایا کہ عباسؑ! تیری یہ جوانمردی ہے کہ آپ دُنیا سے چلا جا رہا ہے مگر زینبؑ کا خیال دل میں لئے جا رہا ہے ۔

مَیں قُربان ! عباسؑ کی رُوح پرواز کر گئی ، حسینؑ نے ایک ہاتھ میں علم لیا ، دوسرے ہاتھ میں مشکیزہ لیا خیموں کی طرف چلے ، ادھر خیمے میں جب عَلَم کو بلند دیکھا تو پیالہ ہاتھ میں لیا کہ چچا پانی لے آیا ہے تو حسینؑ نے رد کر فرمایا سکینہ! تیرا چچا فرات کے کنارے شہید ہو گیا ہے ۔

بس عزیزو آخری فقرے ! لکھا ہے جناب زینبؑ فرماتی ہیں کہ جب میں بچی ہوا کرتی تھی تو میرے بابا اور اماں فرمایا کرتے تھے کہ زینبؑ ! تجھے ایک دن بے ردا کیا جائے گا ، تیری چادر چھینی جائے گی ۔ لیکن جب بھیا عباسؑ جوان ہو گئے اور ان کی بہادری

کی شہرت سارے عرب میں پھیل گئی تو میں سوچتی تھی کہ بابا ٹھیک فرماتا تھا ، ماں زہراؑ بھی صحیح فرماتی تھیں لیکن جس بہن کا عباسؑ جیسا بھائی ہو اس کی چادر کون چھین سکتا ہے ؟ اسی لئے جب حسینؑ نے مدینہ چھوڑا اور عباسؑ ساتھ چلے تو زینبؑ کو کوئی فکر نہیں تھا ۔ تمام بیبیوں کو فرماتی تھیں کہ فکر نہ کرو میں تمہارے پردے کی ذمہ وار ہوں ۔ دسویں محرّم تک زینبؑ یہی فرماتی رہیں ۔ لیکن جب میدانِ کربلا سے آواز آئی قَدْ قتل العباس کہ عباس شہید ہو گئے تو تمام بیبیوں کو اکٹھا کر کے فرمایا اپنی اپنی چادریں اُتار دو ہمارے پردے بچانے والا مارا گیا ، عباس شہید ہو گیا ۔

الا لعنۃ اللہ علی الظالمین

مجلسِ نہم

تطہیر

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا ۝

(پ۲۲ سورۂ احزاب۔ آیت ۳۳)

حضرات ــــ! میں آج کی مجلس میں آپ کے سامنے ذکرِ اہل بیتؑ کرتا ہوں، آلِ محمدؐ کا ذکر کرتا ہوں، رسولؐ کے گھر والوں کا ذکر کرتا ہوں، محمدؐ کے خاندان کا ذکر کرتا ہوں، ذی القربیٰ کا ذکر کرتا ہوں، فی القربیٰ کا ذکر کرتا ہوں، اُولوالارحام کا ذکر کرتا ہوں، جن کے گھر قرآن نازل ہوا ان کا ذکر کرتا ہوں، جن پر صدقہ حرام ہے ان کا ذکر کرتا ہوں، جن پر خمس واجب ہے میں اُن کا ذکر کرتا ہوں، جہاں پر نبوت ختم ہوئی ہے میں ان کا ذکر کرتا ہوں اور جہاں سے امامت شروع ہوتی ہے میں ان کا ذکر کرتا ہوں۔

شیعہ کو آپ جب بھی دیکھیں گے تو اہل بیتؑ کا ذکر کریں گے، اگر نذر و نیاز دیں گے تو اہل بیتؑ کی، اگر اپنے بچوں کے نام رکھیں گے تو اہل بیتؑ

کے ناموں پر، اس لئے کہ برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ اگر شیعوں کے گھر میں سوائے اہل بیتؑ کے کچھ ہو تو نکلے اگر نہ ہو تو نکلے کیسے؟

ہمارا مذہب اہل بیتؑ کا مذہب ہے۔ اسی لئے ہم جو کچھ کرتے ہیں اہل بیتؑ کے لئے کرتے ہیں۔ خوش ہوتے ہیں تو اہل بیتؑ کے لئے، روتے ہیں تو اہل بیتؑ کے لئے، ماتم کرتے ہیں تو اہل بیتؑ کے لئے، لڑتے ہیں تو اہل بیتؑ کے لئے، مرتے ہیں تو اہل بیتؑ کے لئے، کسی کو مانتے ہیں تو اہل بیتؑ کے لئے، کسی کو نہیں مانتے تو اہل بیتؑ کے لئے، بابا! کسی پر رحمت کرتے ہیں تو اہل بیتؑ کے لئے، کسی پر لعنت کرتے ہیں تو وہ بھی اہل بیتؑ کے لئے کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں اہل بیت کا لفظ تین مرتبہ آیا ہے۔ پہلی مرتبہ آیا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ رَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکٰتُہٗ عَلَیْکُمْ اَہْلَ الْبَیْتِ اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ دوسری مرتبہ آیا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰٓی اَہْلِ بَیْتٍ یَّکْفُلُوْنَہٗ اور تیسری مرتبہ آیا اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا۔

جہاں پہلی مرتبہ اہل بیتؑ کا ذکر آیا وہاں حضرت ابراہیمؑ کے اہل بیت کا ذکر ہے، جہاں دوسری مرتبہ اہل بیتؑ کا ذکر آیا ہے وہاں حضرت موسیٰؑ کے اہل بیت کا ذکر ہے اور جہاں تیسری مرتبہ اہل بیت کا ذکر آیا وہاں رسولِ کریمؐ کے اہل بیت کا ذکر ہے۔

جب حضرت ابراہیمؑ کا زمانہ آیا تو ہر چیز ابراہیمؑ کی وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِبْرٰہِیْمَ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا۔ نبوت ابراہیمؑ کی اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ امامت ابراہیمؑ کی۔ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰہِیْمَ

وَ آلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِيْنَ آل بھی ابراہیمؑ کی ، صُحُفِ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوسٰى صحیفہ بھی ابراہیمؑ کا ، مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا ملت بھی ابراہیمؑ کی ، اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلْعَالَمِيْنَ بیت اللہ بھی ابراہیمؑ کا، ہر چیز ابراہیمؑ کی، اگر ناراض نہ ہوں تو یہ بھی کہہ دوں کہ اِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرَاهِيْمَ شیعہ بھی ابراہیمؑ کے۔

جب حضرت موسٰیؑ کا زمانہ آیا تو واذکر فی الکتاب موسٰی نبوت موسٰیؑ کی ، تورات موسٰیؑ کی۔ رب اشرح لی صدری ویسّر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرًا من اھلی ، خلافت موسٰیؑ کے بھائی ہارونؑ کی ، فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ شیعہ بھی موسٰیؑ کے ۔ تو بابا! جب ابراہیمؑ کا زمانہ آیا تو ہر چیز ابراہیمؑ کی، موسٰیؑ کا زمانہ آیا تو ہر چیز موسٰیؑ کی لیکن جب رسولِ کریمؐ کا زمانہ آیا تو خلافت غیر کی کیوں ہے امامت غیر کی کیوں ہے۔

اہل بیت کے معنی ہیں گھر والے اور اصحاب کے معنی ہیں صحبت میں بیٹھنے والے ۔ گھر والے اور ہوتے ہیں صحبت میں بیٹھنے والے اور ہوتے ہیں کہتے ہیں ہر آدمی اہل بیت ہے اصحاب بھی اہل بیت ہیں ۔ میں کہتا ہوں اصحاب کو اہل بیت کے ساتھ نہ ملاؤ۔ اگر کوئی کسی جگہ نلکہ لگوا دے اس نیّت سے کہ لوگ پانی پئیں گے تو اس کا ثواب ہو گا ، اور اگر وہی پانی دودھ میں ڈال کر بیچنا شروع کر دے تو پھر بھی ثواب ہو گا ؟ نہیں ناں ۔ بلکہ اگر پولیس کو پتہ چل جائے کہ یہ شخص دودھ میں پانی ڈال کر بیچتا ہے تو اس کا چالان ہو جائے گا ۔ بابا! جب دودھ میں پانی ملانے والے کا چالان ہو جاتا ہے تو جو نور میں خاک ملاتا ہے اس کا چالان کیوں نہیں ہوتا ۔

جب سے میں یہاں آیا ہوں یا جہاں کہیں بھی جاتا ہوں ، اگر روٹی مانگوں تو گھر والوں سے جنہوں نے ہمیں بلایا ہوتا ہے ، اگر پانی کا گلاس مانگیں تو گھر والے دیتے ہیں ۔ اگر آپ سے پانی مانگیں تو آپ کہیں گے کہ مولوی صاحب! ہم تو مجلس سننے آئے ہیں گھر والوں سے مانگو۔ تو پتہ چل گیا کہ جب ہمیں گھر والوں کے بغیر پانی کا گلاس کوئی نہیں دے سکتا تو اہل بیت کے سوا ہمیں جنت کون دے گا کوثر کون دے گا۔

یہ جو مجلس ہو رہی ہے اس کا بھی کوئی انتظام کرنے والا ہے اگر اس کا انتظام کرنے والا نہ ہو تو یہ مجلس کیسے ہو سکتی ہے ، نہیں ہو سکتی نا ، جب ہمارے لحاظ سے یہ ایک چھوٹی سی مجلس ہے اس کا بھی کوئی انتظام کرنے والا ہے تو جب اسلام کی سب سے پہلی مجلس ہوئی تھی بتاؤ ! اس کا انتظام کرنے والا کون تھا ، اس کا بانی مبانی کون تھا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ وہ اسلام کی پہلی مجلس محمدؐ کے گھر میں ہوئی ، اس کا انتظام کرنے والے محمدؐ کے چچا تھے ، کھانا پکانے والی بی بی خدیجہؑ تھیں اور اصحاب بیٹھ کر کھانے اور سننے والے تھے ۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے وَ وَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰى ۔ میرے محبوب کے پاس مال نہ تھا ، میں نے اس کو مال دے کر غنی کر دیا ۔ حضرت ابو طالبؑ نے حضورؐ کی خدمت تلوار سے کی اور بی بی خدیجہؑ نے حضورؐ کی خدمت مال سے کی ۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے اے میرے محبوب ! میرے دین کی خدمت کی ہے دو ہستیوں نے ایک ابو طالبؑ نے دوسری خدیجۃ الکبریٰ نے ۔ میرے محبوب! لوگ انصاف نہیں کریں گے ۔ ابو طالبؑ کو کہیں گے کہ اس نے کلمہ نہیں پڑھا اور خدیجۃ الکبریٰ کی بیٹی کا کہیں گے اس کا کوئی حق نہیں ہے ۔ فرمایا میں انصاف کر دیتا ہوں۔ میرے پاس صرف دو چیزیں تھیں ، ایک میرے پاس نبوت تھی اور دوسری امامت تھی

میرا محبوب! نبوت تو تجھ پر ختم کر چکا ہوں تیرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا ، باقی رہ گئی امامت ، اب اگر میں امامت ابوطالبؑ کو دوں تو خدیجۃ الکبریٰ محروم رہتی ہے ، اگر خدیجہ کو دوں تو ابوطالب محروم رہتا ہے ۔ میرے محبوب ! ایسا کیوں نہ کر دیا جائے کہ بیٹا ہو ابوطالبؑ کا اور بیٹی ہو خدیجۃ الکبریٰ کی ، دونوں کی شادی عرش پر کر کے امامت کے موتی میں کیوں نہ پیدا کر دوں ۔

میں قربان جاؤں ریاض النضرہ میرے ہاتھ میں ہے اس کے صفحہ ۲۴۲ جلد دوسری سے پڑھ رہا ہوں کہ عَنْ اَنَسٍ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ فِی الْمَسْجِدِ اِذْ قَالَ لِعَلِیٍّ ھٰذَا جِبْرَائِیْلُ یُخْبِرُنِیْ اَنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ زَوَّجَکَ فَاطِمَۃَ وَاَشْھَدَ عَلٰی تَزْوِیْجِکَ اَرْبَعِیْنَ اَلْفَ مَلَکٍ وَ اَوْحٰی اِلٰی شَجَرَۃِ طُوْبٰی اَنْ اُنْثُرِیْ عَلَیْھِمُ الدُّرَّ وَالْیَاقُوْتَ فَنَثَرَتْ عَلَیْھِمُ الدُّرَّ وَالْیَاقُوْتَ فَابْتَدَرَتْ اِلَیْہِ الْحُوْرُ الْعِیْنُ یَلْتَقِطْنَ مِنْ اَطْبَاقِ الدُّرِّ وَالْیَاقُوْتِ فَھُمْ یَتَھَادُوْنَہٗ بَیْنَھُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔

انس بن مالک کہتا ہے کہ دربار محمد مصطفیٰ لگا ہوا تھا ، پروانے قربان ہو رہے تھے ، دربار محمدی جگمگا رہا تھا کہ جبرئیل فرشتہ نازل ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! آپ کو مبارک ہو! کہ خداوند عالم نے فاطمہؑ کی شادی علیؑ کے ساتھ عرش پر چالیس ہزار فرشتوں کی گواہی میں کر دی ہے اور درخت طوبیٰ کو حکم دیا کہ تو دُر اور یاقوت نچھاور کر کیونکہ آج فاطمہؑ کی شادی ہے۔ درخت طوبیٰ نے دُر اور یاقوت نچھاور کئے ، حوروں کو حکم ہوا کہ یہ دُر اور یاقوت تم چن لو۔ حوروں نے طبق بھر بھر کے اپنے پاس رکھ لئے اور جب کبھی کوئی خوشی کا دن آتا ہے تو حوریں وہ دُر اور یاقوت ایک دوسرے کو تحفہ دیکر

کہتی ہیں کہ یہ وہ موتی ہیں جو ہمیں نے فاطمہؑ کی شادی کے دن چنے تھے ۔

صواعق محرقہ میں ہے کہ فرشتوں کو حکم ہوا کہ تم درخت طوبیٰ کے پتے چن لو۔ فرشتوں نے پتے چنے تو کیا دیکھا کہ ان پتوں پر کچھ نام لکھے ہوئے ہیں ۔ فرشتوں نے عرض کیا یا اللہ! یہ کن لوگوں کے نام ہیں ، فرمایا یہ حبداران فاطمہؑ کے نام ہیں۔ جن لوگوں کے نام ان پر لکھ دیئے گئے ہیں قیامت کے دن وہ جنت میں جائیں گے غیر نہیں جاسکتا ۔

بیت سے مراد تین بیت مراد لئے گئے ہیں پہلا بیت اللہ شریف دوسرا بیت عرش اعظم اور تیسرا بیت مدینہ والی مسجد۔

کیا ہم اہل بیت ہو سکتے ہیں اگر ماں وقت ولادت بچہ قرآن پڑھ رہی ہو تو قرآن کو چھوڑنا پڑے گا کہ بچہ پیدا ہو رہا ہے ، اگر وقت ولادت بچہ ماں نماز پڑھ رہی ہو تو مصلے سے دور ہونا پڑے گا ، اگر ماں وقت ولادت بچہ کعبہ کا طواف کر رہی ہو تو پیچھے ہٹ جائے گی مگر اہل بیت وہ ہوتا ہے کہ اگر ماں طواف کعبہ کر رہی ہو اور وقت ولادت بچہ آجائے تو دیوار کعبہ شق ہو جائے کر اندر آجا آج اہل بیت پیدا ہو رہا ہے۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ میں جو اِنَّمَا ہے وہ کلمہ حصر ہے جس کے معنی ہیں "سوائے اس کے نہیں"۔ جہاں اِنَّمَا آجائے وہ چیز غیر کے ساتھ نہیں ملتی ۔

جس طرح میرا خالق فرماتا ہے :- اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ ۔ فرمایا شیطانی عمل اور بھی بہت ہیں لیکن جیسا شراب اور جوا شیطانی عمل ہے ایسا کوئی اور شیطانی عمل نہیں ہے ۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ حرام اور بھی بہت ہیں لیکن جیسے مردار اور خنزیر حرام ہیں ایسی کوئی اور چیز حرام

نہیں۔ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ۔ نجاستیں تو اور بھی بہت ہیں لیکن جیسی شرک نجاست ہے ایسی کوئی اور نجاست نہیں ہے۔ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ۔ فرمایا بشر اور بھی بہت ہیں لیکن جیسا میں محمدؐ بشر ہوں ایسا کوئی اور بشر نہیں ہے۔

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا۔ دعوتیں تو اور بھی بہت سی ہیں لیکن جیسی سورۃ دہر کی دعوت ہے ایسی کوئی اور دعوت نہیں ہے۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ولی اور بھی بہت ہیں لیکن جیسے اللہ، اس کا رسولؐ اور رکوع میں زکوٰۃ دینے والے ولی ہیں ایسا کوئی اور ولی نہیں ہے۔ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ فرمایا پاک اور بھی بہت ہیں لیکن جیسے پنجتن پاکؑ پاک ہیں ایسا کوئی اور پاک نہیں ہے۔

ذرا سکون میں آؤ، توجہ فرمائیے، قرآن پڑھ رہا ہوں۔

ایک مولوی کہنے لگا ساری دنیا اہل بیت ہے۔ تو بھی اہل بیت ہے میں بھی اہل بیت ہوں۔ میں نے کہا مولوی صاحب! ساری دنیا اہل بیت بنتی ہے تو بننے دو مگر تم اہل بیت نہ بننا، کہنے لگا وہ کیوں؟ میں کیوں نہ بنوں۔ میں نے کہا کہ رسالتمآبؐ کا فرمان ہے کہ صدقہ میری اہل بیتؑ پر حرام ہے اور مسجد میں جو روٹی آتی ہے وہ صدقے کی ہوتی ہے۔ اگر تو اہل بیت بنے گا تو کھائے گا کہاں سے۔

ایک مرتبہ ایک شخص صدقہ کی کھجوریں لے کر آیا۔ حضورؐ صحابہ میں وہ کھجوریں تقسیم فرما رہے تھے، ایک کندھے پر حضرت امام حسن علیہ السلام تھے،

حضورؐ کے کندھے پر جناب حسنؑ کا لعاب گرا حضورؐ نے دیکھا کہ حسنؑ کھجور کھا رہا ہے۔ حضورؐ نے حسنؑ کے منہ سے کھجور کا دانہ نکال کر فرمایا اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الصَّدَقَةَ عَلَيْنَا حَرَامٌ۔ کہ بیٹا حسنؑ تمہیں پتہ نہیں کہ صدقہ ہم پر حرام ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے کہ جب کوئی شخص کوئی چیز لیکر آتا تو پوچھتے کہ اے لانے والے! هدية ام صدقة کہ یہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟ اگر وہ کہتا کہ حضورؐ! ہدیہ ہے تو خود کھا لیتے اور اگر کہتا کہ صدقہ ہے تو قَالَ لِاَصْحَابِهٖ كُلُوْا۔ تو صحابہ کرام سے کہتے کہ تم کھا لو کیونکہ صدقہ ہم پر حرام ہے تو تیری سمجھ میں نہ آیا کہ جن کے منہ سے ایک خرما کا دانہ نکال لیں وہ اور ہوتے ہیں اور کھجوروں کے ٹوکروں کے ٹوکرے چٹ کر جانے والے اور ہوتے ہیں۔

اہل بیت تو وہ ہوتے ہیں جو مشکل وقت میں بھی صدقہ نہیں کھاتے۔ جب جناب زینبؑ کوفہ کے بازار میں آئی، کوفے کی عورتوں کو پتہ چلا کہ یہ زینبؑ ہے اور اس کے سر پر چادر نہیں تو انہوں نے چادریں اور کھجوریں پھینکیں تو جناب زینبؑ نے ہاتھ بلند کر کے فرمایا لا لا ان الصدقة علينا حرام۔ بیبیو! چادریں نہ پھینکو ہم نبی زادیاں ہیں، صدقہ ہم پر حرام ہے۔

کہتا ہے میں "بھی" اہل بیتؑ کو مانتا ہوں، "بھی" مانتا ہوں، بتا! کیا ماننا ہے؟ ماننے کا مطلب ہے کہ کسی مرتبے سے مان، نبی سمجھ کے مان، امام سمجھ کے مان، خلیفہ سمجھ کے مان، محمدؐ کے ———— نائب سمجھ کے مان کیا مانتا ہے؟ اگر امام سمجھ کے مانا تو غیر کو امام بنایا کیوں؟

کہتا ہے جی ہم اہل بیتؑ کو "بھی" مانتے ہیں، یہ "بھی" کا پتہ مجھے ایک دفعہ ضلع جھنگ سے لگا۔ ایک جگہ میں گیا تو میری روٹی آئی پلاؤ، زردہ، قورمہ میں نے کہا ان طالب علموں کو بھی روٹی دو۔ انہوں نے کہا قبلہ! آپ تو کھائیں ان کو "بھی"

دیتے ہیں۔ میں چونکہ مہاجر ہوں مجھے آپ کے ملک کی بولی کا پتہ نہیں تھا کہ "بھی" کا کیا مطلب ہے۔ جب ان کی روٹی آئی تو میں نے پوچھا کیا ہے؟ اُنہوں نے کہا دال اور دو روٹیاں، میں نے کہا پلاؤ؟ کہا ہمیں کوئی دیتا ہے، میں نے کہا زردہ؟ کہا واہ واہ جب نمک والے چاول نہیں دیتے تو میٹھے کون دے گا۔ یہ مجھے اُس دن سمجھ آئی کہ "بھی" وہاں بولا جاتا ہے جہاں دینا کچھ نہ ہو۔

نبوت غیر کے لئے، خلافت غیر کے لئے، امامت غیر کے لئے، تخت غیر کے لئے، بخت غیر کے لئے، ہر چیز غیر کے لئے۔ سب کچھ غیروں کو دیکر کہتا ہے اہل بیت کو ہم بھی مانتے ہیں۔ او بابا! اگر ماننے کا یہی مطلب ہے تو معاف کرنا نبوت اہل بیتؑ کی، امامت اہل بیتؑ کی، خلافت اہل بیتؑ کی، قرآن اہل بیتؑ کا، عرفان اہل بیتؑ کا، ہر چیز اہل بیتؑ کی۔ ہر چیز اہل بیتؑ کو دے کے، اہل بیتؑ کی مان کے صحابہ کرام کو ہم "بھی" مانتے ہیں۔

کہتے ہیں ہم بھی اہل بیت کو مانتے ہیں۔ لوگ اگر اہل بیتؑ کو مانیں تو زیادہ سے زیادہ علیؑ کو چوتھا یار مانتے ہیں اور فاطمہؑ کو چوتھی بیٹی مانتے ہیں ہم سے پوچھ ہم اہل بیتؑ کو کیا مانتے ہیں۔

ہم اہل بیتؑ کو اللہ کے اُمر کے والی مانتے ہیں۔

خدا کے علم کے خزانے مانتے ہیں۔

محمدؐ کے دین کے محافظ مانتے ہیں۔

اللہ کی زمین میں خلیفۃ اللہ مانتے ہیں۔

بندوں پر انہیں حجۃ اللہ مانتے ہیں۔

ارادۂ ازلی سے ان کو پاک مانتے ہیں۔

خدا تک پہنچنے کا ان کو وسیلہ مانتے ہیں اور جنت تک پہنچنے کا ان کو راستہ

مانتے ہیں۔ ہم اہل بیتؑ کو یہ مانتے ہیں۔

یہ الفاظ جو میں نے عرض کئے ہیں میرے نہیں ہیں بلکہ اس امام مظلومؑ کے الفاظ ہیں جو کربلا سے شام تک پاؤں میں بیڑیاں پہن کر گیا تھا۔ یہ الفاظ سید سجادؑ کے الفاظ ہیں۔ میں قربان جاؤں، وہ صحیفہ کاملہ میں فرماتے ہیں:۔

رَبِّ صَلِّ عَلٰی اَطَائِبِ اَهْلِ بَیْتِهِ الَّذِیْنَ اخْتَرْتَهُمْ لِاَمْرِكَ وَجَعَلْتَهُمْ خَزَنَةَ عِلْمِكَ وَحَفَظَةَ دِیْنِكَ وَخُلَفَاءَكَ فِیْ اَرْضِكَ وَحُجَجَكَ عَلٰی عِبَادِكَ وَطَهَّرْتَهُمْ مِنَ الرِّجْسِ وَالدَّنَسِ تَطْهِیْرًا بِاِرَادَتِكَ وَجَعَلْتَهُمُ الْوَسِیْلَةَ اِلَیْكَ وَالْمَسْلَكَ اِلٰی جَنَّتِكَ۔ (صحیفہ کاملہ ص ۳۳۴ مطبوعہ ایران)۔

کہتے ہیں رسولؐ کی چار بیٹیاں ہیں ہم ایک منٹ کے لئے چار ہی مان لیتے ہیں لیکن ذرا یہ فرما کہ چادرِ تطہیر میں کتنی آئیں، ایک۔ مباہلہ میں کتنی، ایک۔ دعوتِ ذوالعشیرہ میں کتنی، ایک۔ بضعۃ منی کتنی، ایک۔ خمس میں کتنی۔ ایک۔ روزِ قیامت آنکھیں بند کرا کے پلصراط سے گذرنے والی کتنی، ایک اور جنت کا دروازہ کھولنے والی کتنی ایک۔ کہتے ہیں کہ جی ہیں تو چار مگر خدا نے فاطمہؑ کو چن لیا ہے، تو پھر ہمیں کیا اعتراض ہے۔ جس بھائی نے حصہ نہیں لینا اگر وہ شریک بن بھی جائے تو اس کا نقصان کیا ہے۔

اب تو ہی بتا کہ جب خالق نے بتولؑ کو چن لیا تو پھر تیرے عقیدے کے مطابق جب وہ رسولؐ کی بیٹیاں ہو کر، فاطمہؑ کی بہنیں ہو کر، محمدؐ کے گھر پیدا ہو کر جوان ہو کر شانِ خاتونؑ کو نہیں پہنچ سکتیں تو غیروں کی بیٹیوں کی کیا حقیقت ہے کہ شانِ خاتونؑ کو پہنچ جائیں۔

پھر کہتے ہیں حضرت علیؑ چوتھا یار ہے ———— او عقل کے اندھے!

کبھی گھر کا بندہ بھی یار رہا ہے۔ اگر دو بھائیوں میں محبت ہو تو کسی نے یار کہا ہے
سُسر اور دَاماد کو کسی نے یار کہا ہے، باپ بیٹے میں محبت ہو تو کسی نے یار
کہا ہے، یار تو بیگانے ہوتے ہیں۔ دیکھ ذرا علیؑ کی فضیلت اور علیؑ کا مقام
کیا ہے۔ یہ میرے سامنے ریاض النضرہ ہے اس کی دوسری جلد صـ ۲۷۵
سے پڑھ رہا ہوں۔ لکھا ہے کہ :۔

کسی نے عبداللہ بن عمر سے پوچھا کہ مجھے صحابہ کرام کے درجے بتائیں
تو اس نے کہا کہ پہلا مرتبہ خلیفہ اوّل کا ہے، دوسرا مرتبہ خلیفہ دوم کا اور تیسرا
خلیفہ ثالث کا ہے۔ یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت!
آپ نے چوتھی جگہ پر علیؑ کا نام کیوں نہیں لیا۔ تو اس نے کہا کہ تو نے مجھ سے صحابہ
کے درجے پوچھے ہیں اہل بیتؑ کے تو نہیں پوچھے۔ علیؑ کوئی اصحاب ہے
جو علیؑ کا نام لوں علیؑ تو اہل بیتؑ ہے۔

غیر تو غیر رہ گئے علیؑ کے ساتھ تو علیؑ کے بھائی نہیں مل سکتے غیروں
کی حقیقت کیا ہے۔ علیؑ کے تین بھائی اور بھی ہیں۔ سب سے بڑا طالب ہے جس
کے نام پر حضرت ابو طالبؑ کی کنیت ہے، اس سے چھوٹا عقیل ہے، اس سے
چھوٹا جعفر طیار ہے اور سب سے چھوٹا ــــ حیدر کرّار ہے۔

طالب اور عقیل بھی بھائی ہیں ان کی بڑی شان ہے اور جعفر طیار کی بھی بڑی
شان ہے۔ شیعو تمہارے لئے تو یہی کافی ہے کہ جعفر طیار علیؑ کے بھائی ہیں۔
جناب زینبؑ کے چچا بھی ہیں اور سُسر بھی۔ غیروں کے لئے عرض کر دیتا ہوں کہ
جعفر طیار اوّل المومنین میں داخل ہیں، مدینہ والی ہجرت میں بھی شامل تھے۔ جب
حبشہ کی طرف ہجرت کی تو جعفر طیار ان کے قائد تھے۔ شاہِ حبشہ کو مسلمان کرنے
والے بھی یہی تھے۔ جنگِ خیبر کے مجاہد بھی ہیں اور جنگِ موتہ کے شہید بھی،

جنگِ موتہ میں جب ان کے بازو کٹ گئے تو خدا نے انہیں پَر عطا فرمائے۔
بخاری شریف میں رسولِ خدا فرماتے ہیں کہ اِنِّیْ رَأَیْتُ جَعْفَرًا فِی الْجَنَّةِ
یَطِیْرُ مَعَ الْمَلَائِکَةِ کہ میں نے جعفر کو جنت میں دیکھا کہ وہ فرشتوں کے
ساتھ پرواز کر رہا ہے۔ اب پوچھو کہ یا رسول اللہ! جعفر کی بھی بڑی شان ہے
لیکن جعفر اور علیؑ کی شان میں کیا فرق ہے تو حضورؐ فرماتے ہیں کہ علی منّی و انا
منہ، انفسنا و انفسکم علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ فرمایا
فرشتوں کے ساتھ اُڑنا اور بات ہے اور نفسِ رسولؐ ہو کر معراج کی رات
ساتھ جانا یہ اور بات ہے۔

غیروں کی کیا حقیقت ہے رسالتمآبؐ نے علیؑ کو اپنے ساتھ ملایا ہے
مشکواۃ شریف صـ ۵۶۴ میں ہے کہ جب رسولِ خدا مدینہ میں تشریف لائے
چونکہ مدینہ میں مسلمان کم تھے تو تمام صحابہ میں بھائی چارہ کیا یعنی ایک دوسرے
کا بھائی بنایا۔ ابوبکر کو عمر کا بھائی بنایا، طلحہ کا زبیر کے ساتھ بھائی چارہ کیا
یوں سمجھ لو کہ جن جن بزرگوں کا آپس میں جوڑ ملتا تھا ان کا آپس میں بھائی چارہ
کر دیا تو جاء علیٌّ تَدْمَعُ عَیْنَاہُ ۔ اسی اثنا میں حضرت علیؑ روتے ہوئے آئے
اور عرض کی یا رسول اللہ! اٰخَیْتَ بَیْنَ اَصْحَابِکَ وَلَمْ تُؤَاخِ بَیْنِیْ وَ
بَیْنَ اَحَدٍ۔ آپ نے اپنے تمام صحابہ کے درمیان بھائی چارہ کر دیا کیا میں
اس قابل نہیں تھا کہ میرا کسی کے ساتھ بھائی چارہ نہیں کیا تو رسولِ خدا نے فرمایا
کہ رو نہیں، ناراض نہ ہو۔ میں نے ساری دُنیا پر نظر دوڑا کر دیکھا لیکن دو آدمیوں
کا کوئی جوڑ نہیں ملا، ایک میرا اور ایک تیرا۔ اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ
کہ اے علیؑ دُنیا اور آخرت میں تو میرا بھائی ہے۔ نعرۂ حیدری

حضرات! اہل بیتؑ اور اصحاب میں بڑا فرق ہے، کہتے ہیں نہیں جی

ہمارے لئے سب برابر ہیں۔ مَیں نے بڑا سوچا کہ یہ "برابر" والا لفظ کہاں سے چلا ہے تو بڑی دیر کے بعد پتہ چلا کہ یہ کمیّوں" کے گھر سے چلا ہے۔ دو رئیس آپس میں لڑ پڑیں اگر کسی کمّی سے کوئی پُوچھے کہ زیادتی کس کی تھی تو وہ کہتا ہے کہ ہم کچھ نہیں کہتے، ہمارے لئے سب برابر ہیں۔

نہ بابا غلطی نہ کر! سَب برابر نہیں ہیں ذرا قرآن پڑھ! میرا خالق فرماتا ہے لایستوی الا علٰی والبصیر۔ اَندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ولا الظلمات ولا النورِ۔ اندھیرا اور روشنی برابر نہیں

——— ولا الظلّ ولا الحرور۔ دُھوپ اور سایہ برابر نہیں تلك الرّسل فَضّلنا بعضھم علٰی بعض نبی سارے برابر نہیں، قرآن کے پارے برابر نہیں، آسمان کے تارے برابر نہیں اور اصحاب ——— سارے برابر نہیں۔

یار کے معنی کا تو مجھے بچپن میں ہی پتہ چل گیا تھا جب مَیں بچّہ ہوتا تھا۔ میرے بھی یار تھے۔ مَیں ایک دن اپنے یاروں کو گھر لے آیا تو میرے والد صاحب نے فرمایا او اسماعیل! ان کو اپنے گھر نہ لایا کر۔ مَیں نے کہا بابا جان! کیوں نہ لاؤں یہ میرے یار ہیں۔ تو اُنھوں نے کہا کہ خواہ تیرے یار ہی ہیں لیکن ان کو اندر نہ لایا کر، مجھے تو اُس دن ہی پتہ چل گیا تھا کہ یار وہ ہوتے ہیں جو دروازے کے اَندر پَیر بھی نہیں رکھ سکتے اور اہل بیت وہ ہوتے ہیں جو بغیر اجازت کے اندر آجاتے ہیں۔

غلطی نہ کر میرے خالق کی آواز آئی یا ایّھا الّذین آمنوا لا تدخلوا بیوت النّبی الّا ان یُؤذن لکم الی طعامٍ غیر ناظرین اناہ اَے ایمان والو! نبیؐ کے گھروں میں داخل نہ ہُو۔ مگر جب تم کھانے کے لئے

اِذن دیا جائے پہلے نہ جاؤ کہ تم کھانے کا انتظار کرتے رہو وَلٰکِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوا یعنی جب تم کو بلایا جائے تو رسُول کے گھر میں داخل ہو جاؤ فاذا طعمتم فانتشروا ولا مستانسین لحدیث جب تم کھانا کھا چکو تو فوراً چلے جاؤ وہاں بیٹھ کر باتیں نہ کرو، اس لئے کہ ان ذٰلکم کان یوذی النّبی تمہارا اتنی دیر بیٹھنا رسُولؐ کو تکلیف دیتا ہے فیستحی منکم۔ پس وہ تم سے حیا کی وجہ سے نہیں کہتا واللہ لا یستحی من الحق لیکن حق بات کہنے سے اللہ حیا نہیں کرتا اللہ فرماتا ہے نکل جاؤ ———

اللہ فرماتا ہے کہ رسولؐ کے گھر میں زیادہ دیر تک بیٹھنے سے رسولؐ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر [illegible] نہ کہے کہ بیٹھنا تو بیٹھنا رہا میں نے تو سونا بھی آج یہیں ہے پھر کہے کہ اگر [illegible] یہ تو دفن بھی یہیں ہُوں گا۔ تو پھر یاد رکھ لو کہ جو رسُولؐ کے گھر میں اِذن [illegible] ساتھ آئے اس پر رحمت ہوتی ہے اور جو بغیر اذن کے تشریف لے آئے وہ لعنت کا سزاوار ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے،

انّ الّذین یوذون اللہ ورسولہٗ لعنھم اللہ فی الدّنیا والآخرۃ الخ تحقیق جو لوگ اللہ اور رسُولؐ کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ نعرۂ حیدری

ایک مولوی کہنے لگا کہ تم ہر وقت پنجتن پنجتن پاک پنجتن پاک کا رٹا لگاتے رہتے ہو، رسُولؐ کی توہین نہ کیا کرو۔ مَیں نے کہا وہ کیسے؟ کہا کہ رسُولؐ رحمۃ للعالمین ہو کر آیا ہے۔ اتنا رحمت کا دریا آیا، اِتنے رحمت کے دریا سے کل پانچ ہی پاک ہوئے۔ مَیں نے کہا ذرا تم بتاؤ کہ اللہ فرماتا ہے اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم کہ اَے میرا حبیبؐ! تو خلقِ عظیم کا مالک ہے، اتنے خلیق کے کل چار ہی یار بنے بیس بیس یار تو ہم بدخلقوں کے بھی بن جاتے ہیں۔ کہنے لگا آپ سمجھے نہیں

یار تو اور بھی بہت ہیں لیکن یہ سب سے بڑے یار ہیں۔ تو میں نے کہا بات ہی ختم ہوگئی کہ پاک تو اور بھی بہت ہیں لیکن یہ سب سے بڑے پاک ہیں۔

عزیزو! بتاؤ کیا قرآن اور کتابیں ایک جیسی پاک ہیں؟ نہیں، کتابوں میں غلطی بھی ہوسکتی ہے لیکن قرآن میں غلطی نہیں ہوسکتی۔ جو قرآن کو غلط کہے وہ کافر ہے۔ قرآن آسمان سے آیا ہے کتابیں یہاں بنتی ہیں۔ اسی طرح اہل بیتؑ وہاں سے آتے ہیں اور اصحاب یہاں بنتے ہیں اور اصحاب ایسے پاک ہیں جیسے کتابیں پاک ہیں اور اہل بیتؑ ایسے پاک ہیں جیسے قرآن پاک ہے۔

جب میں قرآن کو کھولتا ہوں تو آپ قرآن پر غلاف دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ قرآن ہے اور جو بغیر غلاف کے ہیں وہ کتابیں ہیں۔ تو جن پر چادرِ تطہیر کا غلاف آگیا تمہیں پتہ ہی نہ چلا کہ اہل بیتؑ کون ہیں اور اصحاب کون ہیں۔

اگر کوئی کہے کہ چادرِ تطہیر آئی ہی نہیں تو سُن! مشکوٰۃ شریف سے پڑھتا ہوں صفحہ ۵۶۸ سے پڑھتا ہوں، باب مناقب اہل بیتؑ سے پڑھتا ہوں، دائیں جانب سے پڑھتا ہوں، آٹھویں سطر سے پڑھتا ہوں، محمدؐ کے فرمان سے پڑھتا ہوں اہل بیتؑ کی شان سے پڑھتا ہوں، نعرہ حیدری لگائیں شروع کرتا ہوں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَّعَلَيْهِ مِرْطٌ مُّرَحَّلٌ مِّنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَاَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَاَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا اپنے اوپر کالی کملی اوڑھے ہوئے نکلے حسنؑ آئے ان کو چادر کے نیچے داخل کرلیا، پھر حسینؑ

آئے وہ بھی داخل ہوگئے، پھر فاطمہؑ آئیں ان کو بھی داخل کرلیا پھر علیؑ آئے ان کو بھی داخل کرلیا پھر انما یرید اللہ کی آیت پڑھی۔

تفسیر ابن کثیر میرے ہاتھ میں ہے اس کی جلد سوم صفحہ ۴۸۵ پر لکھا ہے کہ اُمّ سلمہ پاس کھڑی تھیں کہا جب پانچوں چادر کے نیچے آگئے تو آسمان سے نور کی بارش برسنے لگی۔ میں نے چادر اٹھا کر عرض کی یارسول اللہ! کیا میں بھی اندر آسکتی ہوں تو حضورؐ نے میرے ہاتھ سے چادر کا پلہ چھین کر فرمایا پیچھے ہٹ جا میں نے عرض کی یارسول اللہ! کیا میں اہل بیتؑ میں سے نہیں ہوں۔ تو حضورؐ نے فرمایا اَنْتِ عَلٰى خَيْرٍ کہ اُمّ سلمہ تو نیک ہے لیکن اَنْتِ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ وَ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ تو میری بیوی ہے اور یہ میرے اہل بیتؑ ہیں۔ بیویاں اور ہوتی ہیں اور اہل بیتؑ اور ہوتے ہیں۔

جبرائیل فرشتہ پاس کھڑا تھا عرض کی یارسول اللہ! کیا میں اس کے نیچے آسکتا ہوں تو حضورؐ نے فرمایا کہ وہ وقت یاد کر جب معراج کی رات پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اگر معراج کی رات ساتھ گیا تھا تو اب بھی بیٹھ جا اگر نہیں گیا تھا تو پیچھے ہٹ جا کیونکہ یہاں وہ بیٹھ سکتے ہیں جو عرش اعظم تک ساتھ جاسکتے ہیں۔

آلِ محمدؐ کی محبت کو رسالتمآبؐ نے اتنا واضح کردیا کہ اس بارے میں کوئی گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔ ایک حدیث جو صحاح ستہ میں نہیں ملتی کہ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ كِتَابَ اللهِ وَسُنَّتِيْ کہ میں تم میں کتاب اور سنت چھوڑ کے جارہا ہوں یہ صحاح ستہ میں نہیں ہے، چلو کسی دوسری کتاب میں ہوگی۔ تو فرمایا کہ اس میں ایک لفظ "سنت" آگیا تو اس پر ایک پورا مذہب اور چار امام ظہور میں آتے ہیں، مذہب بن جاتے ہیں اور جمہوریت اسی کے اندر داخل ہوجاتی ہے۔

کیوں او خدا کے بندے! جو حدیث صحاح ستہ میں نہیں آئی اس پر

جمہوریت کی اتنی بڑی جماعت بن سکتی ہے اور اتنا بڑا مذہب بن سکتا ہے تو جو حدیث صحاح ستہ کے اندر آئی ہے کہ "میں قرآن اور اہل بیت" چھوڑ کے جا رہا ہوں تو اہلبیت پر مذہب کیوں نہیں بن سکتا۔

فرمایا، میں قرآن اور اہل بیت چھوڑ کے جا رہا ہوں اور حضورؐ نے اہل بیت کو اپنی جانب مضاف کیا کہ کتاب اللہ کی ہے اور عترت میری ہے تو تیری سمجھ میں نہ آیا کہ اگر قرآن چھوڑ دیا جائے تو اللہ کا منکر ہے اور اگر اہل بیتؑ کو چھوڑ دیا جائے تو رسول اللہ کا منکر ہے۔

تو بتا! کیا مسلمانوں نے اہل بیت کے ساتھ تمسک کیا؟ اگر دنیا اہلبیت کے ساتھ تمسک کرتی تو خامس آلِ عبا، آج میدانِ کربلا میں اکیلا کھڑا ہو کر یہ کیوں فرماتا کہ :۔ ھَلْ مِنْ نَاصِرٍ یَنْصُرُنَا۔ کوئی ہے جو مجھ غریب کی مدد کرے جب میرے مولاؑ نے یہ استغاثہ بلند کیا تو نہر فرات سے ایک لاشہ تڑپا۔ کہا مولاؑ! میرے بازو نہیں ورنہ میں حاضر تھا۔ درِ خیمہ سے زینبؑ کی آواز آئی بھیا! مدد نہ مانگ زینبؑ کی چادر حاضر ہے۔ علی اصغرؑ جھولے میں تڑپا بابا! میں حاضر ہوں جب خیمے سے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں تو حسینؑ خیمے میں آئے کہا زینبؑ! کیا بات ہے۔ کہا بھیا! جب سے آپ نے استغاثہ کی آواز بلند کی ہے اصغر جھولے میں نہیں رہتا۔ امام نے فرمایا زینبؑ! لاؤ اصغر مجھے دے دو۔ شاید نانا کی اُمت اصغر کو گھونٹ پانی دے دے۔ حسینؑ نے علیؑ اصغر کو ہاتھوں میں لیا، اُوپر عبا کا دامن دیا اور میدان میں آئے، لشکرِ یزید کے سامنے آکر فرمایا، او مسلمانو! تمہاری نظر میں اگر خطا کار ہوں تو میں ہوں لیکن اس بچے کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ تین دن کا پیاسا ہے، اس کی ماں کا دودھ بھی خشک ہو چکا ہے اس کو ایک گھونٹ پانی پلا دو۔ پسرِ سعد نے حرملہ سے کہا

کیا دیکھ رہا ہے اِقْطَعْ کَلَامَ الْحُسَیْنِ کہ حسینؑ کی کلام کو قطع کر دے۔ اس ملعون نے تین نوک والا تیر کمان میں ڈالا۔ تیر چلانے کا ارادہ کیا تو تیر زمین پر گر پڑا، دوسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ عمر سعد نے کہا حرملہ! تُو تو بڑا تیر انداز تھا تجھے کیا ہو رہا ہے۔

میں قربان جاؤں ——— حرملہ نے کہا کہ جب میں تیر چلانے کا ارادہ کرتا ہوں تو درِ خیمہ پر ایک کالے برقعے والی بی بی آکر کہتی ہے ظالم! میری چھ مہینے کی کمائی برباد نہ کر۔

ظالم نے زہر آلود تیر چلایا جو علی اصغر کی گردن سے ہوتا ہوا حسینؑ کی کلائی میں جا لگا۔ علیؑ اصغر کے خون کو حسینؑ نے ہاتھوں پر لیا۔ زمین پر پھینکنے کا ارادہ کیا، زمین سے آواز آئی حسینؑ! اگر اس ناحق خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرا تو قیامت تک کوئی چیز پیدا نہیں ہوگی۔ آسمان کی طرف ارادہ کیا تو آواز آئی حسینؑ! قیامت تک بارش نہیں ہوگی۔ حسینؑ رو کے کہتے ہیں۔ ؎

انکار آسماں کو ہے راضی زمیں نہیں
اصغر تمہارے خوں کا ٹھکانہ کہیں نہیں

لکھا ہے کہ آسمان کی طرف سے ایک بی بی کی آواز آئی حسینؑ! یہ خون مجھے دے دے میں اپنے بالوں پر ملوں گی اور قیامت کے دن بابا کو دکھاؤں گی کہ بابا! دیکھ تیری اُمت نے میرے اصغر کا کیا حال کیا ہے۔

پھر حسینؑ نے علی اصغر کے لاشے کو اُٹھایا ارادہ کیا کہ خیمے میں لے جاؤں پھر سوچا اگر ماں دیکھے گی تو مر جائیگی کئی مرتبہ خیمے کی طرف گئے پھر واپس ہوئے آخر ؎

ننھی سی قبر کھود کے اصغر کو گاڑ کے
شبیرؑ اُٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کے

شیعو! کربلا کے سارے شہید ایک مرتبہ شہید ہوئے لیکن علی اصغر دو مرتبہ شہید ہوا۔ حسینؑ کو پتہ تھا کہ میری شہادت کے بعد ہماری لاشوں کو پامال کر دیں گے لیکن علی اصغر کا لاشہ گھوڑوں کے سُم برداشت نہیں کر سکے گا اس لئے دفن کر دیا لیکن شیعو! بتاؤ! علی اصغر کی لاش بچ گئی؟

میں قربان جاؤں جگر برداشت نہیں کرتا۔ بعد شہادت کے ظالموں نے جب سروں کو نیزوں پر بلند کیا تو گیا دیکھا کہ ایک سر کم ہے۔ عمر سعد نے کہا یہ اکہتر سر ہیں بہتر ہونے چاہئیں۔ اصغر کا سر نہیں ہے۔ جب کسی کو پتہ نہ چلا کہ اصغر کا لاشہ کہاں ہے تو حکم دیا کہ نیزے ہاتھ میں لیکر زمین پر مارو۔ ظالم نیزے زمین پر مارتے جا رہے تھے۔ برداشت نہیں کر سکو گے، ایک ظالم کا نیزہ جب اوپر آیا تو علی اصغر کی لاش ساتھ آگئی، سر کاٹ کر نیزے پر بلند کیا۔ جب سرِ علیؑ اصغر نیزے پر بلند ہوا تو حسینؑ کی آواز آئی علی اصغر! تیری قسمت

بس آخری فقرہ! لکھا ہے جب شہادتیں ہو گئیں، ریاض القدس میں لکھا ہے کہ جب پامالی کا وقت آیا تو سواروں کو حکم ہوا کہ لاشوں کو پامال کر دو اس حکم کا سننا تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی، عمر سعد! عباسؑ کی لاش پر گھوڑے نہ دوڑانا۔ عباسؑ کی ماں کوفے کی رہنے والی ہے وہ ہمارے خاندان کی ہے۔ کہا عباسؑ کی لاش اُٹھا لو۔ دوسری طرف سے آواز آئی علی اکبر کی ماں لیلیٰ ابوسفیان کی نواسی ہے ہم علی اکبر کی لاش کو پامال نہیں ہونے دیں گے۔ کہا علی اکبر کی لاش بھی اُٹھا لو، حُر کے رشتہ دار آئے کہا حُر کی لاش بھی اُٹھا لو۔

او میں قربان! ہر ایک شہید کے رشتہ دار آتے گئے اور لاشیں اُٹھاتے گئے مگر دو لاشے رہ گئے ایک لاش حسینؑ کی اور دوسرا چھوٹا سا لاشہ

علیؑ اصغر کا۔ جب گھوڑے قریب آئے تو جھک گئی لاش حسینؑ کی اوپر لاشِ علی اصغر کے۔ کہا بیٹا اصغر! میں نے تو چارے بہت کئے مگر تو بچ نہ سکا اور تیری لاش بھی گھوڑوں کے سُموں تلے پامال ہو گئی۔

اَلَا لعنۃ اللہ علی الظّالمین

میں نے ساری زندگی مذاہب کا سروے کر دیا ہے آدمؑ سے لیکر خاتمؐ تک اگر کسی نبی کے بعد اس کے یار وارث ہوئے ہیں تو میں منبر چھوڑ دوں گا۔ اگر ہر نبی کی آل ہی وارث ہوئی ہے تو تو ایک نبی کا منکر نہیں بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کا منکر ہے۔

(مبلغ اعظمؒ)

مُجلِس دھم

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

وَوَصَّینَا الاِنسَانَ بِوَالِدَیہِ اِحسَانًا حَمَلَتہُ اُمُّہٗ کُرھًا وَّوَضَعَتہُ کُرھًا وَحَملُہٗ وَفِصٰلُہٗ ثَلٰثُونَ شَھرًا حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَبَلَغَ اَربَعِینَ سَنَۃً قَالَ رَبِّ اَوزِعنِی اَن اَشکُرَ نِعمَتَکَ الَّتِی اَنعَمتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَن اَعمَلَ صَالِحًا تَرضٰہُ وَاَصلِح لِی فِی ذُرِّیَّتِی اِنِّی تُبتُ اِلَیکَ وَاِنِّی مِنَ المُسلِمِینَ ٥

حضرات! یہ آئتیں جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں پارہ چھبیس ۲۶ سورۃ احقاف کی آئتیں ہیں۔ اس میں حضرت امام حسینؑ کی سیرت، شہادت، مرتبے اور منزلت کو بیان فرمایا ہے۔

یہ سارا سال جو ہم مجلسیں کرتے ہیں امام حسینؑ کی مجلسیں ہوتی ہیں۔ دوستو! میرا یہ مقصد نہیں ہے کہ ہماری مجلسوں میں ذکرِ خدا و رسولؐ نہیں ہوتا! قرآن و حدیث نہیں پڑھی جاتی۔ ہماری مجلسوں میں ذکرِ خدا بھی ہوتا ہے، ذکرِ رسولؐ بھی ہوتا ہے، قرآن بھی پڑھا جاتا ہے، انبیاء کا ذکر بھی ہوتا ہے، لیکن ان تمام ذکروں کے باوجود اس کو مجلسِ حسینؑ کہتے ہیں کیوں؟ اس لئے کہ ذکرِ خدا دنیا سے مٹ رہا تھا، اسلام دنیا سے جا رہا تھا۔ حسینؑ نے سر دیکر، گھر دیکر اس کو بچالیا اسی لئے اس کو ہم مجلس

حسینؑ کہتے ہیں۔

لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ ہر مجلس میں حضرت امام حسینؑ کی سنّت کو، حضرت کے منصب کو، حضرت کی شان کو اور حضرت کے مطمعِ نظر کو سامنے رکھ کر پڑھیں کہ حسینؑ کیا چاہتے تھے اور اتنی بڑی شہادت کس مقصد کیلئے ہے۔

حضرتؑ کی سیرت، حضرتؑ کا مقصد یہ ہے، میرا اللہ فرماتا ہے رَبِّ اَوزِعنِی اَن اَشکُرَ نِعمَتَکَ الَّتِی اَنعَمتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ،

توجہ فرمائیے گا! خدا حسینؑ کی سیرت خود بیان فرمارہا ہے۔ لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ مولوی صاحب! فرمائیے کہ حسینؑ کی شہادت تو بعد میں ہوئی اور قرآن پہلے نازل ہوا ہے، آپ کس طرح یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حسینؑ کی سیرت اور شہادت قرآن میں ہے۔

اے اللہ کے بندے! محمدؐ جو خاتم النّبیین ہے محمدؐ کے بعد کوئی نبی نہیں، قرآن کے بعد کتاب نہیں، جب قرآن قیامت تک ہے۔ جب اس میں قیامت کے حالات بھی ہیں، بہشت کے بھی ہیں، تیری خلافتوں کے بھی ہیں تو نبیؐ کے نواسے کا ذکر کیوں نہیں آسکتا۔

جب اس میں قیامت تک کی ہر چیز موجود ہے تو فرما! حضرت امام حسینؑ کی شہادت اس میں کیوں نہ ہو، منصب کیوں نہ ہو اور نصب العین کیوں نہ ہو۔ آپ صلواۃ پڑھیں میں پیش کرتا ہوں۔

فرمایا ربِّ اوزعنی ——— حتی اذا بلغ اشدہ و بلغ اربعین سنۃ۔ جب حضرت امام حسینؑ جوان ہوئے اور چالیس سال کے ہو گئے تو کہا ربّ اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی کہ خداوندا! مجھے توفیق دے تاکہ میں ظاہر کروں تیری فضیلتوں کو اور ان نعمتوں کو جو تُو نے

میری ذات پر کیں وعلٰی والِدَیّ اور میرے والدین پر کیں، مجھے توفیق دے تاکہ میں وہ فضائل، وہ نعمتیں اور وہ مرتبے دنیا کو سنا دوں اور سمجھا دوں کہ میرے فضائل یہ ہیں، میری والدہ کے فضائل یہ ہیں، میرے باپ کے فضائل یہ ہیں، میرے نانا کے فضائل یہ ہیں واصلح لی فی ذریتی اور میری نسل کے نو اماموں کے فضائل ——— یہ ہیں۔

کوئی کہتا ہے حسینؑ جمہوریت کے لئے شہید ہو گئے، کوئی کہتا ہے سیاست کے لئے، نہیں بلکہ حسینؑ قرآن کے لفظوں میں فرماتے ہیں، اللہ فرماتا ہے کہ حسینؑ کا مقصد نبوت نہیں ہے، فرمایا اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وہ انعام وہ نعمتیں ہیں جو میری ذات پر، میرے والدین پر اور میری اولاد پر ہیں۔ آج پتہ چلا کہ حسینؑ آپ، حسینؑ کی والدہ، حسینؑ کا باپ، حسینؑ کا نانا اور حسینؑ کی نسل کے نو امام ان کو کہتے ہیں اہل بیت، حسینؑ کی فضیلت کا ذرہ ذرہ کائنات کو سب کچھ بتا رہا ہے۔

یہ اصول کافی ہے، شیعوں کی کتاب ہے، صفحہ اس کا ۴۶۴ ہے، اس میں لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ کی شہادت کی خبر آئی اور ولادت کے ساتھ آئی، آواز آئی محمدؐ! اللہ آپ کو ایک بیٹا عطا فرمائے گا، نواسہ ہوگا مگر اُمت اس کو قتل کر دے گی، تو رسالتمآبؐ نے کہا کہ جب اس کو اُمت ہی قتل کر دے گی تو ایسا بیٹا عطا کیوں فرمایا جاتا ہے؟ آواز آئی فِیْ ذُرِّیَّتِہِ الْاِمَامَۃُ وَالْوِلَایَۃُ وَالْوَصِیَّۃُ۔ شہادت کے بدلے میں امامت ان کے گھر میں، ولایت ان کے گھر میں، وصیت ان کے گھر میں۔ فرمایا شہادت کے بدلے میں تمام چیزیں اس خاندان کو دے دی جائیں گی۔ رسولِ خداؐ نے کہا میں مان گیا، سیدہؑ نے کہا میں مان گئی، علیؑ نے کہا میں مان گیا، حسینؑ نے عالمِ ارواح میں کہا میں مان گیا،

کیوں مسلمان! جب حسینؑ سارے گھر کا سودا کر کے امامت کیلئے آئے ہیں تو میں کیسے مان لوں کہ شہید حسینؑ ہو اور امامت غیر کے گھر کی ہو، ان کا کیا حق بنتا ہے۔

میرے خیال میں آپ سمجھ گئے ہیں، دیکھو! شہادت دیکر منصب لینا اور چیز ہے اور اجماع کر کے حاصل کرنا اور چیز ہے۔

کیوں شیعو! عالمو! فاضلو! دانشمندو! یہ قرآن ہے، یہ اصول کافی ہے، اس حدیث کی کتاب سے تمہاری بڑی کوئی کتاب نہیں ہے اور قرآن سے بڑی آسمانی کتاب کوئی نہیں۔ ان دونوں کتابوں میں دعوئ حسینؑ یہی ہے کہ میں آلِ محمدؐ کے لئے شہید ہو رہا ہوں، فضائلِ محمدؐ کے لئے شہید ہو رہا ہوں، تو جس کے لئے حسینؑ شہید ہوئے ہیں منبر پر آ کے وہ بیان کیا کرو[1]۔ جس کا کوئی مقصد ہی نہیں وہ مسئلے چھیڑے کیوں جا رہے ہیں۔

باقی رہے ہمارے برادرانِ اسلام ——— خدا انہیں خوش رکھے ——— میرا مقصد کسی کی دلآزاری نہیں۔ یہ سب سے بڑی آپ کی کتاب ہے "البدایہ والنہایہ" علامہ ابنِ کثیر دمشقی کی، اس کے اندر لکھا ہے کہ حضرت امام حسینؑ جب عراق جا رہے تھے تو لوگوں نے کہا آپؑ تفریق بین المسلمین پیدا کر رہے ہیں، فرمایا وہ تفریق بین المسلمین نہیں کرتا جس کی شان اللہ نے بیان فرمائی ہو۔ فرمایا میری دعوت اللہ کی ہے، میری دعوت قرآن کی، میری دعوت اسلام کی، میرا بیان قرآن میں، میری سیرت قرآن میں، جو اللہ نے کہا ہے میں وہ کر رہا ہوں تفریق نہیں کر رہا ہوں۔

فرماؤ تم کہتے تھے کہ اہل بیت میں "فلانا" داخل ہے مگر حسینؑ نے ترجمہ کر دیا

رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ

[1] اس جملے میں مقررین بلکہ رئیس المقررین کی طرف اشارہ ہے۔

فرمایا اہل بیتؑ میں، اہل بیت میری والدہؑ، اہل بیت میرا ناناؐ، اہل بیت میرا باباؑ
اہل بیت میری نسل کے نو امام۔ اب تو قرآن کے لفظوں میں حسینؑ نے سارا خاندان
گن دیا ہے۔ اس کے اندر باپ حسینؑ کا آیا ہے، ماں حسینؑ کی آئی ہے، ذات
حسینؑ کی آئی ہے۔ بابا آیا ہے، ماں آئی ہے، اولاد آئی ہے، جب یار آئے
نہیں تو ملاتے کیوں جا رہے ہیں۔ نعرۂ حیدری

توجہ ہو گئی ——— کیوں عزیزانِ من! یہ فرمایئے کہ قرآن شریف
سے مستند کتاب کوئی اور ہو اور حضرت امام حسینؑ کے اپنے بیان سے کوئی اور بڑا
بیان ہو، اللہ جیسے راوی سے کوئی بڑا راوی ہو، نہیں نا ——— تو جب قرآن سے
کوئی مستند کتاب نہیں، اللہ سے بڑا کوئی راوی نہیں، حسینؑ سے بڑی کوئی ذات نہیں
تو جو اس قرآن میں آیا ہے وہ پیش کر، یہ پکی روٹی کیسے پڑھی جا رہی ہے۔

فرمایا ربّ اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علیّ
وعلیٰ والدیّ۔ فرمایا حضرت امام حسینؑ نے ایک ایک فرد گن دیا ہے۔
حسینؑ نے تیرا جھگڑا ختم کر دیا ہے۔ حسینؑ فرماتے ہیں انعمت علیّ، میں
وعلیٰ والدیّ، میرے والدین، واصلح لی فی ذریتی میری اولاد
میری نسل کے نو امام۔ ایمان سے کہو قرآن کو ہاتھ لگا کے کہ جو تیرے قصے کہانیاں
تھے بتا! ماں تو آئی ہے، بیوی کہاں آئی ہے۔ نعرۂ حیدری

حضرت امام حسینؑ نے فرمایا انعمت علیّ وعلیٰ والدیّ۔ تو پھر غلطی نہ کر
حضرت امام حسینؑ کا جو منصب ہے، آلِ محمدؐ کے فضائل بیان کرنا، آلِ محمدؐ کی امامت
پر ایمان رکھنا یہ ہے ہمارا مذہب، یہ قرآن میں ہے۔ لہٰذا ہمارا مذہب اہل بیتؑ
کا مذہب ہے۔

میری نسبت یہ یاد رکھو! کہ میں آلِ محمدؐ کے سوا نہ کسی کو جانتا ہوں نہ

کسی کو مانتا ہوں۔ میں اگر جانتا ہوں تو آلِ محمدؐ کو اور مانتا ہوں تو آلِ محمدؐ کو، جو
اِن کا ہے وہ میرا ہے۔ جو اِن کا نہیں وہ میرا بھی نہیں۔ جو اِن کا ہے اس پر
رحمت ہے جو اِن کا نہیں اس پر ———

توجہ ہو گئی! فرمایا ربّ اوزعنی الخ یا اللہ! مجھے توفیق دے کہ میں
تیری وہ نعمتیں ظاہر کروں جو تو نے مجھ پر کیں اور میرے والدین پر کیں۔ سبحان اللہ!
بڑے عارف مومن ہیں، جھگڑا تو ختم ہو گیا۔ یہی جھگڑا ہے نا کہ صراط مستقیم مل جائے
سیدھا راستہ مل جائے، تہتروں میں سے ——— ناجی فرقہ مل جائے۔
یہی تمنا ہے نا۔ تو دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ روزانہ نماز پڑھتے ہو، مسجد
میں آئے وضو کیا کھڑے ہوئے، کھڑے ہو کر نماز شروع
کی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن بھی ہے
اور رحیم بھی ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سب تعریفیں اللہ کے لئے جو عالمین
کا رب ہے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ رحمٰن و رحیم ہے، مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ
ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ تیری ہی خالص عبادت کرتے ہیں وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ
تیری ہی ذات سے مدد چاہتے ہیں۔ اس کے بعد اگلا فقرہ پڑھو، سب کچھ پڑھ
کے کہا اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہم کو سیدھا راستہ دکھلا دے
کن کا صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ان کا راستہ دکھلا جن پر تیری نعمتیں
ہوئیں، جن پر تیرے انعام ہوئے، تو یہ قرآن کہتا ہے۔ حسینؑ کہتے ہیں
اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ انعام میری ذات پر ہے، میرے بابا پر ہے
تو پتہ کر انعام کس پر ہے اور لعنت کس پر ہے۔ فرمایا صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ
عَلَیْھِمْ ان کا راستہ دکھلا جن پر تیرے انعام ہوئے۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ
ان کا نہ دکھلا جن پر تو ناراض ہو گیا، تیرا غضب ہو گیا۔ او اللہ کے تابعدارو!

اللہ کے فرمانبردارو! یہ فرماؤ غیر المغضوب علیھم کہ اللہ تو ناراض ہو گیا اور تو رضی اللہ پڑھتا رہا۔

جن پر اللہ کی نعمتیں ہیں وہ تو یہ گھر ہے باقی رہ گیا غیر المغضوب علیھم جن پر تو ناراض ہو گیا۔ یہ فرماؤ! اللہ کو تو غضب آتا ہی نہیں، غضب تو ہے کہ دل کے اندر خون جوش مارے، غضب ہے۔ جب اللہ کیلئے بدن نہیں بدن کیلئے دل نہیں، دل میں خون نہیں تو اللہ کا غضب کیسا۔

اللہ کو تو غضب آتا ہی نہیں اگر غضب آجائے تو یہ کیفیت ہے وہ متکیف ہو جائے۔ یہ عرض ہے وہ معروض ہو جائے۔ بتاؤ! کہاں غضب آتا ہے۔ فرمایا غلطی نہ کر مجھے غضب نہیں آتا فرمایا وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ جس پر میرے محمدؐ کو غضب آجائے اس پر میرا غضب ہے۔ تو صحیح بخاری میرے ہاتھ میں ہے۔ محمدؐ فرماتا ہے مَنْ اَغْضَبَهَا فَاَغْضَبَنِیْ جس پر فاطمہؑ کو غضب آجائے میرا غضب اس پر ہوتا ہے۔

اس سے آگے نہیں پڑھنا چاہتا عقلمندوں کیلئے اشارہ کافی ہے۔

صحیح بخاری صفحہ ۵۳۴ پہلی جلد، ماں مومنوں کی راوی۔ (صلواۃ دی جھل آوے ئیں عرض کراں)۔

حضرت امام حسینؑ کا یہ مشن ہے۔ ربِّ اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علیّ و علی والدیّ یا اللہ ظاہر کراں نعمتوں کو جو میری ذات پر ہیں اور میرے والدین پر ہیں۔ قرآن تیرے سامنے ہے، خدا فرماتا ہے۔ چار ہستیاں ہیں جن پر میرے انعام ہیں، فرمایا وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا (سورۃ نساء آیت ۶۹)

پہلا گروہ نبیوں کا، دوسرا گروہ صدیقوں کا، تیسرا گروہ شہیدوں کا اور چوتھا صالحین کا۔ اب حسینؑ کہتے ہیں انعمت علیّ و علی والدیّ کہ انعام ہے مجھ پر اور میرے والدین پر۔ دوسرا مرتبہ ہے صدیقوں کا، اب فرماؤ! اگر حسینؑ کا باپ صدیق نہ ہوتا تو دوسرے مرتبے میں حسینؑ نام کیوں لیتے۔ حسینؑ نے فیصلہ کر دیا کہ نانا میرا نبی ہے بابا میرا صدیق ہے غیر صدیق ہو نہیں سکتا۔

کسی کی دل آزاری نہیں کرنا چاہتا جس کا جی چاہے صدیق کہلائے یا صدیق بنے ورنہ ہر شہر میں دس پندرہ آدمی محمد صدیق نام کے ہوتے ہیں۔

مگر یہ فرماؤ کہ صدیق ہوتا کون ہے۔ شاہ ولی اللہ نے ترجمہ فرمایا کہ اَلصِّدِّیْقُ مَنْ یَّکُوْنُ فِیْ اَصْلِ فِطْرَتِهٖ شَبِیْهًا بِالْاَنْبِیَآءِ کہ وہ نبی تو نہیں ہوتا مگر نبیوں کے مشابہ ہوتا ہے۔ اس کی فطرت میں نبوت کے جوہر ہوتے ہیں۔ تو پھر آ محمدؐ کے بعد کوئی ایسا بندہ پیش کر! جس کی ذات میں، صفات میں، صفاتِ انبیاء پائے جاتے ہوں۔ خدا کے بندے! صدیق وہ ہے جس کی فطرت میں صداقت ہو۔ کفر نہیں، شرک نہیں، بت پرستی نہیں بلکہ صداقت ہوتی ہے۔

فرمایا صدیق وہ ہوتا ہے جو نبی تو نہیں ہوتا مگر نبیوں کے مشابہ ہوتا ہے کوئی بندہ ایسا دکھا جو نبی نہ ہو مگر نبیوں کے مشابہ ہو یا میں دکھاتا ہوں، ریاض النضرہ سے پڑھتا ہوں:۔

نبی کریمؐ نے فرمایا:۔ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی اٰدَمَ فِیْ عِلْمِهٖ وَاِلٰی نُوْحٍ فِیْ فَهْمِهٖ وَاِلٰی اِبْرَاهِیْمَ فِیْ خُلَّتِهٖ وَاِلٰی مُوْسٰی فِیْ بَطْشِهٖ وَاِلٰی عِیْسٰی فِیْ زُهْدِهٖ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی وَجْهِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ۔ فرمایا جس نے آدمؑ کا علم دیکھنا ہو، نوحؑ کا فہم دیکھنا ہو، ابراہیمؑ کی خلت دیکھنی ہو، موسیٰؑ کی طاقت

لوگ کہتے ہیں رسولؐ کی چار بیٹیاں ہیں تو فاطمہؑ اپنے اعمال سے تو آگے نہیں بڑھ گئی، فاطمہؑ تو سب سے چھوٹی کہی جاتی ہے، بڑی بیٹیوں نے تو عمل زیادہ کئے ہوں گے نا! جو پہلے پیدا ہوئیں انہوں نے نمازیں زیادہ پڑھی ہوں گی، روزے زیادہ رکھے ہوں گے۔ مگر وہ اتنی نمازیں پڑھ کے، روزے رکھ کے فاطمہ نہ بن سکیں، تو یہ اعمال کی بات تو نہ ہوئی فضائل کی بات ہے۔

حسنین ہمایوں سعیدین شریفین سات آٹھ سال کے ہوں گے جب رسالتمآبؐ دنیا سے تشریف لے گئے تو آٹھ سال کے تو وہ بچے تھے یہ جتنے فضائل کے انبار لگے ہوئے ہیں، حدیثیں بھری ہوئی ہیں فرماؤ! حسنینؑ کو آٹھ سال کی عمر تک اعمال کرنے کا تو کوئی موقعہ نہیں ملا کیونکہ وہ نابالغ تھے۔ یہ محمدؐ رسولؐ اللہ نے جو قبلِ بلوغت فضائل بیان فرما دیئے ہیں یہ کس کا نتیجہ ہیں؟

ذرا پوچھے مسلمانانِ عالم سے کہ سرکارِ دو عالم کے لئے آپ بڑا کچھ بیان فرماتے ہیں اور ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں مگر آپ کی کتابیں کیا کہتی ہیں یہ مستدرک حاکم ہے کہ کَانَ یَتَوَثَّبَانِ عَلٰی ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ کہ جب رسالتمآبؐ نماز پڑھتے تھے تو حسنین ہمایوں سعیدین شریفین دائیں بائیں کھڑے ہو جاتے تھے اور باری باری حضورؐ کی پشت پر سوار ہوتے تھے۔ اگر کچھ دیر حسنؑ زیادہ رہ جاتے تو حسینؑ کہتے بھیا! نیچے اترو اب میری باری ہے، فرما! محمدؐ کی نماز ہو رہی ہے اور حسنینؑ کی کھیل ہو رہی ہے۔

تو یہ کیا تھا؟ تاکہ نمازی دیکھ لیں کہ حسنینؑ کے فضائل میری نگاہ میں یہ ہیں اور ان کی عظمت میری نگاہ میں یہ ہے۔ بخاری جیسی کتابوں میں یہ روایت موجود ہے کہ رسالتمآبؐ خطبہ پڑھ رہے ہیں اور حسینؑ تشریف لا رہے ہیں تو ان کا کرتہ

دیکھتی ہو، عیسیٰ کا دم درود دیکھنا، اگر اس نے سارے نبی نہیں دیکھے تو ایک دفعہ حیدرِ کرّارؑ کا چہرہ دیکھ لے تو سارے نبی نظر آ جائیں گے۔

حضرت فرماتے ہیں نعمت والے چار گھر میں، نبی ہے، صدیق ہے، شہید ہے اور صالحین ہیں۔ فرمایا نبی میرا نانا، صدیق میرا بابا، شہید میں اور باقی رہ گیا صالحین تو وہ میری نسل کے نو امام ہیں۔

جتنے نبی مرتے رہے وہ مرتے وقت یہ کہتے رہے کہ رَبَّنَا تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۔ یا اللہ ہمیں مسلم کر کے مار اور ہمیں صالحین کے ساتھ ملا دے۔ تیرا کیا خیال ہے کہ تو صالحین ہے۔ نہ بابا! یہ وہ صالحین ہیں۔ حسینؑ فرماتے میری نسل کے نو امام وہ صالحین ہیں جن کے ساتھ مرنے کے بعد ابراہیمؑ اور موسیٰؑ تمنا کر رہے ہیں کہ ہمیں ان کے ساتھ ملا دے۔

لہٰذا یہ ہستیاں ممتاز، یہ ہستیاں مخصوص اور یہ ہستیاں معصوم ہیں اور ابتدا سے انتہا تک ان کے فضائل جو ہیں یہ ان کے اعمال کا نتیجہ نہیں بلکہ اعمال فضائل کا نتیجہ ہیں۔

میرے خیال ہے آپ سمجھ گئے ہیں۔ مثلاً ایک آدمی نیکی کر کے بڑا بن جاتا ہے مگر یہ فرماؤ! کہ جن کے اپنی پیدائش سے پہلے فضائل ظاہر ہو رہے ہوں ابھی وہ خود ظہور میں نہ آیا ہو تو پھر فضائل اعمال کا نتیجہ نہیں بلکہ اعمال اس کے فضائل کا نتیجہ ہیں۔

معاف کرنا! میرا جہاں تک مطالعہ ہے میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی سیرت پر، حضرتؑ کی شہادت پر اور ایک ایک عمل پر ایک ایک آیت پڑھ سکتا ہوں۔ سبب شہادت کا ہی فیصلہ پہلے ہو چکا ہے کہ وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۔ صلواۃ پڑھیئے عرض کرتا ہوں۔

پاؤں میں اٹک گیا، گرنے لگے تو حضورؐ نے خطبہ کو چھوڑ دیا اور منبر سے اُتر کے حسینؑ کو اُٹھایا، اُٹھا کے منبر پر لائے اور اس کے بعد فرمایا کہ یہ میرا بیٹا ہے یہ گر رہا تھا فَلَمْ اَصْبِرْ میں صبر نہ کر سکا۔ کیوں مسلمان! لفظ تو ہے لَمْ اَصْبِرْ کا کہ میں صبر نہ کر سکا۔ مسجد بھی اپنی۔ نمازی بھی اپنے، ماحول بھی اپنا، لیکن ان کو گرتے دیکھ کر محمدؐ صبر نہ کر سکے تو یہ فرما! جب کربلا میں گھوڑے سے گرے تو شیعہ کیسے صبر کریں۔

لہٰذا جہاں تک میرا مطالعہ ہے ساری زندگی رسالتمآبؐ کی وقتاً فوقتاً ان کی تبلیغ میں گذری ہے۔ کبھی اپنے دوش مبارک پر ان کو سوار کرایا، کبھی نماز کی حالت میں پُشت پر سوار کر کے دکھلایا۔ یہ آخر بچے تھے نا! تو بچے کو اُٹھا کے نماز نہیں ہوتی تو پھر مان جا کہ یہ عام بچے نہ تھے بلکہ ان کے بغیر نماز نہیں ہو سکتی تھی۔

کتابوں میں موجود ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام رسالتمآبؐ کی پُشت مبارک پر سوار ہو گئے اور حضورؐ نے سجدے کو طُول دیا۔ ایک صحابی کہتا ہے کہ کافی وقت گذرنے کے بعد مجھے خیال آیا کہ شاید میں نے تکبیر کی آواز نہیں سُنی اور حضورؐ نے سر اُٹھا لیا ہو گا تو میں نے سجدے سے سر اُٹھا کر دیکھا کہ غلامٌ رَاکِبٌ عَلٰی ظَهْرِ رَسُوْلِ اللہ بچہ حضورؐ کی پُشت پر سوار تھا تو میں نے سجدے میں سر رکھ دیا میں نے دو تین مرتبہ ایسا کیا لیکن حسینؑ اپنی مرضی سے اُترے، حضورؐ نے سلام پھیرا تو سارے نمازی جمع ہو گئے، عرض کی یا رسُول اللہ! کیا آج نماز لمبی ہو گئی تھی یا کوئی اور بات ہے۔ فرمایا نہیں، نماز اتنی ہی ہے جتنی میں پڑھا کرتا تھا مگر اِنَّ ابْنِیْ اِرْتَحَلَنِیْ میرا بیٹا میری پُشت پر سوار ہو گیا تھا اور مجھے اللہ نے یہ فرمایا تھا کہ محمدؐ! نماز لمبی ہوتی ہے تو ہو جائے مگر اس بچے کو اُس وقت اُتارنا جب یہ خود اُترے فَكَرِهْتُ اَنْ اُعَجِّلَهٗ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهٗ تو فرمایا میں نے مکروہ

سمجھا کہ میں جلدی کروں۔ یہاں تک کہ وہ اپنی حاجت پوری کرے۔

دیکھ خدا کے لئے غور فرما! جب محمدؐ کی نماز حسینؑ کے لئے لمبی ہو سکتی ہے سجدے کو طُول ہو سکتا ہے تو ماتمِ حسینؑ میں تیری اذان ذرا آگے کیوں نہیں ہو سکتی۔

کہتے ہیں شیعہ ماتم کرتے ہیں اور ماتم میں نماز چھوڑ جاتے ہیں، نہیں! نماز چھوڑتے نہیں جمع کر کے پڑھتے ہیں اور نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا قرآن کا مسئلہ ہے، حدیث پاک کا مسئلہ ہے۔

کہتا ہے جی کیوں جمع کرتے ہو؟ کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ جب آپ حج کے لئے جاتے ہیں اور مقامِ عرفات میں نماز کا وقت آتا ہے، نمازِ ظہر آتی ہے، نمازِ عصر آتی ہے تو آپ وہاں نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ شام کو جمع کر کے پڑھتے ہیں۔ وقتِ ظہر گیا، عصر گیا، شام کے وقت جمع کر کے پڑھیں، وہاں جمع کرنے کی علت مجھے سمجھا کہ کیا وجہ تھی، کہتے ہیں کہ آج حج ہو رہا ہے، حج کیا ہے؟ کہ اسماعیلؑ کی قربانی کی یاد منائی جا رہی ہے۔ او خدا کے بندے! اسماعیلؑ تو قربان ہوا ہی نہیں صرف چھُری رکھی گئی ہے چلی نہیں ہے۔ تو جہاں چھُری رکھی گئی ہے اگر اس کی یاد میں نمازیں جمع ہو سکتی ہیں تو جہاں چل گئی ہے وہاں کیوں نہیں جمع ہو سکتیں۔

بس عزیزو! مختصر عرض کروں، ایک دفعہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے کسی نے کہا کہ حضورؑ! اگر آپ محمدؐ کے حقیقی بیٹے ہوتے نواسے نہ ہوتے تو لوگ آپ کا بڑا ادب کرتے، احترام کرتے۔ مگر چونکہ درمیان میں ایک واسطہ آ گیا ہے اس لئے آپ کے بارے میں کچھ لوگ تردد کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ بات تیری معقول ہے میں اسے تسلیم کرتا ہوں کہ لوگ میرا احترام اس لئے نہیں کرتے کہ میں بیٹا نہیں بلکہ نواسہ ہوں۔ فرمایا بھئی: میں تو نواسہ ہوں لیکن میری ماںؑ تو محمدؐ کی حقیقی بیٹی تھی اس کا لوگوں نے کتنا احترام کیا۔

مسلمانوں نے حضرت امام حسینؑ کی شان کو سمجھا ہی نہیں۔ آج حضرت امام حسین علیہ السلام میدانِ کربلا میں موجود ہیں اور ان نعمتوں کا شکریہ ادا کر رہے ہیں جو ان پر ہوئیں، ان کے ماں باپ پر ہوئیں، آج حسینؑ اپنے خاندانی فضائل سنانے اور نعمتوں کا ذکر کرنے کے بعد اپنے وعدہ کے مطابق و ان اعمل صالحاً ترضٰہ وہ عمل کرنا چاہتے ہیں جو عمل صالح ہے اور اس میں صرف اللہ کی رضا مطلوب ہے۔

سب سے پہلے حضرت امام حسین علیہ السلام نے میدانِ کربلا میں آکر اپنے خاندانی فضائل سنائے اور ان نعمتوں کا ذکر کیا جو اللہ کی طرف سے ان کو ملیں۔ لکھا ہے مظلوم کربلا نے گھوڑے کی زین پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اگر تم نہیں جانتے کہ میں کون ہوں تو سنو!

اَنَا ابْنُ عَلِیِّ الطُّهْرِ مِنْ آلِ هَاشِمٍ — كَفَانِیْ بِهٰذَا مَفْخَرًا حِیْنَ اَفْخَرُ
وَجَدِّیْ رَسُوْلُ اللهِ اَكْرَمُ خَلْقِهٖ — وَنَحْنُ سِرَاجُ اللهِ فِی الْاَرْضِ نَزْهَرُ
وَفَاطِمَةُ اُمِّیْ سُلَالَةُ اَحْمَدٍ — وَعَمِّیْ یُدْعٰی ذُو الْجَنَاحَیْنِ جَعْفَرُ
وَفِیْنَا كِتَابُ اللهِ اُنْزِلَ صَادِقًا — وَفِیْنَا الْهُدٰی وَالْوَحْیُ وَالْخَیْرُ یُذْكَرُ

کہ میں علی پاک کا بیٹا حسینؑ ہوں اور ہاشمی خاندان ہے۔ میرے لئے یہی بڑا فخر ہے کہ میں علی پاک کا بیٹا ہوں اور میرا نانا رسولؐ ہے جو تمام مخلوق سے بزرگ ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے چراغ ہیں اس کی زمین میں، اور فاطمہ میری ماں ہے جو محمدؐ کی بیٹی ہے اور وہ جعفر طیار میرا بھی چچا ہے جو فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتا ہے۔ اور اللہ کی کتاب ہمارے گھر میں آئی اور اللہ تعالیٰ کی وحی، ہدایت اور نیکی بھی ہمارے گھر میں آئی۔

بتاؤ! تم میں ایسا کون ہے جو اتنے فضائل کا مالک ہے اور مجھ سے بہتر ہے
بس میرے عزیزو! ختم کرتا ہوں اور دو جملے مصائب کے پڑھتا ہوں تاکہ

شبیہ ذوالجناح آئے اور دل بھر کر آپ ماتم کریں۔ مگر یہ فرماؤ! اگر میرے اندر تو اتنا جذب نہیں کہ آپ کو جمع کر لیا جائے۔ فرمایا! وہ کس کا غم ہے اور وہ کس کی محبت ہے جو تجھے کھینچ کر لے آتی ہے اور یہ کس ہستی کی یادگار ہے جس کے لئے اتنے جلوس نکل رہے ہیں یہ حسینؑ کا غم ہے۔ شیعو! دل جمعی سے ماتم کرو اور روؤ۔ کیونکہ زینبؑ کو کسی نے رونے نہیں دیا۔

اے میں قربان جاؤں یہ دسویں محرم کا دن ہے وہ دن جس کو مسلمان عید کا دن کہتے ہیں۔ اسی کی صبح کو مظلوم کربلا خیمے کے دروازے پر کرسی پر تشریف فرما تھے کہ شمر ملعون نے آکر آواز دی ھل من مبارز کہ حسینؑ! کوئی جوان ہے تو بھیج۔ تو حسینؑ کرسی سے اٹھے، ابھی رکوع کی حالت تک آئے تھے کہ علی اکبر نے بڑھ کر بٹھا دیا کہ بابا! جس باپ کا اٹھارہ سال کا جوان بیٹا ہو اس کے ہوتے ہوئے بوڑھا باپ کیوں جائے۔ ابھی علی اکبرؑ تیاری کر رہے تھے کہ غازی عباسؑ آگے بڑھے کہ علی اکبرؑ! تم بھی بیٹھ جاؤ۔ تو حسینؑ کا بیٹا ہے اور حسینؑ محمدؐ کا بیٹا ہے۔ میں میدان میں جاؤں گا۔

ہائے جگر برداشت نہیں کرتا۔ جب چند گھنٹوں کے بعد نہ عباس رہا، نہ علی اکبرؑ رہا اور نہ قاسم رہا۔ جب سارے شہید ہو گئے تو پھر شمر نے للکارا کہ حسینؑ! کوئی جوان ہے تو میں قربان، لکھا ہے حسینؑ کرسی سے اٹھے جب اس حالت میں آئے جہاں سے عباسؑ اور علی اکبر نے بٹھا دیا تھا تو نظر یمیناً و شمالاً۔ پہلے دائیں دیکھا پھر بائیں دیکھا کہ اب بھی کوئی ہے جو کہے کہ حسینؑ! بیٹھ جائیں موجود ہوں۔ جب کوئی نظر نہ آیا تو مقتل کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ او عباسؑ! او علی اکبرؑ! او قاسم! کہاں ہو، میں نے تجھے گھوڑے پر سوار کرایا تھا اب مجھے گھوڑے پر کون سوار کرائے گا اور رکاب میں کون پکڑے گا۔

سید بیٹھے ہو مومن بیٹھے ہو اب برداشت نہ کر سکو گے ۔ یہ فرمانا تھا، کیا دیکھا کہ ایک بی بی کے ہاتھ میں گھوڑے کی لگام ہے کہا بھیا حسینؑ! گھبرا نہیں اگر عباسؑ نہیں تو زینبؑ جو موجود ہے تجھے گھوڑے پر میں سوار کراتی ہوں، رکابیں میں پکڑتی ہوں ۔

حسینؑ گھوڑے پر سوار ہوئے، میدان کی طرف چلے، ایک جگہ گھوڑا رک گیا، حسینؑ نے فرمایا میرے ناناؐ کے گھوڑے مجھے پتہ ہے تو تین دن کا بھوکا پیاسا ہے لیکن میں حسینؑ وعدہ کرتا ہوں کہ آج کے بعد تجھ پر سوار نہیں ہوں گا مجھے صرف میدان تک پہنچا دے ۔ گھوڑے نے سر سے اپنے پاؤں کی طرف اشارہ کیا ۔ کیا دیکھا کہ ایک چار سال کی بچی ہے جو گھوڑے کے پاؤں سے لپٹ کر بیٹھی ہے اور کہہ رہی ہے میرے بابا کے گھوڑے! بابا کو نہ لے جا، ورنہ میں یتیم ہو جاؤں گی ۔ حسینؑ گھوڑے سے اُترے سکینہ کو گود میں لیا پیار کیا پھر فرمایا جا سکینہ اب خیمے میں چلی جا ۔ تو سکینہ رو کے کہتی ہے بابا! آپ تو جا رہے ہیں لیکن میں کس کے سینے پر سوؤں گی ۔ تو حسینؑ نے فرمایا بیٹی! تو اپنی ماں کے سینے پر سونا ۔ کہا بابا! میری ماں کے ساتھ تو بھیا علی اصغر سوتا ہے ۔ فرمایا نہیں سکینہ، علی اصغر آج کے بعد میرے پاس سویا کرے گا ۔

مختصر کروں سید بیٹھے ہو برداشت نہ کر سکو گے ۔ میں نے خود پڑھا ہے کہ جب حسینؑ میدان میں آئے تو چار ہزار تیر کمانوں سے نکل کر بتولؑ کے لعل کی طرف آئے ۔ راوی کہتا ہے میں قربان جاؤں حسینؑ کے اس نازک بدن پر جو رسولؐ کی گود اور بتولؑ کی آغوش میں ناز و نعم سے پلا تھا، چار ہزار تیروں کو حسینؑ کے نازک بدن نے کیسے برداشت کیا ہوگا ۔ جناب سید سجادؑ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے بابا کے جسم پہ کتنے زخم تھے تو سجادؑ نے ہاتھ سے انگشتری اُتاری اور فرمایا کہ میرے غریب بابا کے جسم پر اس نگینے جتنی بھی جگہ خالی نہیں تھی جب تیر اور پتھر لگ رہے تھے تو حسینؑ فرما رہے تھے رضاً بقضائہ وتسلیماً لامرہ

جب حسینؑ نے دیکھا کہ میرا آخری وقت ہے تو گھوڑے کو قریب کیا، اپنا خون لیکر گھوڑے کی پیشانی پر لگایا اور فرمایا ذوالجناح! خیموں کی طرف چلا جا بتلانے کی ضرورت نہیں، تجھے دیکھ کر زینبؑ خود سمجھ جائے گی کہ میرا بھائی مارا گیا ہے گھوڑا آیا درِ خیمہ پہ، زینبؑ نے باہر آکر دیکھا تو گھوڑے کی پیشانی خون سے رنگین ہے زین ڈھلکی ہوئی ہے وہیں زمین پر بیٹھ گئی اور سر پہ ہاتھ رکھ کر فرمایا، ہائے میرا بھیا حسینؑ مارا گیا ۔

بس او مومنا! جب تم شبیہ ذوالجناح نکالو تو کچھ دیر کے لئے ذوالجناح کو مستورات کے حلقے میں بھیجو، اور میری بہنو! بیٹیو! اب تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ جب ذوالجناح تمہارے حلقے میں آئے تو ایک چار سال کی بچی تلاش کرو جو سیدوں کی ہو اُمتیوں کی نہ ہو ۔ اس کے ہاتھ میں گھوڑے کی لگام دیکر شام کی طرف منہ کر کے کہو کہ سکینہ تیرے بابا کا بڑا ارمان ہے ۔ ماتم حسینؑ

الا لعنۃ اللہ علی الظالمین

مجلسِ یازدہم

اثباتِ عزاداریٔ امام حسین علیہ السلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَاللَّيْلِ اِذَا يَسْرِ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۝ (پ۳۰ سورة الفجر)

حضرات! خدا فرماتا ہے قسم ہے فجر کی اور دس متبرک اور بزرگ راتوں کی جفت اور طاق یعنی دسویں اور نویں کی اور اس رات کی جو مشکل سے گذری اس میں صاحبانِ عقل کیلئے بڑی قسم ہے۔

یہ سورۂ فجر کی آیت ہے۔ شیعہ تفسیروں میں اس سورۃ کا نام سورۂ حسین آیا ہے۔ تفسیر برہان جلد چہارم ص۴۵۶ میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے فرائض اور نوافل میں سورۂ فجر کو پڑھا کرو یہ حسین ابن علیؑ کی سورۃ ہے۔ جس نے اس کو پڑھا وہ روزِ قیامت جنت میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔

حضرات! آج یوم عاشور ہے اسی لئے میں نے اس دن کی مناسبت سے یہ آیت پڑھی ہے کہ قسم ہے دس راتوں کی۔ اور صبح عاشور کی تمام تفسیروں میں ہے کہ اس سے مراد محرم کی دس راتیں اور صبح عاشور ہے۔

حضرات! ماتم تو سارا سال ہوتا ہے مگر یہ ماتم کے خاص دن ہیں، کیونکہ موسم میں آ کے ہر چیز دو چند ہو جاتی ہے۔

سال میں اسلامی نقطۂ نظر سے تین عشرے منائے جاتے ہیں۔ پہلا عشرہ رمضان شریف کا آخری عشرہ ہے جو نزولِ قرآن کا عشرہ ہے، لیلۃ القدر کا عشرہ ہے اعتکاف کا عشرہ ہے اور شہادتِ علیؑ کا عشرہ ہے۔ اگر سچ پوچھو تو قرآن صامت کے نزول کا عشرہ ہے اور قرآن ناطق کے عروج کا عشرہ ہے۔

دوسرا عشرہ ماہِ ذوالحجہ کا پہلا عشرہ ہے۔ یہ حضرت اسماعیلؑ کا عشرہ ہے آلِ ابراہیمؑ کا عشرہ ہے، رضا و تسلیم کا عشرہ ہے، حضرت ہاجرہؑ کی یاس کا عشرہ ہے اور حضرت اسماعیلؑ کی پیاس کا عشرہ ہے۔ الغرض یہ ذبحِ عظیم کے خواب کا عشرہ ہے تعبیرِ خواب کا عشرہ اور ذبحِ عظیم کے مصداق کا عشرہ اس کے بیس دن کے بعد آتا ہے۔

وہ تیسرا عشرہ محرم الحرام کا عشرہ ہے جو شہیدانِ کربلا کی غربت و کربت کا عشرہ ہے۔ آلِ محمدؐ کی وطن سے فرقت کا عشرہ ہے، حسینؑ کی شہادت کا عشرہ ہے زینبؑ کی بے ردائی کا عشرہ ہے۔ یہ وہ عشرہ ہے جس میں زینبؑ کے بال کھل گئے حسینؑ کے نونہال رل گئے، سیدزادیاں جنگل میں بے سہارا ہو گئیں، محمدؐ کی بیٹیاں بے چارہ ہو گئیں یعنی اس کی پہلی سے لیکر دسویں تک چمنستانِ محمدؐ اجڑ گیا۔

مگر ہائے افسوس! جب ماہِ رمضان کا عشرہ آیا، نزولِ قرآن کا عشرہ آیا تو ہم تمام مسلمانوں کے ساتھ تھے، مساجد میں معتکف تھے، ترکِ لذات کے معترف تھے اور جب ذوالحجہ کا عشرہ آیا تو یادِ ابراہیمؑ و اسماعیلؑ میں ہم دوش بدوش تھے۔ لیکن جب محرم کا عشرہ آیا تو حسینؑ کی یاد منانے میں ہم شیعہ تنہا رہ گئے۔ یہ شیعیانِ حیدرِ کرار ہی ہیں جو یادِ امام مظلومؑ منا رہے ہیں اور منا رہے ہیں کہ رسولؐ کا نواسہ

بے یار و مددگار مارا گیا لیکن پھر بھی دعوٰی محبت و مودت ہے۔ آپ نے کبھی
دیکھا ہے کہ کوئی بغیر محبت رو رہا ہو۔ جہاں محبت نہ ہو وہاں رقت تو آ ہی نہیں سکتی اور
تعلق کے بغیر کوئی روتا ہی نہیں۔ جب آپ بازار سے گذرتے ہیں تو ایک مکان سے
رونے کی آواز آتی ہے لیکن باقی سارا بازار خاموش ہے تو آپ سمجھ نہیں لیتے کہ اس
گھر میں کوئی صدمہ ہے تو جس گھر کا تعلق ہے وہ رو رہا ہے باقی سب خاموش ہیں۔

تو حضرات! تعلق تین قسم کے ہوتے ہیں یا تعلق جسمانی ہوتا ہے یا تعلق
روحانی ہوتا ہے یا تعلق ایمانی ہوتا ہے، یا ایمان کا تعلق ہو تو تب جا کے کوئی
روتا ہے یا روح کا روح سے تعلق ہو تو تب جا کے کوئی روتا ہے یا قرابت
کا تعلق ہو تب روتا ہے۔ اب بتا! تعلق کے بغیر تو کوئی روتا نہیں۔ محرم کا
چاند جب سے تو نے دیکھا ہے ان شیعوں کے گھروں سے مستورات کی ساری ساری
رات شب بیداریاں، ہائے حسینؑ! ہائے زینبؑ! ہائے سکینہ کی آوازیں آ رہی
ہیں۔ بچے، نوجوان رو رہے ہیں، پیٹ رہے ہیں، ماتم کر رہے ہیں اور باقی
تمام بہتر [illegible] اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں تو تیری سمجھ میں نہ آیا کہ آلِ محمدؐ سے تعلق
کس کا ہے؟

[illegible] مسلمانوں کو آلِ محمدؐ سے کوئی تعلق بھی ہوتا تو ماتم حسینؑ کو بند کرنے
کی کوشش نہ کرتے۔ مجھ سے ہر روز سوال ہوتے ہیں، رقعے آتے ہیں کہ مولوی صاحب!
پیٹنا کہاں لکھا ہے، مگر افسوس! کہ آج تک ایک رقعہ بھی نہ آیا کہ زینبؑ کو
لوٹنا کہاں لکھا ہے۔

کہتے ہیں روتے کیوں ہو، پیٹتے کیوں ہو۔ کیوں او مسلمانو! مجھے ایمان
سے بتاؤ! کہ اگر تمہارا چھوٹا سا گھر لوٹا جائے تو مکان کی چھت پر چڑھ کر کہتے ہو
کہ لوگو! میں برباد ہو گیا، میں تباہ ہو گیا تو سارا محلہ اکٹھا ہو جاتا ہے اگر دیکھتا ہے

تو کہتا ہے یہ بیچارہ سچا پیٹ رہا ہے۔

او اللہ کے بندے! تیرے چار برتن ٹوٹ جائیں تو تو سچا پیٹ رہا ہے
اور محمدؐ کی بیٹیوں کا سارا گھر اجڑ گیا تو ہم غریب شیعہ غلط پیٹ رہے ہیں۔

یہ آلِ محمدؐ سے محبت اور تعلق ہی ہے جو روزِ عاشور خوشیاں منانے کی تلقین
کی جاتی ہے۔ یہ تمہاری مشکوٰۃ شریف ہے اس کے ص ۱۷ میں لکھا ہے۔
مَنْ وَسَّعَ عَلٰی عِیَالِہٖ یَوْمَ عَاشُوْرَا وَسَّعَ اللّٰہُ عَلَیْہِ کہ جب دسویں ماہ محرم
آئے تو بچوں کو اچھے کھانے کھلاؤ، نئے کپڑے پہناؤ۔ او مسلمان! ہم
کس دن اچھے کھانے کھائیں جس دن سکینہ پیالہ لئے پھرتی تھی کہ مسلمانو! مجھے
پانی دے دو میں حسینؑ کی بیٹی ہوں۔

اب بتاؤ! کیا محبتِ آلِ محمدؐ یہی ہے کہ جس دن نواسۂ رسولؐ شہید ہو گیا
اس دن عید منائی جائے۔

کسی نے رقعہ لکھا ہے کہ قتلِ حسینؑ کا سارا سامان تمہارے گھروں سے نکلتا ہے
لہٰذا قاتل بھی تم شیعہ ہو اور روتے بھی تم ہو۔

اس کے جواب میں میری گذارش ہے کہ اگر یہ بات ہے تو بتا! جب
حضرت یوسفؑ کے گیارہ بھائیوں نے حضرت یوسفؑ کو کنوئیں میں پھینکا تو وَجَاءُوْ
عَلٰی قَمِیْصِہٖ بِدَمٍ کَذِبٍ کہ کرتے پر جھوٹا خون لگا کر لے آئے اور حضرت
یعقوبؑ نے وہ کرتہ لے لیا تھا اور اس کو دیکھ دیکھ کر روتے تھے۔ جب
حضرت یعقوب روتے تھے تو وہ مارنے والے، ظلم کرنے والے کہتے تھے بابا!
نہ روؤ، رونے سے تمہاری آنکھوں کی بینائی جا رہی ہے لیکن یعقوبؑ نبی رو رہے
ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ میرے بیٹے کی نشانی ہے۔ تو آج پتہ چلا کہ ظالموں کے دو کام
ہوتے ہیں پہلے ظلم کرتے ہیں پھر مظلوم کو رونے سے روکتے ہیں۔

جب کوئی قتل ہو جاتا ہے تو اس میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک قاتل کے وارث ہوتے ہیں اور دوسرے مقتول کے ۔ قاتل کے وارث اپنا پورا زور لگاتے ہیں کہ وہ بری ہو جائے لیکن مقتول کے وارث کہتے ہیں کہ خواہ ہمارا سارا گھر بک جائے اگر پہلی پیشی پر ہی قاتل کو پھانسی نہ دلوائی تو ہم وارث کیسے ہیں؟ اب مجھے ایمان قرآن سے بتاؤ کہ وہ سامان جس سے قتل ثابت ہوتا ہے وہ عدالت میں قاتل کے وارث پیش کرتے ہیں یا مقتول کے وارث ۔ او اللہ کے بندے! قاتل کے وارث تو اس سامان کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ قتل کا کوئی ثبوت نہ رہے اور مقتول کے وارث عدالت میں ہر پیشی پر وہ سامان پیش کرتے ہیں تاکہ قتل چھپ نہ جائے ۔ تو یاد رکھو! ہم شیعہ عاشور اور اربعین کی عدالت میں گلیوں اور بازاروں میں اُس وقت تک یہ سامان پیش کرتے رہیں گے جب تک عدالتِ الٰہی سے قاتل کو سرِ عام سزا نہ مل جائے اور اس فیصلے تک جو بھی اس کو روکنے کی کوشش کرے گا وہ قاتل کا حمایتی ہوگا اور جو دکھاتے رہیں گے وہ مقتول کے حمایتی ہوں گے ۔

بس میرے عزیزو! مختصر کر دوں تاکہ آپ کو ماتمِ حسینؑ کرنے میں دیر نہ ہو جائے ۔

کہتے ہیں کہ یہ جو تم روتے ہو، ماتم کرتے ہو، زنجیر زنی کرتے ہو، ہائے وائے کرتے ہو قرآن میں دکھاؤ کہاں لکھا ہے ۔ تو میں تمام مسلمانوں سے پوچھتا ہوں کہ شراب حرام ہے قرآن میں لکھا ہے ۔ جُوا حرام ہے قرآن میں لکھا ہے چوری حرام ہے قرآن میں لکھا ہے ، زنا حرام ہے قرآن میں لکھا ہے ۔ مجھے کوئی ایک آیت دکھا دے جس میں لکھا ہو کہ ماتم حرام ہے میں آج ماتم چھوڑ دوں گا ۔

کہتے ہیں دکھاؤ کہاں لکھا ہے ۔ ساتواں پارہ کھولو ، پہلی آیت دیکھو میرا اللہ فرماتا ہے کہ وَاِذَا سَمِعُوا مَا اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ

تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ کہ جب وہ سنتے ہیں جو اُتارا گیا ہے طرف رسولؐ کی تو وہ حق پہچان پہچان کر رو رہے ہیں ۔ یہ رونے کی آیت ہے حق کو پہچان کے رونا قرآن سے ثابت ہے ۔

کہتے ہیں رونا تو جائز ہے لیکن یہ جو تم ہائے وائے کرتے ہو کہاں لکھا ہے تو چھٹا پارہ کھول پہلی آیت دیکھ خدا فرماتا ہے لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ کہ اللہ تعالیٰ بُری بات پکار پکار کر کہنے کو پسند نہیں کرتا مگر جہاں کوئی مظلوم ہو جائے خدا کی اجازت ہے ۔ کیوں میرے عزیزو! حسینؑ مظلوم ہے یا نہیں؟ اگر حسینؑ مظلوم ہے تو ہمیں رو لینے دے اگر مظلوم نہیں تو ہم نہیں روتے ۔

پھر کہا جاتا ہے کہ زنجیر زنی کہاں لکھی ہے ۔ بارھواں پارہ سورۃ یوسف پڑھو فرمایا فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۝ کہ جب مصر کی عورتوں نے حضرت یوسفؑ کو دیکھا تو محبت میں آکر چھریوں سے اپنے ہاتھ کاٹ لئے ۔ اگر محبتِ یوسفؑ میں چھریاں چل جائیں تو جائز ہو جاتا ہے اور اگر محبتِ حسینؑ میں زنجیر چل جائیں تو بدعت ہو جاتا ہے ۔

کہتے ہیں وہ تو کافر عورتیں تھیں ان کا فعل ہمارے لئے حجت نہیں ہے چلو مان لیتا ہوں، خدا فرماتا ہے وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ کہ جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی جزا جہنم ہے تو فرما جب حضرت ابراہیمؑ کو پتہ تھا کہ کسی کو قتل کرنا حرام ہے تو اس نے نبی ہو کر اپنے بیٹے اسماعیلؑ کے گلے پر چھری کیوں رکھی ، کہتے ہیں جی وہ تو محبت کی بات ہے ۔ تو پھر تمہیں پتہ نہ چل گیا کہ شریعت کی رسمیں اور ہوتی ہیں اور محبت کے تقاضے اور ہوتے ہیں ۔

ایک مولوی کہنے لگا کہ حسینؑ شہید ہیں اور شہید زندہ ہوتے ہیں ان کو درجہ مِل گیا، یہ حسینؑ کے درجے کو روتے ہیں کہ کیوں مِل گیا۔ میں نے کہا مجھے یہ بتا! کہ یعقوبؑ جو یوسفؑ کو چالیس سال تک روتا رہا وہ زندہ سمجھ کر روتا تھا یا مُردہ سمجھ کر زندہ سمجھ کر روتا تھا نا! تو پھر تیری عقل میں نہ آیا کہ زندہ کو رونا نبیوں کی سُنّت ہے۔

باقی رہا کہ حسینؑ کو درجہ مِل گیا ہم اس کے درجہ کو روتے ہیں تو بتا! کہ جب یعقوب نبی روتا تھا تو کیا اس لئے روتا تھا کہ وہ بادشاہ کیوں بن گیا۔ حالانکہ حضرت یوسفؑ مصر کے بادشاہ تھے، ساری دُنیا کو گندم تقسیم فرما رہے تھے، کیا وہ یوسفؑ کی بادشاہی اور سرداری کو روتا تھا۔ تمہیں مسلمان غلطی نہ کر! یعقوبؑ رو کر کہتے تھے بیٹا یوسف! میں تیری بادشاہی اور سرداری کو نہیں روتا بلکہ روتا اس لئے ہوں کہ تو نبی کا بیٹا تھا تجھے طمانچے مارے کیوں، رسّی کاٹی کیوں، کنوئیں میں پھینکا کیوں اور چالیس کھوٹے درہموں سے بیچا کیوں، روتا اس لئے ہوں تو ہم غریب شیعہ بھی حسینؑ کے درجے کو نہیں روتے بلکہ روتے اس لئے ہیں کہ حُسینؑ! تو نبیؐ کا بیٹا تھا تجھ سے مدینہ چھڑایا کیوں، تیرا پانی بند کیا کیوں، تجھے شہید کیا کیوں، سکینہ کو طمانچے مارے کیوں۔

زندہ حُسینؑ کو صرف ہم نہیں روتے بلکہ زندہ حسینؑ کو رسولؐ رویا، زندہ حسینؑ کو علیؑ رویا اور زندہ حسینؑ کو بتولؑ روئی۔ ہم تو حسینؑ کو اس وقت روتے ہیں جب حسینؑ جنّت میں زندہ ہے۔ لیکن رسُولؐ حسین کو اس وقت رو رہے ہیں جب حسینؑ ان کی گود میں زندہ ہے۔ مشکواۃ شریف میرے ہاتھ میں۔ باب مناقب اہل بیتؑ میں لکھا ہے حضرت اُمّ الفضل فرماتی ہیں کہ جب حسینؑ پیدا ہوئے تو میں ان کو لیکر رسُولِ خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے حسینؑ کو حضورؐ کی گود میں رکھ

دیا۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں تو میں نے عرض کیا یارسُولَ اللہ! میں تو خوشی کی وجہ سے لیکر آئی تھی اور آپ نے رونا شروع کر دیا ہے تو حضورؐ نے فرمایا اُمّ الفضل تو حسینؑ کو لیکر آئی وَجَاءَ جِبْرَائِیلُ بِتُرْبَةِ کَرْبَلَا اور جبرائیلؑ کربلا کی مٹی لیکر آگیا اور کہا کہ اے محمدؐ! اس بچے کو دل بھر کر پیار کرلے سَتَقْتُلُ اُمَّتُكَ کہ کسی دن تیری اُمّت کا خنجر ہوگا اور حسینؑ کا حلقوم ہوگا۔

وہ مٹی حضورؐ نے اُمّ سلمہ کو دیکر فرمایا اُمّ سلمہ! اس کو محفوظ رکھ لے۔ جس دن یہ مٹی خون ہو جائے سمجھ لینا میرا حسینؑ شہید ہو گیا ہے۔ اُمّ سلمہ فرماتی ہیں جب حسینؑ مدینہ سے چلے تو میں ہر روز اس شیشی کو دیکھتی تھی جس میں مٹی تھی۔ لیکن جب دسویں محرّم کا دن آیا تو دوپہر کے وقت میرا دل بہت گھبرایا۔ میں کبھی اندر جاتی تھی کبھی باہر آتی تھی آخر مجھے غش آگیا۔ نیند کی حالت میں میں نے کیا دیکھا کہ رسُولِ خداؐ تشریف لا رہے ہیں ان کے سر میں بھی مٹی ہے اور داڑھی پاک میں بھی مٹی ہے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے آرہے ہیں۔ میں نے عرض کیا مَا لَكَ یَا رَسُولَ اللہ کہ یارسولَ اللہ! کیا بات ہے۔ فرمایا الآن شهدت قتل الحسین میں حسینؑ کی قتل گاہ سے آرہا ہوں میرا حسینؑ مارا گیا۔

اب بتا! حسینؑ کو رونا اور سروں میں خاک ڈالنا سُنّت ہے یا بدعت ہے؟

سو باقی رہا تعزیہ، ہندوستان میں تعزیہ لانے والا امیر تیمور ہے اور اس تعزیہ بنانے والے کی عزّت وعظمت ملاحظہ کر۔ یہ میرے ہاتھ میں صواعِق محرقہ ہے اس کے صفحہ ۲۴۶ پر ہے کہ جب امیر تیمور کی موت کا وقت قریب آیا تو کیا دیکھا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور رنگ متغیّر ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو پھر رنگ اسی طرح ہو گیا۔ تو عزیز واقارب نے پُوچھا کہ ابھی ابھی آپ کا رنگ بالکل سیاہ

ہوگیا تھا پھر ٹھیک ہوگیا کیا بات ہے۔ تو امیر تیمور نے جواب دیا کہ میں بادشاہ ہوں میں نے بڑی جنگیں لڑی ہیں، مجھ سے کئی بے گناہ بھی مارے گئے ہوں گے مجھ سے اور گناہ بھی سرزد ہوتے ہوں گے۔ چونکہ میں گنہگار تھا اس لئے عذاب کے فرشتے جہنّم کا لباس لے کر میرے پاس آرہے تھے تو میرا رنگ متغیر ہوگیا پھر کیا دیکھا کہ رسولِ خدا کے ہاتھ میں جنّت کا لباس ہے وہ آکر فرشتوں کو فرماتے ہیں اِذْهَبُوا عَنه کہ او عذاب کے فرشتو! اس سے دُور ہٹ جاؤ۔ اگرچہ یہ گناہ گار ہے لیکن میرے حسینؑ کا تعزیہ دار تو ہے۔

رسولِ خدا نے فرمایا کہ كَانَ يُحِبُّ ذُرِّيَّتِي کہ یہ میری اولاد کا محبدار تھا اور میری اولاد پر احسان کرتا تھا۔ تو تجھے پتہ چل گیا کہ جو حسینؑ کا تعزیہ دار ہوتا ہے اُسکی شفاعت کیلئے خود رسولِ خدا تشریف لاتے ہیں۔

اسی صواعقِ محرقہ میں ہے کہ جب امیر تیمور مر گیا تو ایک قاریِ قرآن کی عادت تھی کہ وہ جب بھی امیر تیمور کی قبر کے پاس سے گذرتا تو یہ آیت پڑھتا تھا کہ خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ کہ اے فرشتو! اس کو پکڑو اور اس کو طوق پہناؤ پھر اس کو جہنّم میں داخل کردو۔ وہی قاری کہتا ہے کہ میں ایک مرتبہ سویا ہوا تھا۔ میں نے خواب میں جناب رسالتمآبؐ کو دیکھا کہ وہ تشریف فرما ہیں اور حضورؐ کے ایک طرف امیر تیمور بیٹھا ہوا ہے تو مجھے غصہ آگیا۔ میں نے کہا کہ او دشمنِ خدا! تو یہاں کیوں بیٹھا ہے۔ میں نے ابھی اس کا ہاتھ پکڑنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ اس کو یہاں سے اُٹھا دوں تو حضورؐ نے فرمایا او قاری! اس کو چھوڑ دے، کیونکہ یہ میری آل کا محبدار ہے میرے حسینؑ کا تعزیہ دار ہے، تو قاری کہتا ہے کہ میں نے اس کے بعد کبھی بھی امیر تیمور کی قبر پہ عذاب والی آیت نہیں پڑھی۔ تو عزادارِ حسینؑ کی یہ شان ہے کہ رسولِ خدا اس کو اپنے پاس بٹھاتے ہیں۔

بس عزیزو! آخری جملے ہیں، میرے پاس ماتم کے ہزاروں ثبوت ہیں۔ اگر چاہو تو بڑے بڑے بزرگوں کے ماتم دکھلا سکتا ہوں۔ حضرت بی بی عائشہؓ کا ماتم دکھلا سکتا ہوں، حضرت عمرؓ کا ماتم دکھلا سکتا ہوں لیکن مجھے کسی سے کوئی غرض نہیں ہے کوئی ماتم کرے یا نہ کرے میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ لاشِ حسینؑ پر زینبؑ جو ماتم کر رہی ہے۔

تاریخ ابنِ کثیر کی آٹھویں جلد میرے ہاتھ میں ہے اس میں لکھا ہے کہ بعد شہادت حسینؑ کے جب بیبیاں لاشِ حسینؑ پر آئیں تو لاش کے اردگرد حلقہ باندھ کر ماتم کیا۔ یہ پہلا حلقہ ماتم کا تھا جو محمدؐ کی بیٹیوں نے لاشِ حسینؑ پر باندھا تھا۔ زینبؑ نے ایسا ماتم کیا ایسا ماتم کیا، لکھا ہے کہ اَبْكَتْ كُلَّ عَدُوٍّ وَصَدِيقٍ دوست اور دشمن رو پڑے اور زینبؑ نے لاشِ حسینؑ پر کھڑے ہو کر مرثیہ پڑھا کہا یَا مُحَمَّدَاهُ یَا مُحَمَّدَاهُ صَلّٰى عَلَيْكَ اللّٰهُ وَمَلِيكُ السَّمَاءِ۔ نانا! دنیا تجھ پر صلواۃ پڑھتی ہے اور میں قید ہو کر جا رہی ہوں هٰذَا حُسَيْنٌ مُرَمَّلٌ بِالدِّمَاءِ اور یہ تیرا حسینؑ خون میں لت پت ہے۔ لکھا ہے جب لشکر کو پتہ چلا کہ یہ ماتم کرنے والی محمدؐ کی بیٹی زینبؑ ہے تو انہوں نے اپنی اپنی پگڑیاں اُتار کر پھینکنا شروع کردیں کہ ہمیں تو کہا گیا تھا کہ جوانوں کے ساتھ جوانوں کی جنگ ہے مگر یہاں تو محمدؐ کی بیٹیاں ہیں۔

جب عمر سعد نے دیکھا کہ اگر تھوڑی دیر اور ماتم شروع رہا تو میری فوج باغی ہو جائیگی تو شمر کو کہا کہ شمر! کسی طرح زینبؑ کو ماتم سے روکو۔ تو شمر نے کہا کہ اور تو کوئی طریقہ نہیں۔ زینبؑ کے ہاتھ گردن سے باندھ دو تاکہ شام تک ماتم نہ کرتی جائے۔ جب ہاتھ پسِ گردن بندھ گئے تو رو کر کہتی ہے بھیا حسینؑ! اب تو مجھے رونے بھی کوئی نہیں دیتا۔

زیارتِ ناحیہ میں ہمارا بارہواں امام فرماتا ہے کہ میرا اسلام ہو اُن عصمت کی بیبیوں پر جن کے ہاتھ گردن سے باندھے ہوئے تھے۔

ماتمِ حسینؑ! یا حسینؑ یا حسینؑ

عباسؑ بک ایجنسی کی اردو مطبوعات

قرآن مجید مترجمہ مولانا فرمان علی صاحب
(قسم اول جلی حروف رنگین) ۱۷۰/=
صحیفۂ کاملہ (جلی حروف)
مترجمہ مولانا محمد ہارون صاحب زنگی پوری ۸۵/=
وظائف الابرار (جلی حروف) مولانا فرمان علی صاحب ۵۵/=
استعاذہ دست غیب شیرازی ۴۰/=
توبہ " " " ۱۸/=
تربیت اولاد مولانا جان علی شاہ کاظمی ۲۵/=
اولین موذن اسلام حضرت بلال سید عین آبادی ۵/=
جناب فضہ راحت حسین ناصری ۷/=
مجالس عظیم مولانا سید کلب عابد صاحب ۲۵/=
سیرت امیرالمومنین (جلد اول) صفحات ۷۲۰ ۱۲۰/=
سیرت امیرالمومنین (جلد دوم) صفحات ۳۶۸ ۷۵/=
حضرت عائشہ کی تاریخی حیثیت فروغ کاظمی ۴۵/=
الخلفاء (حصہ اول و دوم) " " ۱۰۰/=
تحفۃ الابرار ترجمہ جامع الاخبار شیخ صدوق علیہ الرحمہ ۵۰/=
تفسیر کربلا فروغ کاظمی ۷۰/=
عرفان امامت (حالات امام زمانہ) ظفر عباس کشمیری ۷۰/=
آل محمدؑ کا دیوانہ بہلول دانا سیدہ عابدہ نرجس ۲۰/=
درگاہ حضرت عباسؑ تاریخ کی روشنی میں
مرتبہ حسن لکھنوی ۲۵/=
البیان (تفسیر سورۂ حمد) سید ابوالقاسم الخوئی ۳۰/=
حیات القلوب (تین جلدیں) علامہ مجلسی علیہ الرحمہ
مکمل سیٹ ۵۰۰/=
اوم اور علیؑ سید محمود گیلانی (سابق اہل حدیث) ۸/=
ایلیا " " " " ۱۲/=
اہل ذکر ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی ۷۰/=
انتقام خونیں یا خروج مختار سید محمد علی اعجازی ۱۰/=
انسان معاصر اور قرآن علامہ طالب جوہری ۶۰/=
حقیقت دین (مجموعہ مجالس کراچی) مولانا کلب صادق مجلد ۸۰/=
خاندان رسالت (مجموعہ مجالس بمبئی) مولانا مرزا محمد اطہر ۸۰/=
اسلام کا نظام خانوادگی مولانا سعید اختر صاحب ۳۰/=

قرآن مجید مترجمہ مولانا فرمان علی صاحب
(قسم دوم جلی حروف سادہ) =/
صرف ایک راستہ عبدالکریم مشتاق (پاکستان) =
حقائق القرآن امتیاز حیدر پرتاب گڑھی /=
وظائف القرآن (آرٹ پیپر رنگین) ۵/=
علوم القرآن مولانا سید محمد ہارون صاحب /=
قرآن اور سائنس مولانا سید کلب صادق صاحب /=
قرآن اور جدید سائنس مورس بوکائی /=
امامیہ نماز باتصویر /=
اسلام اور جنسیات ڈاکٹر محمد تقی علی عابدی /=
کائنات روش مراثی باقر علی خاں روش لکھنوی =
اسلام اور عزاداری (مجموعہ مجالس کراچی)
طاہر جرولی صاحب /=
منازل آخرہ (مرنے کے بعد کیا ہوگا؟)
شیخ عباس قمی علیہ الرحمہ /=
اٹھو اخونِ حسینؑ کا انتقام لو سیدہ عابدہ نرجس ۵/=
مولا علیؑ کوثر نیازی (پاکستان) و سید کلب صادق صاحب /=
خطبات حضرت زینبؑ علامہ ابن حسن نجفی =
گناہانِ کبیرہ (مکمل سیٹ دو جلدوں میں) دستغیب شیرازی
قلب سلیم (اول، دوم و سوم مکمل سیٹ ایک جلد) " " =/
خطبات نماز جمعہ مولانا سید کلب صادق مرتبہ سید علی عباس =
حیات بعد از موت الحاج امتیاز حیدر پرتاب گڑھی /=
مجالس اجتہادی علامہ نصیر اجتہادی (پاکستان) /=
معجزہ اور قرآن (مجموعہ مجالس) ضمیر اختر نقوی (پاکستان) =
بحار الانوار (جلد ۱۰) حالات امام حسینؑ و واقعات کربلا علامہ مجلسی
تفسیر اسلام (ابتدائے آفرینش سے ظہور امام تک کے
مصدقہ و مکمل حالات) فروغ کاظمی
فتنۂ وہابیت (وہابیت کی مفصل مکمل تاریخ) " " =/
الامام (بجواب المرتضیٰ) مولانا ادیب الہندی صاحب /=
روحوں کا سفر آقائے سید حسن نجفی، قوچانی =
تعقیبات نماز (بڑی سائز) مع دعائے عہد وغیرہ /=
زادِ آخرت (منتخب تعقیبات)